فرقہ جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ

تالیف

متکلم اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

فرقہ جماعت المسلمین
کا تحقیقی جائزہ

تالیف

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ناشر

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540

فہرست

حکومت برطانیہ 8
رخ پلٹ گیا 9
جماعت غرباء اہل حدیث 11
مسلم کا نیا معنی 12
فرقہ مسعودی کی دعوت 13
نئے دین کے نئے مسائل 14
ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کی کرامت 16
شریعت ساز 17
نسبتی نام 18
فرقہ مسعودی اور قرآن 19
فرقہ مسعودی والوں سے چند سوالات 20
سطحی مطالعہ 23
قرآن پر نظر عنایت 24
بانی فرقہ اور سنت 26
احادیث کا پوسٹ مارٹم 29
امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ 30
دعوۃ المسلمین 32
تلزم جماعت المسلمین 32
مسعودی فرقہ اور قرآن 36

مسعودی فرقہ اور حدیث 38
فرقہ مسعودی اور اجماع امت 39
فرقہ مسعودی اور اجتہاد و قیاس 40
فرقہ بندی 41
اختلاف امت 43
مسعود صاحب کی عادت 45
سوالات کا حق کس کو ہے؟ 53
علمی پرواز 54
فرقے 55
مذاہب اربعہ 56
ادلہ شرعیہ 57
علم تین ہیں 59
وسوسہ نمبر۱ 59
چور پکڑا گیا 61
وسوسہ نمبر۲،۳ 62
وسوسہ نمبر۴ 63
وسوسہ نمبر۵ 64
وسوسہ نمبر۶،۷،۸ 66
وسوسہ نمبر۹ 67
وسوسہ نمبر۱۰،۱۱ 68
وسوسہ نمبر۱۲،۱۳ 69
وسوسہ نمبر۱۴ 70
وسوسہ نمبر۱۵ 71

اختلاف کی مثال 72

وسوسہ نمبر۱۶ 73

وسوسہ نمبر۱۷، ۱۸ 75

وسوسہ نمبر۱۹ 76

سوال نمبر۲ 84

حدیث اول، دوم 86

سوال نمبر۳ 89

حدیث نمبر۱ 89

حدیث نمبر۲، ۳، ۴، ۵ 90

حدیث نمبر۶ 91

سوال نمبر۴ 92

سوال نمبر۵ 96

ہمارا مسلک 98

سوال نمبر۶ مرد عورت کی نماز میں فرق 99

پہلا، دوسرا قاعدہ 100

سوال نمبر۷ 103

سوال نمبر۸ 105

اعتراض نمبر۱ 118

طبیب اور پنساری 119

تقلید کا مطلب 120

اعتراض نمبر۲ 124

اختلافی احادیث 127

مسعود احمد کی دعوت کی حقیقت 130

اعتراض نمبر۳ 131
چھوٹے میاں 133
امام طحاوی رحمہ اللہ 135
اعتراض نمبر۴ 136
اعتراض نمبر۵ 137
اعتراض نمبر۶ 138
اعتراض نمبر۷ 139
اعتراض نمبر۸ 140
صلوٰۃ المسلمین 145
متواتر نماز 146
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت 151
زور علم 153
جھوٹ ہی جھوٹ 153
دس یا سترہ 154
فرضی کانفرنس 154
مسئلہ رفع یدین کی تفصیل 155
حضرت وائل رضی اللہ عنہ 157
دار قطنی یا تعلیق المغنی 158
سجدتین یا رکعتین 160
فریب ہی فریب 162
محمود بن اسحاق خزاعی 163
وائل رضی اللہ عنہ آمد ثانی 164
قرأۃ خلف الامام کی بحث 164
مسئلہ آمین کی تحقیق 166

باب اول

فرقہ جماعت المسلمین

تاریخ، عقائد و نظریات

غیر مقلدیت کا نیا روپ

مسعودی فرقہ (نام نہاد جماعت المسلمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور اس کی اشاعت پوری دنیا میں اہل السنت والجماعت خصوصاً احناف کے ذریعہ ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سندھ اور ہند کی فتح کی پیشین گوئی بھی فرمائی تھی۔

(نسائی، احمد)

ہند کو احناف نے فتح کیا۔ لاکھوں کافروں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور وہ سب سنی حنفی ہی بنے۔ تقریباً ایک ہزار سال اس ملک میں اسلامی حکومت قائم رہی اور کتاب و سنت پر مبنی فقہ حنفی اس ملک کا قانون رہی۔ نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد (۱۳۰۷ھ) اس حقیقت کا یوں اعتراف فرماتے ہیں:

”خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ و مذہب کو پسند کرتے ہیں۔ اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی و مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔“

(ترجمان وھابیہ ص۱۰)

حکومت برطانیہ:

پھر یہاں انگریزوں کی حکومت قائم ہوئی اور اس نے ملک میں مذہبی آزادی (غیر مقلدیت) کی بنیاد رکھی۔ جناب مولانا محمد حسین صاحب غیر مقلد بٹالوی (۱۳۳۸ھ) خود

فرماتے ہیں: ”اے حضرات یہ مذہب سے آزادی اور خود سری وخود اجتہادی کی تیز ہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندوستان کے ہر شہر و بستی و کوچہ و گلی میں پھیل گئی ہے۔ جس نے غالباً ہندوؤں کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا۔ حنفی اور شافعی مذاہب کا تو پوچھنا ہی کیا“

(اشاعۃ السنۃ ص۲۵۵)

اس غیر مقلدیت کی سرپرستی کے لیے ایک ضمنی ریاست بھوپال ان کو دی گئی۔ چنانچہ نواب بھوپال صدیق حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں: ”فرمان روایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے۔“

(ترجمان وھابیہ ص۳)

پھر فرماتے ہیں: ”یہ آزادگی مذہب ہمارے مذاہب جدید (حنفی، شافعی وغیرہ) سے عین مراد انگلشیہ سے ہے۔“ (ص۵) ”یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ خصوصاً دربار دہلی سے‘ جو سب درباروں کا سردار ہے۔“

(ترجمان وھابیہ ص۳۲)

اس سے واضح ہو گیا کہ غیر مقلدیت یورپ سے آئی ہوئی اور انگریز کی چلائی ہوئی ایک تحریک ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں کہیں نہیں ملتا کہ اجتہادی مسائل میں غیر مجتہدین کے خلاف بدگمانی پھیلانے یا بدزبانی کرنے کا نام عمل بالحدیث ہو۔

رخ پلٹ گیا:

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ احناف کی محنت سے کروڑوں کافر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے مگر تحریک غیر مقلدیت کا پہلا نتیجہ کیا نکلا؟ مولانا محمد حسین بٹالوی تحریر فرماتے ہیں: پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے سبب مجتہد

مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام ہی کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لامذہب، جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اس آزادی کا ادنیٰ نتیجہ ہے۔ کفر و ارتداد کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں، مگر دین داروں کے بے دین ہو جانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔

(اشاعۃ السنۃ ج۲ ص۵۴ شمارہ نمبر ۱۱)

یعنی اب بجائے اس کے کہ کافر اسلام کی طرف آتے مسلمان کفر کی طرف جانے لگے۔

دوسرا نتیجہ یہ سامنے آیا' جناب مولانا عبدالاحد خانپوری غزنوی (۱۳۴۷ھ) غیر مقلد تحریر فرماتے ہیں:

"نیچری فرقہ (جو معجزات و کرامات کا منکر ہے) قادیانی فرقہ اور چکڑالوی فرقہ (جو منکرین سنت ہیں) ان اہل حدیثوں سے ہی نکلے ہیں"

(کتاب التوحید و السنہ ص۱۰۲ ملخصاً)

تیسرا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ فرقہ چند ہی سالوں میں کئی چھوٹی چھوٹی فرقیوں میں بٹ گیا۔

جناب مولانا عبدالوہاب صاحب امیر و بانی جماعت غرباء اہل حدیث اس کی تفصیل یوں فرماتے ہیں:

(۱) جماعت غرباء اہل حدیث ۱۳۱۳ھ
(۲) کانفرنس اہل حدیث ۱۳۲۸ھ
(۳) فرقہ ثنائیہ ۱۳۳۸ھ
(۴) امیر شریعت صوبہ بہار ۱۳۳۹ھ
(۵) فرقہ حنفیہ عطائیہ ۱۳۳۹ھ
(۶) فرقہ شریفیہ ۱۳۴۹ھ
(۷) فرقہ غزنویہ ۱۳۵۳ھ
(۸) جمعیت اہل حدیث ۱۳۷۰ھ
(۹) محی الدین لکھوی فرقہ ۱۳۷۸ھ

(خطبہ امارات ص۲۶)

جماعت غرباء اہل حدیث:

اس فہرست میں پہلے نمبر پر جماعت غرباء اہل حدیث کا ذکر ہے اس کا مقصدِ تخلیق کیا تھا؟ جناب مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی کے شاگرد پروفیسر محمد مبارک صاحب غیر مقلد تحریر فرماتے ہیں: ”جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت کے لیے رکھی گئی صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک مجاہدین یعنی سید احمد شہید کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریزوں کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا۔

(علمائے احناف اور تحریک مجاھدین ص۴۸)

اس جماعت کے مقاصد آپ کے سامنے ہیں۔

فرقہ مسعودی نام نہاد جماعت المسلمین:

اسی فرقہ غرباء اہل حدیث کا فر مسعود احمد تھا جو پہلے اہل حدیث کہلاتا تھا وہ کوئی عالم نہیں ہے۔ اردو کتابیں دیکھ کر نیم ملا خطرہ ایمان کا مصداق ہے۔ اہل حدیث ہوتے ہوئے اس نے ایک قلمی مناظرہ تلاش حق کے نام سے جماعت اہل حدیث کراچی کی طرف سے شائع کیا۔ دوسرا رسالہ التحقیق فی جواب التقلید جماعت غرباء اہل حدیث کی طرف سے شائع کیا۔ ان کتابوں میں ائمہ مجتہدین رحمہ اللہ کو شریعت ساز اور ان کے مقلدین کو مشرک لکھا۔ اسلاف کے خلاف بدگمانی اور اکابر اہل اسلام پر بدزبانی میں خاص ریکارڈ قائم کیا۔ اہل حدیث فرقے میں ایسے شخص کی خوب عزت افزائی ہوتی ہے۔ چنانچہ باوجود ان پڑھ ہونے کے جماعت میں ممتاز حیثیت حاصل کر گیا۔ اس نے دیکھا کہ جماعت غرباء اہل حدیث میں نظام امارت ہے۔ اس کے دل میں بھی امیر بننے کا شوق انگڑائیاں لینے لگا مگر اس کا یہ خواب شرمندہ تعبیر ہوتا نظر نہ آتا تھا کہ وہ جماعت غرباء اہل حدیث کا ممبر بنے، اس لیے اس نے ۱۳۸۵ھ میں جماعت غرباء اہل حدیث کی ایک ضمنی فرقی بنائی اس کا نام جماعت المسلمین رکھا۔ دس سال تک یہ نئی فرقی غرباء کے دودھ پر پلتی رہی آخر ۱۳۹۵ھ میں اس نے نیا مستقل فرقہ ہونے کا اعلان کر دیا۔

مسعود احمد بانی فرقہ مسعودی کے افکار و خیالات

مسلم کا نیا معنی:

اہل اسلام جس معنی میں مسلم کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور کتاب و سنت میں مسلم کا جو مفہوم ہے اس کو چھوڑ کر بانی فرقہ نے ایک نیا معنی گھڑا، لکھتا ہے:

”غرض یہ کہ مسلمین یعنی کسی امام کی تقلید نہ کرنے والے ہمیشہ رہے ہیں“ یعنی ”مسلمین“ بمعنی غیر مقلدین ایک منفی فرقہ ہے جس کے پاس کوئی مثبت لائحہ عمل نہیں۔

اس نئے معنی کے مطابق تمام اہل السنت والجماعت حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اسلام سے خارج قرار پائے لیکن موجودہ اہل حدیث تو غیر مقلد ہیں وہ تو مسلم رہنے چاہیے تھے لیکن جناب بانی فرقہ ان کو بھی مسلم نہیں مانتا حالانکہ وہ غیر مقلد ہیں۔ اس لیے ان کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے ”اطاعت امیر“ رسالہ لکھا جس میں امیر کی اطاعت کو فرض قرار دیا اور ان کے نزدیک امیر اور امام ہم معنی ہیں اور امیر جناب خود ہیں۔ اہل حدیث اگرچہ غیر مقلد ہیں مگر وہ مسعود احمد صاحب کی اطاعت کو فرض نہیں مانتے اس لیے غیر مسلم ہوئے۔ اب مسلم کا معنی واضح ہو گیا کہ کوئی شخص خدا اور رسول پر ایمان رکھے، کسی امام کی تقلید بھی نہ کرے مگر مسعود احمد پر ایمان نہ لائے اس کی اطاعت کو فرض نہ جانے تو وہ مسلم ہرگز نہیں۔

ان معنوں میں مسلم کا لفظ نہ کہیں قرآن میں آیا ہے نہ حدیث میں نہ تاریخ میں... یہ اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ ہے، اس لیے جماعت المسلمین کا مطلب یہ نکلا کہ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کی تقلید چھوڑ کر مسعود احمد کی اطاعت کو فرض جاننے والا مسعودی فرقہ کہلایا۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ لوگ قرآن و حدیث پر جھوٹ بولتے ہیں کہ ہمارے فرقہ کا نام قرآن میں ہے جیسے قرآن میں موجود لفظ ربوہ سے قادیانیوں کا ربوہ ہرگز مراد نہیں، قرآن پاک میں موجود لفظ

حزب اللہ سے مسعود احمد کے نزدیک مسعود الدین عثمانی کا فرقہ حزب اللہ مراد نہیں تو قرآن پاک کے نزول کے چودہ سو سال بعد کراچی میں مسعود احمد کا بنایا ہوا بدعتی فرقہ قرآن وحدیث میں موجود الفاظ ”مسلم“ کا مصداق کیسے بن سکتا ہے؟

فرقہ مسعودی کی دعوت:

1. جو شخص کو خدا کو حاکم مانے مگر مسعود احمد کو حاکم وامیر نہ مانے وہ مسلم نہیں بن سکتا۔
2. جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھے مگر مسعود احمد کو مفترض الطاعت نہ مانے وہ مسلم نہیں۔
3. جو دین اسلام چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے، جو اس کو مانے مگر مسعود احمد کے لٹریچر پر ایمان نہ لائے وہ مسلم نہیں۔
4. اللہ تعالیٰ نے جن کا نام مسلم رکھا جو چودہ سو سال سے آرہے ہیں یہ ان کو مسلم نہیں مانتے صرف اسی کو مسلم مانتے ہیں جن کا نام ۱۳۹۵ھ میں مسعود احمد نے اللہ تعالیٰ کے برخلاف مسلم رکھا۔
5. اہل اسلام یہ کہتے ہیں کہ اللہ والوں سے محبت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی نشانی ہے لیکن ان کے ہاں محبت کی بنیاد صرف مسعودی فرقہ میں داخل ہونا ہے۔ جو مسلمان مسعودی فرقہ میں داخل نہ ہو ان کو نہ یہ سلام کرتے ہیں نہ سلام کا جواب دیتے ہیں۔
6. تمام اہل اسلام اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے اکابر پر فخر کرتے ہیں۔ لیکن مسعودی فرقہ کا فخر اپنے جاہل امام پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجا فرمایا کہ آخری زمانہ میں لوگ جاہلوں کو اپنا دینی امیر بنالیں گے جو خود بھی گمراہ ہوگا ان کو بھی گمراہ کرے گا۔

(بخاری)

الغرض مسعودی فرقہ کا ایمان صرف اور صرف مسعود احمد کی اقتداء ہے۔

نئے دین کے نئے مسائل:

1. شروع اسلام سے آج تک مسلم خدا کے فرمانبردار کو کہا جاتا تھا۔ اس نئے دین میں مسلم کا معنی غیر مقلد مسعود احمد کو امام مفترض الطاعت ماننا قرار پایا۔

2. مسلم کا لفظ پہلے کافر کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(آل عمران:٦٧)

”ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے، نہ عیسائی، نہ مشرک بلکہ حنیف مسلم تھے۔“

دوسری جگہ ہے:

اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

(آل عمران:٨٠)

”کیا تم کو کفر سکھائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے۔“

تیسری جگہ ہے:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ

(الحجر:٢)

”کسی وقت آرزو کریں گے کافر، کیا اچھا ہوتا جو ہوتے مسلمان“ اسی وجہ سے مسلمان ہمیشہ مسلم کا لفظ کفر کے مقابلہ میں استعمال کرتے آئے ہیں۔ مگر نئے مسعودی دین میں مسلم کا لفظ اہل السنت والجماعت کے بالمقابل اور حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے خلاف استعمال ہوتا ہے جب کہ قرآن وحدیث اور اہل اسلام میں کبھی مسلم کا لفظ ان کے خلاف استعمال نہیں ہوا۔

3. قرآن پاک میں جب آیت: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ نازل ہوئی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن کے چہرے میدان قیامت میں روشن ہوں گے وہ اہل السنت والجماعت ہیں اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اس آیت کی تفسیر اہل السنت والجماعت ہی بیان فرمائی۔

(الدر المنثور ص۶۳ ج۲)

لیکن نئے مسعودی فرقہ میں اہل السنت والجماعت کہلانے والے غیر مسلم دوزخی ہیں۔ کس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت کی جا رہی ہے! مسعودی فرقہ یہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی نہیں سنتا کیوں کہ اس فرقہ پر تو مسعود احمد کی اطاعت فرض ہے اس لیے یہ فرقہ سب اہل السنت والجماعت کو غیر مسلم ہی کہتا ہے۔

4. امام ابن سیرین رحمہ اللہ (م ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں: پہلے حدیث کی سند نہیں پوچھتے تھے، جب فتنہ واقع ہوا تو کہنے لگے کہ راویوں کے نام بتاؤ تا کہ اہل السنت راویوں کی حدیث قبول کی جائے اور اہل بدعت راویوں کی روایت قبول نہ کی جائے۔

(صحیح مسلم ص۱۱)

5. اس سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں لوگ اہل السنت کہلاتے تھے اور صحیح احادیث کے راوی اہل السنت ہی ہیں اور اہل السنت کے مد مقابل اہل بدعت تھے نہ کہ مسلم۔ اگر اہل السنت مسلم نہیں تو تمام صحیح احادیث کے راوی غیر مسلم قرار پائیں گے اور جب اہل بدعت کی روایات قابل قبول نہیں تو غیر مسلموں کی روایات کس طرح قابل قبول ہوں گی۔

6. اس نئے فرقے نے جس طرح مسلم کا معنی بگاڑا اس طرح مذہب کا معنی بھی بگاڑا۔ مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے جو منزل سے ملاتا ہے۔ ہمارا مذہب حنفی ہے جو ہمیں منزل محمدی

تک پہنچاتا ہے اور فرقہ کے معنوں میں علیحدگی کا مفہوم ہے یعنی جو شخص منزل محمدی کے راستہ سے الگ ہو گیا وہ یقیناً منزل سے بھی کٹ گیا۔ اس لیے مذاہب کا مقصد ہی منزل محمدی تک پہنچانا ہے اور فرقے کا مطلب ہی منزل تو کیا خود مذہب یعنی راستے سے ہٹا دینا ہے۔ آپ نے گزشتہ صفحات میں اس فرقہ کی تاریخ پڑھی ہے۔ پہلے اہل السنت سے کٹ کر ایک فرقہ اہل حدیث بنا۔ پھر اس فرقے سے کٹ کر ایک اور فرقہ غرباء اہل حدیث بنا، پھر اس فرقے سے ایک نیا فرقہ پیدا ہوا جو مسعودی فرقہ ہے بلکہ فرقہ ہی نہیں فرقہ در فرقہ ہے۔

7. حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پوچھا کہ اگر مسئلہ نہ کتاب اللہ میں ملے نہ سنت میں تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”اجتھد برایی میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔“ اس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد کی نسبت اپنی طرف کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ اسی لیے اہل السنت اجتہادی مسائل کی نسبت مجتہد کی طرف کر کے حنفی شافعی وغیرہ کہلاتے ہیں اور یہ نسبتیں بلا نکیر اہل اسلام میں جاری رہیں۔ اس طرح ان کی صحت پر اجماع ہو گیا مگر مسعودی فرقہ اجماعی مسائل کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں کہ سبیل المومنین سے کٹنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جماعت سے کٹنے والے کو دوزخی فرمائیں مگر مسعودی فرقہ اجماع سے کٹنے والوں کو دوزخی کہنے کی بجائے مسلم کہتا ہے۔ کس طرح خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلا مقابلہ ہے!

ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کی کرامت:

8. بانی فرقہ اگرچہ مجتہدین رحمہ اللہ کو شریعت ساز کہتا ہے مگر ایک جگہ اس کے قلم سے حق واضح ہو ہی گیا لکھتا ہے: ”اس میں شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جس اصول پر

مسائل کی بنیاد رکھی وہ اصول سنت ہے کیوں کہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن وحدیث کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا، نہ اس کو حجت سمجھا لہٰذا ان کا یہ طریقہ بے شک سنت تھا اور چاروں برحق تھے۔

(خلاصہ تلاش حق ص۸۸)

اس عبارت میں ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کے طریقہ کو سنت قرار دیا اور چاروں کو حق تسلیم کر لیا ان کے مسائل کو قرآن وحدیث کے مسائل قرار دیا تو اب ان کو شریعت ساز کیوں کہا جاتا ہے؟ اور جب یہ چاروں حق ہیں اور قرآن وحدیث کے مسائل بتاتے ہیں تو قرآن و حدیث کے مسائل میں ان کی تقلید کرنا کس آیت یا حدیث کی رو سے شرک ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ جس طرح یہودی علماء نے حرام حلال کرنے کا منصب خود سنبھال لیا تھا اسی طرح بانی فرقہ بھی اپنی خواہش نفسانی کو معبود بنا بیٹھا جس چیز کو چاہے حلال حرام کر دے۔ کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر بنا دے، یہ اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

شریعت ساز:

قرآن پاک خداوند قدوس کی آخری کتاب ہے جو سات مختلف متواتر قراتوں میں امت کو ملی۔ یہ قاری صاحبان قرآن کے پہنچانے والے ہیں نہ کہ خدا کے قرآن کے مقابلہ میں نیا قرآن بنانے والے۔ اب اگر کوئی جاہل ان قاریوں کو قرآن ساز کہے تو یہ اس کی جہالت کی انتہا ہو گی۔ خدا کا قرآن، قرآن مجید، مصحف عثمانی، قاری عاصم کی قرات یہ ایک ہی حقیقت کی ترجمانی ہے نہ کہ الگ الگ چیزیں۔

عبارا تنا شتى وحسنك واحد

اسی طرح اصحاب صحاح ستہ نے احادیث جمع کیں۔ ان احادیث کے بارہ میں یہ کہنا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں، یہ بھی صحیح ہے، اور یہ کہنا کہ یہ بخاری کی احادیث

ہیں، یہ ترمذی کی احادیث ہیں، یہ بھی صحیح ہیں۔ کیوں کہ اہل اسلام کے نزدیک محدثین رحمہ اللہ حدیث ساز نہیں بلکہ حدیث پہنچانے والے ہیں۔

اسی طرح بانی فرقہ نے ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کے مسائل کو قرآن و سنت سے ماخوذ مانا ہے تو قرآن و سنت کے مسائل کی مجتہدین کی طرف نسبت کر کے اس کو فقہ حنفی کہنا ایسا ہی ہے جیسا نبی کی حدیث کو نسائی کی حدیث کہنا۔ بات پہنچانے اور بنانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس لیے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کو شریعت ساز کہنا ایسی ہی جہالت ہے جیسے محدثین کو حدیث ساز کہنا یا ساتوں قاریوں کو قرآن ساز کہنا۔ جس فرقے کے بانی کی جہالت کا یہ عالم ہو کہ بات بتانے اور بات بنانے میں فرق نہ جانتا ہو اس کے چیلوں کی جہالت کا کیا حال ہو گا؟

جس کی بہار یہ ہے اس کی خزاں نہ پوچھ

ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں ہے:

تنگ برمارہ گزار دیں شدہ ست
بر لئیمے رازدار دیں شدہ ست

نسبتی نام:

نام، تعارف اور امتیاز کے لیے ہوتا ہے۔ نسبت جتنی بڑی ہو گی تعارف کم اور جتنی چھوٹی ہو گی تعارف اور پہچان زیادہ واضح ہو گی۔ آپ حج کے لیے تشریف لے گئے وہاں کسی مصری نے آپ سے پوچھا: آپ کہاں رہتے ہیں؟ آپ نے کہا میں پاکستانی ہوں۔ اس کو آپ کا تعارف ہو گیا۔ حج سے واپسی پر کراچی میں آپ سے کسی نے پوچھا آپ کہاں رہتے ہیں؟ آپ نے کہا میں پاکستانی ہوں وہ ہنس پڑا کہ یہاں ہم سب پاکستانی ہیں۔ اب آپ نے کہا میں پنجابی ہوں تو اس کو تعارف ہو گیا۔ اب کوئی جاہل یوں کہے کہ اس نے اپنا پاکستانی تعارف چھوڑ کر اپنے کو پنجابی کہا ہے اب یہ پاکستانی نہیں رہا اس جاہل کو یہ بھی معلوم نہیں کہ پنجاب پاکستان کا ہی صوبہ ہے۔

پنجابی کہنے سے پاکستانی ہونے کی نفی نہیں ہوئی بلکہ اور تاکید ہو گئی۔ اب کراچی سے آپ بہاولپور پہنچے۔ کسی نے پوچھا آپ کہاں رہتے ہیں؟

آپ نے کہا پاکستان میں یا کہا پنجاب میں؟ تو ان کا مقصد پورا نہیں ہوا۔ ہاں آپ کہیں میں ملتان میں رہتا ہوں تو ملتان کا نام لینے سے پنجاب اور پاکستان میں رہنے کی مزید تاکید ہو گئی۔ بالکل اسی طرح جب پادری "بوٹا کل" ہمیں پوچھے گا آپ کون ہیں؟ تو اس کافر کو ہم یوں تعارف کرائیں گے کہ ہم مسلمان ہیں۔ پھر جب کوئی رافضی کلب علی ہمیں پوچھے گا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس بدعتی کو ہم اپنا تعارف یوں کرائیں گے کہ ہم اہل السنت والجماعت ہیں تو اہل السنت والجماعت کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم نے مسلمان کا نام چھوڑ دیا بلکہ اس سے تو اور تاکید ہو گئی کہ یہ سچا پکا ناجی مسلمان ہے۔

پھر ہمیں کسی حنبلی نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو ان کے ساتھ ہمارا اختلاف اجتہادی مسائل میں ہے ہم نے کہا ہم حنفی ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اہل السنت نہیں رہے یا مسلمان نہیں رہے بلکہ حنفی کے لفظ میں اہل السنت اور مسلمان ہونا یقیناً شامل ہے... تو بانی فرقہ کا یوں لکھنا تم نے مسلمان نام چھوڑ کر حنفی رکھا ہے یہ ایسا جھوٹ اور جہالت ہے جیسے کوئی اس سے کہے کہ تو صوبہ سندھ اور ملک پاکستان سے باغی بن کر اچی میں بیٹھا ہے۔ اس کے جھوٹ اور جہالت پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے۔ اس سے ہمارے علماء نے بارہا یہ مطالبہ کیا کہ کوئی آیت یا حدیث پیش کرو سنی یا حنفی کہلانے سے انسان مسلمان نہیں رہتا، لیکن ایسے خاموش ہیں جیسے صُمٌّ بُکمٌ والی آیت انہی کے لیے نازل ہوئی ہے۔

فرقہ مسعودی اور قرآن:

اس میں شک نہیں کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی مگر سوال یہ ہے کہ چودھویں صدی

کے مسلمانوں کو یہ قرآن کس واسطے سے ملا، ظاہر ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے درمیان واسطہ امت ہے، ہمارے ملک میں قرآن پاک لانے والے سب اہل السنت والجماعت حنفی ہیں جو ہمارے نزدیک کامل ترین مسلمان ہیں اس لیے ہمیں یہ قرآن مسلمانوں کے ذریعہ سے ملا۔ بانی فرقہ، اہل السنت والجماعت کو مشرک اور غیر مسلم کہتا ہے تو اسے یہ قرآن مشرکوں اور غیر مسلموں کے ذریعے سے ملا۔

یہودی بھی غیرت سے اتنے کورے نہیں کہ وہ اس کتاب پر اعتماد کریں جس میں ان کے موسیٰ علیہ السلام کے درمیان واسطہ غیر یہودی ہوں۔ ہندو اور عیسائی بھی کسی ایک کتاب کو الہامی ماننے کو تیار نہیں جس میں واسطہ غیر ہندو یا غیر عیسائی ہوں، مگر بانی فرقہ کی غیرت قابل داد ہے کہ جن کو مشرک اور غیر مسلم کہتا ہے۔ قرآن پاک کے بارہ میں انہی پر اعتماد کر رہا ہے۔ وہ تو کوئی ایسا قرآن لائے جو مسلمین بمعنی غیر مقلدین کے تواتر سے ملا ہو، تواتر تو کجا وہ غیر مقلدین کی سند سے خبر واحد کے طور پر بھی قرآن کو ثابت نہیں کر سکتا۔

فرقہ مسعودی والوں سے چند سوالات:

بانی فرقہ کو دوسروں سے سوالات کرنے کا بہت شوق ہے، اپنے غلط سلط وسوسوں کو سوالات کا نام دے کر چلتا کر دیتے ہیں جن کا تعلق نہ قرآن سے ہوتا ہے نہ حدیث سے مگر دوسروں کے سوالات کا جواب دینا موصوف کے بس کی بات نہیں، وہاں اولاً تو موت کی سی خاموشی طاری ہوتی ہے اگر کوئی جواب دہی پر زیادہ مجبور کرے تو گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں اور عجیب پینترے بدلتے ہیں ... ایک صاحب کو فرماتے ہیں: ”سوال کرنے والے کو چاہیے کہ سوال میں جن اقسام کا ذکر ہے ان کا ثبوت قرآن مجید اور حدیث سے دیں اور پھر سوال کریں، یہ اقسام بالکل لغو اور خود ساختہ ہیں۔“

(الجماعۃ القدیمہ ص۲۹)

جناب! آپ بھی جو سوالات پوچھتے ہیں وہ قرآن وحدیث میں ہوتے ہیں؟

1. آپ نے اپنی کتابوں میں اصول حدیث کی اصطلاحات اور راویوں کی اقسام بیان کی ہیں ان کا ثبوت قرآن وحدیث سے دے کر جواب دہی کا صحیح نمونہ قائم فرمائیں گے؟

2. آپ قرآن اور حدیث کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر دونوں کو ایک طرح نہیں مانتے، قرآن کی کسی آیت کی سند تلاش نہیں کرتے مگر حدیث کو بغیر سند کے بالکل نہیں مانتے، یہ فرق قرآن کی آیت میں ہے یا حدیث میں یا بقول جناب کسی لغو اور خود ساختہ اصول پر؟

3. قراء حضرات کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ قرآن پاک کی سات قرأتیں متواتر ہیں جن میں آپس میں اختلافات ہیں، چار ائمہ جن کو آپ برحق مانتے ہیں، ان کا اختلاف برداشت نہیں کر سکے ان سب کو چھوڑ دیا تو یہ سات قاریوں کا اختلاف کس آیت یا حدیث کی بنا پر برداشت کر لیا؟

اسی طرح ان سب کو بھی کیوں نہ چھوڑا تا کہ قرآن سے ہی نجات مل جاتی؟

4. جناب اور جناب کا فرقہ ساتوں قراتوں پر تلاوت کرتا ہے یا صرف ایک قرأت پر؟ ایک قرأت پر تلاوت کرنے سے پورے قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے تو ائمہ اربعہ میں سے ایک کی تقلید کرنے میں بھی پوری سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ ورنہ فرق کسی ایک آیت یا حدیث سے واضح کریں۔

5. سات قرأتوں میں سے چھ کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر صرف ایک قرأت پر ہمیشہ تلاوت کرنا آپ کی رائے پر مبنی ہے یا خدا اور رسول کا حکم ہے تو اس کا حوالہ دیں۔

6. ان سات مختلف فیہ قاریوں میں مکی، مدنی، بصری قاری بھی تھے آپ نے ان سب کو چھوڑ کر قاری عاصم کوفی کی قرأت کو ہی اختیار کیا؟ مکہ، مدینہ سے تعلق توڑ کر ان عراقیوں سے تعلق کیوں جوڑا؟ جی ہاں یہ وہی کوفی ہیں جن کے بارے میں جناب کا فرمان ہے:

”عراقی برائے نام مسلم تھے۔ نہ انہیں قرآن سے محبت تھی نہ حدیث سے وہ تو فتنہ پرور اور دین کے دشمن تھے۔“

(تفہیم الاسلام ص۱۱۴)

آپ کے نزدیک ان سات قرأتوں کا مجموعہ قرآن ہے یا ہر قرأت الگ الگ مکمل قرآن ہے اور اگر سب کا مجموعہ قرآن ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ادخلوا فی السلم کافۃ کے تحت آپ باقی قرأتوں پر تلاوت کیوں نہیں کرتے صرف ساتویں حصے کی تلاوت کیوں کرتے ہو؟

7. اگر ہر قرأت الگ الگ مکمل قرآن ہے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سات قرآن نازل ہوئے تھے؟ جس طرح جناب ایک دین چار مذہب کا طعنہ دیا کرتے ہیں، کیا ایک خدا اور سات قرآن کہنا بھی درست ہے؟

8. اگر آج کوئی غیر مسلم آپ کے فرقہ میں شامل ہو تو آپ اسے سات قرآنوں میں سے کون سا قرآن دیں گے کہ وہ ادخلوا فی السلم کافۃ کے تحت سچا مسلم بن سکے؟

9. کیا یہ ساتوں قرأتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھیں یا ان سات قاریوں پر؟ کیا یہ ساتوں قاری قرآن ساز نہ تھے؟

10. آپ نے اپنا فرقہ ۱۳۹۵ھ میں کراچی میں بنایا، قرآن کوفے والا مانا (یعنی قاری عاصم رحمہ اللہ کی قرات والا) صحاح ستہ روس کے علاقے کی لکھی ہوئی مانیں آخر مکہ مدینہ سے آپ کو اتنی نفرت کیوں ہے؟

11. آپ کو اسماء الرجال کی کتابوں سے سطحی قسم کا تعلق ہے تو آپ نے قاری عاصم کوفی رحمہ اللہ کو بالاتفاق ثقہ پایا یا مختلف فیہ، آخر ضعیف اور مختلف فیہ کا قرآن ہی آپ کو کیوں پسند آیا؟ یہ سب رائے سے کیا یا نص سے؟

12. بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں سات حروف (طریقوں) پر قرآن کی تلاوت ہوتی رہی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف پر تلاوت قرآن سے سختی سے منع فرمادیا۔ اب آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابع داری میں سات حروف پر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کی تقلید کرتے ہیں؟ کیا خلیفہ کو پورے چھ یا چھ حصے قرآن کی تلاوت سے روکنے کا قرآن وحدیث کے تحت حق تھا؟ اگر تھا تو وہ آیت یا حدیث بتائیں جو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سنا کر اس سے منع کیا؟

سطحی مطالعہ:

بانی فرقہ نے بالکل بجا فرمایا کہ ”سطحی نظر سے حدیث کا مطالعہ غلط فہمی اور گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے ورنہ حقیقت بین نگاہیں اس کے رموز کو پالیتی ہیں، سطحی نظر سے تو قرآن کا مطالعہ بھی گمراہ کن ہوتا ہے۔“

(تفہیم ص۲۲۶)

پھر لکھتے ہیں: ”اگر قرآنی تشریح کو اس طرح آزاد چھوڑ دیا جائے تو قرآن مجید بازیچہ اطفال بن جائے گا، کوئی کچھ معنی کرے گا اور کوئی کچھ، اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا کہ الحاد کو پنپنے کا موقع ملے گا… اس اختلاف اور الحاد کے سدباب کے لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ کے ایک معنی مقرر ہوں“

(تفہیم ص۱۴۳)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے گمراہی بھی پھیل سکتی ہے اور الحاد بھی پنپ سکتا ہے، اگر کوئی سطحی مطالعہ اور خود رائی کرے لیکن خود بانی فرقہ اس بیماری کا مریض ہے۔ اللہ و رسول نے یہ واضح فرمادیا تھا کہ کتاب و سنت میں فقیہ کا فہم قابل اعتماد ہے۔ امت میں یہی ایک

ایسا طبقہ ہے جس کے صواب پر دو اجر اور خطاء پر بھی ایک اجر ہے۔ اس لیے فقیہ اور اس کے مقلد کو کوئی خطرہ نہیں ان کا دینی عمل یقینا مقبول ہے اور ایک اجر بھی یقینی ہے اور دوسرے اجر کے امیدوار ہیں، ہاں یہاں وہ فقیہ مراد ہو گا جس کا فقیہ ہونا شرعی دلیل یعنی اجماع امت سے ثابت ہو ورنہ وہی معاملہ ہو گا۔

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

قرآن پر نظر عنایت:

بانی فرقہ فرماتے ہیں: قرآن ہر لحاظ سے ایک مکمل کتاب ہے۔ یہ ایک خوش نما جملہ تو ضرور ہے مگر حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ نماز کا طریقہ اس میں ہے نہ کسی اور عمل کا اور پھر وہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔

(تفہیم ص۲۲۶)

مزید فرماتے ہیں: ”قرآن کا اسلام تو بڑا آسان ہے۔ دعا مانگ لو صلوٰۃ ادا ہو گئی، پاکیزگی اختیار کر لو زکوٰۃ ہو گئی، صلوٰۃ میں ریاح خارج ہو جائے وضو سلامت رہے، ناچ رنگ کی محفلیں قائم کرو کوئی ممانعت نہیں، فنون لطیفہ سے کوئی حرج نہیں، تاش اور شطرنج سے لطف اٹھاؤ کوئی مضائقہ نہیں، قحبہ خانہ کھولو کوئی ممانعت نہیں۔

(ایضاً ص۲۳۲)

قرآن پاک میں عریانت کا درس ہے۔

(ایضاً ص۲۴۶)

اب کون کافر کہہ سکتا ہے کہ بانی فرقہ کا گھر قرآن کے اسلام سے خالی ہو گا بلکہ اس فرقہ کا ہر فرد اس اسلام کی تلاش میں تو مسلم بنا ہے۔

یہ مسلماں ہیں کہ جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

مزید جوش میں آکر فرماتے ہیں: ”قرآن پاک میں بھی ایسی آیات پائی جاتی ہیں جن سے بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت کو بڑا دھکا لگتا ہے۔“

(ایضاً ص۲۴۷)

”اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات سے مترشح ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ گنہگار تھے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ شریعت الٰہیہ میں تبدیلی کر دیا کرتے تھے اور وہ بھی محض اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لیے۔ آیت بالا سے ثابت ہوا کہ اسلام خونریزی کو بہت پسند کرتا ہے۔ کیا ان آیات سے دشمنان اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع نہیں ملتا؟“

(ایضاً ص۲۴۸)

مزید فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ ابھی تک غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، اعراض کر رہے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ حساب کا وقت قریب آگیا لیکن زمانہ شاہد ہے کہ تقریباً ایک ہزار چار سو سال گزر چکے، وقت حساب ابھی تک نہیں آیا، یہ کیسا قرب ہے۔

(ص۲۶۴)

”قرآن پاک کی قطعیت پر تو قرآن کی آیات سے بھی چوٹ پڑتی ہے۔“

(ص۲۵۵)

”وہ مسلم رہ کر بھی قرآن مجید کا انکار کر سکتے ہیں۔ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں۔ فرشتوں پر، کتب سماوی اور رسولوں پر ایمان ہے لیکن یہ قرآن وہ قرآن نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا، اس میں تحریف ہو چکی ہے اور مسلمانوں کا جم غفیر اس تحریف پر ایمان رکھتا ہے اور خود قرآن کی عبارت بھی اس پر شاہد ہے۔“

(ص۲۶۹)

بانی فرقہ اور سنت:

حدیث کی جس قدر مستند کتابیں آج دنیا میں ملتی ہیں ان کے مؤلفین یا تو مجتہدین ہیں جیسے امام اعظم، قاضی ابو یوسف، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہم رحمہ اللہ جن کو بانی فرقہ شریعت ساز قرار دیتا ہے اور شریعت سازی کفر و شرک ہے۔ ان پر قرآن کی احبار و رہبان والی آیات فٹ کرتا ہے... یا کتب حدیث کے مولفین مقلدین ہیں جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ملتا ہے، ان کو بانی فرقہ مشرک اور غیر مسلم کہتا ہے۔ ان غیر مسلموں کی جمع کردہ کتابیں تو بانی فرقہ کے نزدیک نہ لائق اعتماد ہیں نہ ہو سکتی ہیں اور مقدمہ مسلم ص ۱۱ کے حوالہ سے گزرا کہ احادیث کے راوی اہل السنت ہیں جو بانی فرقہ کے نزدیک غیر مسلم ہیں۔ بانی فرقہ صرف ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکتا جس کی سند کے ہر راوی کے بارہ میں یہ ثابت کر دے کہ کان لا یجتھد ولا یقلد کہ وہ نہ مجتہد تھا، نہ مقلد بلکہ غیر مقلد تھا۔

تحقیق حدیث:

1. حدیث کی بحث میں تین باتیں قابل تحقیق ہوتی ہیں: کہ اس کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت ہو۔
2. اس کا جو مطلب میں نے سمجھا وہی مراد رسول ہے۔
3. اس حدیث کا اگر کسی آیت یا دوسری حدیث یا تعامل امت سے تعارض ہے تو اس کا حل تلاش کیا جائے، اور یہ تینوں کام بادلیل ہوں نہ کہ بے دلیل۔ بانی فرقہ کے نزدیک دلیل صرف قرآن اور حدیث ہے، یعنی اللہ کا فرمان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان، اس لیے بانی فرقہ کا فرض تھا کہ وہ جس حدیث کو صحیح یا ضعیف وغیرہ کہتا، اللہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ ضعیف ہے۔ محدثین نے جن احادیث کو صحیح یا

ضعیف وغیرہ کہا ہے وہ اپنی رائے یا اجتہاد سے کہا ہے اور بانی فرقہ لکھتا ہے: ”کسی شخص کا اجتہاد وقیاس نہ مُنَزَّل مِنَ اللہ ہے اور نہ وہ اصل دین ہے۔“

(جماعت المسلمین اور اہل حدیث ص ۴)

4. لیکن بانی فرقہ ایک بھی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے پر اللہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت پیش نہیں کر سکا، امتیوں نے وہ بھی مابعد خیر القرون کے جن احادیث کو اپنی رائے سے صحیح یا ضعیف کہا ہے بس ان کی اندھی تقلید کی ہے، لیکن پھر بھی پوری ڈھٹائی سے لکھتا ہے: ”جماعت المسلمین الحمد للہ تقلید سے بالکل مبرا ہے۔ ہم وہی کام کرتے ہیں جو سنت سے ثابت ہیں، ہمارے ہاں قیاس ورائے سے مسئلے نہیں بنتے، لہٰذا ان شاء اللہ تقلید کا گزر نہیں ہو سکتا۔“

(ایضاً ص ۷)

دروغ گویم بر روئے تو... اسی کو کہتے ہیں تقلید کے سمندر کی اتھاہ میں ڈوب کر بھی کہتا ہے تقلید کا گزر نہیں ہوا۔

اس کے ہاں مجتہد امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید تو شرک ہے لیکن ابن حجر اور نووی وغیرہ کی تقلید فرض عین ہے۔ عجیب بات ہے کہ حجر پرستی تو شرک ہو اور ابن حجر پرستی پر ایمان ہو۔ حدیث کی تحقیق میں دوسری بحث اس کا مطلب سمجھنے کی ہے۔ صرف اس کا ثبوت کافی نہیں جب تک اس کا صحیح مطلب نہ سمجھا جائے۔ دیکھیے جن آیات قرآنی سے قادیانی اجرائے نبوت اور وفات مسیح اور اہل قرآن انکار حدیث نکالتے ہیں ان آیات کے ثبوت میں ذرہ بھر شبہ نہیں صرف اس کے مطلب میں اختلاف ہے۔ محدثین نے صرف اپنی رائے سے بعض حدیثوں کو صحیح اور بعض کو ضعیف کہا ہے، مگر دوسری دو باتوں کی تحقیق میں محدثین کی اپنی رائے کا بھی دخل نہیں۔ ان ہر دو کی تحقیق فقہاء کے ذمہ رہی...

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الفقہ ثمرۃ الحدیث فقہ حدیث ہی کا پھل ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فقہاء نے یوں ہی فرمایا ہے اور وہ حدیث کے معانی زیادہ جانتے ہیں (ترمذی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رب حامل فقہ غیر فقیہ۔ بانی فرقہ فقہاء کو شریعت ساز کہتا ہے حالانکہ وہ مطلب حدیث میں خود رائی، خود شریعت سازی کر رہا ہے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور کی مثال اس نے پوری کر دی۔ اس کا فرض تھا کہ جہاں قرآن و حدیث کا مطلب سمجھنے میں امت میں اختلاف ہو وہ براہ راست خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بیان کردہ مطلب کو ثابت کرتا وہ تو اس کے بس کی بات نہیں مگر وہ اپنی سمجھ کو عین خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ جانتا ہے۔ وہ ساری امت کے بارے میں کہتا ہے کہ اس سے خطا نہ صرف ہو سکتی ہے بلکہ خطا ہونے کا قائل ہے مگر اپنی فہم کو معصوم عن الخطاء سمجھتا ہے۔ جو الٹی سیدھی بات اسے سمجھ آئی اس کو عین مراد خدا اور رسول کہتا ہے۔

اگر کوئی اس کے خود ساختہ مطلب کو تسلیم نہ کرے تو یہ نہیں کہتا کہ اس نے میری سمجھ اور میرے فہم کا انکار کیا بلکہ بلا جھجک یہ کہتا ہے کہ اس نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اور اس کے بدعتی چیلے بھی اس کی بات کے انکار کو خدا اور سول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کہتے ہیں۔ اسی طرح حدیث کی تحقیق میں تیسری بات رفع تعارض میں اس کا عجیب طریقہ ہے کہ ایک حدیث کا غلط ترجمہ کر کے احادیث میں حقیقی تعارض پیدا کرتا ہے۔ پھر جتنی احادیث اس کے غلط ترجمے کے خلاف ہوں ان سب احادیث کے احادیث ہونے کا انکار کرتا ہے۔

مثال سے وضاحت:

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتا پہن کر نماز پڑھتے تھے۔ یہ حدیث متواترات میں سے ہے۔ تقریباً چھپن (۵۶) صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو روایت کیا ہے اور غیر متواتر حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر جوتوں کے بھی نماز پڑھتے

تھے۔ یہ حدیث اگرچہ سنداً متواتر نہیں مگر امت میں عملی تواتر اسی حدیث پر ہے اور ان حدیثوں میں کوئی حقیقی تعارض بھی نہیں، لیکن اگر پہلی حدیث کا ترجمہ یوں کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے زندگی بھر میں ایک نماز جوتے اتار کر نہیں پڑھی جو شخص جوتے اتار کر نماز پڑھتا ہے وہ نبی والی نماز نہیں پڑھتا تو یہ نہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے بلکہ ساتھ ہی دوسری حدیث کا انکار بھی ہے۔ اسی طرح آپ بعد تحریمہ رفع یدین کرتے تھے، آپ بعد تحریمہ رفع یدین نہیں کرتے تھے، دو وقت میں یہ عمل ہو تو کوئی تعارض نہیں، لیکن جب کوئی یہ جھوٹ بولے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بعد تحریمہ رفع یدین کرتے تھے، زندگی کی ایک نماز بھی بغیر رفع یدین کے نہیں پڑھی، یہ نہ صرف یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے بلکہ اس جھوٹ کے بعد بہت سی احادیث کا انکار کرنا پڑتا ہے جو ترک رفع یدین کی ہیں۔ ہم بانی فرقہ سے کہتے ہیں کہ تم ہمیشہ رفع یدین کرنے والا جھوٹ چھوڑ دو تو تمہیں احادیث میں نہ تعارض نظر آئے گا نہ دوسرے پہلو کی احادیث کا انکار کرنا پڑے گا مگر وہ اس پر ضد کر رہا ہے کہ میں اس جھوٹ کو نہیں چھوڑوں گا، البتہ ہر اس حدیث کو جو میرے جھوٹ کے خلاف ہوگی اس کو جھوٹا کہوں گا مگر اپنے جھوٹ پر ڈٹا رہوں گا۔

احادیث کا پوسٹ مارٹم:

حدیث کے صحیح یا ضعیف ثابت کرنے کے لیے تو ضروری تھا کہ خدا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت پیش کرتا مگر وہ تو اس کے بس کی بات نہیں۔ اسماء الرجال اور امتیوں کی رائے پر مبنی اصول حدیث کے استعمال میں بھی بڑی خیانتیں کرتا ہے۔ ذرا ذرا بات پر حدیث کو جھوٹا کہتا ہے کہ اس میں انقطاع ہے حالانکہ اول تو یہ جرح ہی متفق علیہ نہیں اور جو اس کو جرح مانتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جرح متابعات و شواہد سے ختم ہو جاتی ہے مگر یہ ظالم، احادیث صحیحہ کو جھوٹی کہنے میں کسی اصول کا پابند نہیں۔ اس سے ایک ہی سوال کرتا ہوں کہ تابعین

رحمہ اللہ سے تو اتنا بدظن ہے کہ ان کے مرسل، شواہد اور متابعات کے بعد بھی حجت نہیں اور بخاری المتوفٰی (۲۵۶ھ) کی بے سند تعلیقات حجت ہیں۔ جرح و تعدیل میں تفہیم الاسلام میں زیادہ مدار دو کتابوں پر رکھا ہے، ابن حجر (۸۵۲ھ) کی تقریب اور شرف الدین دہلوی غیر مقلد (۱۳۸۱ھ) کی برق اسلام، دونوں آپ کے نزدیک غیر مسلم ہیں۔ ان پر ایسا اندھا اعتماد ہے کہ پانچویں صدی میں پہلی صدی کے راویوں کو بلا دلیل ضعیف کہہ رہا ہے، بلا سند بیان کر رہا ہے، مگر احادیث کو جھوٹا کہنے کے شوق میں آٹھ سو سال کا انقطاع نظر نہیں آتا۔ دوسرا چودھویں صدی میں پہلی صدی کے راویوں پر بے دلیل اور بے سند جرح نقل کر رہا ہے اور تیرہ سو سال کا انطقاع نظر نہیں آتا۔ خیر القرون سے دشمنی کی اس سے بدترین مثال نہیں ملتی۔ آپ کوئی آیت یا حدیث پیش تو کریں کہ آٹھ سال کا انقطاع قبول نہ کرنا آٹھ سو سال کا قبول کرنا... تیرہ دن کا انقطاع قبول نہ کرنا اور تیرہ سو سال کا انقطاع قبول کرنا۔ الغرض احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہنے میں اس شخص نے کھلے منکرین حدیث کو بھی نیچا دکھا دیا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ:

میں یہ عرض کر آیا ہوں کہ حدیث کی تحقیق میں تین باتوں کی ضرورت ہے:

(۱) ثبوت حدیث کی تحقیق۔ (۲) دلالت حدیث کی تحقیق۔ (۳) رفع تعارض۔

یہ تینوں باتیں کتاب و سنت میں نہیں ملتیں۔ اس لیے ہم امتیوں کے محتاج ہیں۔ محدثین رحمہ اللہ نے صرف پہلی بات پر اپنی رائے زنی کی ہے۔ ہاں فقہاء و مجتہدین رحمہ اللہ نے تینوں باتوں کی مکمل تحقیق فرما کر اس کا نچوڑ قابل عمل مسئلہ کی صورت میں پیش کر دیا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث کے موافق جو بات کتاب و سنت میں نہ ملے اس میں اجتہاد پر فیصلہ ہو گا۔ اس لیے ان تینوں باتوں کے لیے ہم امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید

کرتے ہیں اور مسعود فرقہ والے مسعود جیسے ان پڑھ کی۔ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔ اس بارہ میں خود بانی فرقہ کا اعتراف حق پڑھ لیجیے۔

ایک شخص نے اسے خط لکھا: ”میں بفضل خدا حنفی ہوں قرآن مجید، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اتباع کرتا ہوں اور حنفی کہلاتا ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ مطمئن ہوں۔ لیکن حنفی ہونا جزو ایمان نہیں سمجھتا اور ان کی اتباع اس لیے کرتا ہوں کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا۔ حدیثوں کو سمجھنا اور جانچنا بڑی قابلیت کا کام ہے، انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا اور ہم کو نہایت آسان طریقہ سے سمجھایا، جبھی تو آج ایک ہزار سال سے زائد زمانہ سے لوگ ان کی اتباع کرتے چلے آرہے ہیں۔ نہ صرف کراچی اور سجاول بلکہ ساری دنیا میں ان کی اتباع کی جاتی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ ان ایک ہزار برسوں میں کیسے کیسے زبردست محدث قابل ترین علماء کرام، عابد، زاہد، مجتہد، امام، فقیہ گزرے ہیں جو ان کے مقلد ہوئے اور ان کا اتباع کرتے تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا شمار تابعین میں تھا۔ امام صاحب کی مبارک آنکھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا... غور کیجیے امام صاحب رحمہ اللہ کا رتبہ کتنا بڑا ہے۔ بڑے بڑے امام وقت آپ کے شاگرد گزرے ہیں۔ آج ان کے مقابلے میں اگر اپنی عقل کو کوئی ترجیح دے اور ان کو برا بھلا کہہ کر جہلاء میں اپنا مقام حاصل کرنا چاہے تو یہ اس کی خود غرضی اور نادانی بلکہ جہالت ہے۔“

(خلاصہ تلاش حق ص ۱۵)

بانی فرقہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں: ”میں ان تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں جو آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق بیان کیے ہیں۔ میں کسی چیز میں اپنے آپ کو ان کا ہم پلا تو کجا، ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا“

(خلاصہ تلاش حق ص ۲۲)

مسعودی فرقہ غور کرے کہ جو لوگ امام اعظم رحمہ اللہ کی تقلید ورہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کریں ان کو تو مشرک اور غیر مسلم کہتے ہیں اور آپ کا امام جو ہمارے امام کی خاک پاک کے برابر بھی نہیں اس کی تقلید کو فرض مانا جاتا ہے۔

قیام حشر کیوں نہ ہو کہ اک کلچڑی گنجی
کرے ہے حضور بلبل بستاں نوا سنجی

مسعود صاحب پہلے اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے اب انہوں نے یہ نام چھوڑ دیا ہے، کیا کسی سنی حنفی نے کبھی یہ کہا کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ان کے بارہ میں یہ جھوٹ کیوں لکھا کہ انہوں نے نام چھوڑ دیا۔ وہ ان تمام آیات اور احادیث پر ایمان رکھتے ہیں جن میں مسلمانوں کا ذکر ہے اور مسلمان کہلاتے ہیں۔

دعوۃ المسلمین:

مسعود احمد بانی فرقہ بخاری ص۱۳۴ کی حدیث سے بھی دھوکا دیتا ہے۔ جس میں حائضہ عورتوں کو مسلمانوں کی دعا میں شامل ہونے کا حکم ہے، لیکن یہ نہیں بتایا کہ بخاری میں اسی صفحہ پر اس سے صرف پانچ سطر اوپر دعوۃ المومنین کا لفظ ہے اور بخاری (ص۴۶ ج۱) پر بھی مومنین کا لفظ ہے۔ اس حدیث سے جماعت غیر مقلدین مسعودی فرقہ مراد لینا رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔

تلزم جماعت المسلمین:

بانی فرقہ مسعود احمد اس حدیث میں امام سے اپنا نام ہونا مراد لیتا ہے، جیسے مرزا قادیانی قرآن میں لفظ عیسیٰ سے اپنے آپ کو مراد لیتا ہے حالانکہ اس حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے جیسا کہ خود حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں صراحتاً آگیا ہے۔

(دیکھو ابوداود ص۵۸۲ ج۲)

اور بے چارے مسعود کو خلافت تو کیا ملتی وہ ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہے اور جماعت غیر المسلمین سے سنی مسلمان مراد ہے کیوں کہ مسلم ص۱۲۷ ج۲ پر اس جماعت کے مخالفین کے بارہ میں صراحۃً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا یستنون نسبتی فرمایا ہے جب وہ غیر سنی ہیں تو یقینا جماعت المسلمین سے مراد سنی مسلمان ہیں، مگر بانی فرقہ یہ الفاظ جن میں سنت کا ذکر ملتا ہے ہرگز نقل نہیں کرتا۔ اس حدیث سے اپنا فرقہ مراد لینا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح جھوٹ ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس حدیث میں جس فتنہ کا ذکر ہے وہ بالکل قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ ابو داود ص۵۸۳ ج۲ پر صریح حدیث موجود ہے کہ گھوڑی حاملہ ہو گی مگر اس کے بچہ جننے سے پہلے قیامت آجائے گی۔ کیا واقعی یہ وہ زمانہ ہے۔ مسعود صاحب! قرآن نے تو یہود کی یہ عادت بتائی ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ وہ باتوں کو اپنے موقع سے ہٹا کر بے موقع استعمال کرتے ہیں۔ آپ نے قرآنی آیات اور احادیث کو بے موقع استعمال کر کے یہود کی یاد تازہ کر دی ہے۔

اگر آپ کو یہی شوق ہے کہ آپ کے اس نوزائیدہ فرقے کا ذکر کسی حدیث میں مل جائے تو اس کے لیے مناسب ترین حدیث ہے۔ یوشك ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں میں صرف اسلام کا نام باقی رہ جائے گا۔ (جیسا کہ مسعودی فرقہ کا عنوان جماعت المسلمین ہے۔ مگر اسلام، انقیاد کا نشان تک مفقود ہے) ان کے پاس قرآن کے صرف الفاظ ہوں گے اس سے استنباط احکام کی اہلیت سے بالکل کورے ہوں گے، ان کی مساجد اگرچہ آباد ہوں گی مگر وہ ہدایت کا سرچشمہ نہیں ہوں گی۔ ان کے علماء زمین کے رہنے والوں میں سب سے شریر ہوں گے۔ (کیوں کہ باقی شریر دنیا میں شرارتیں کرتے ہیں اور مسجد سے باہر شرارتیں کرتے ہیں مگر ان کی شرارتوں کے اڈے ان کی

مساجد ہوں گی اور وہ دین میں شرارتیں اور فتنے پھیلائیں گے وہ ان فتنوں کے بانی بھی ہوں گے اور ان فتنوں کے سرپرست بھی ہوں گے۔

(شعب الایمان بیہقی بحوالہ مرعاۃ ص۳۲۱ ج۱)

دیکھیے یہ بات مشاہدہ میں آچکی ہے کہ آپ کی مسجد سے ان پڑھ نوجوان نکل کر ہر دفتر، بازار، ہر دکان پر اور ہر بس میں فتنہ پھیلاتے ہیں اور مسلمانوں کو کافر مشرک کہتے ہیں۔ ساتھ ساتھ اپنی جہالت کا بھی پورا پورا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم عالم نہیں ہیں۔ پھر ساتھ یہ بھی جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں جب ہم ان کے سامنے قرآن و حدیث رکھتے ہیں کہ اس سے صرف ایک رکعت کی مکمل ترتیب اور مسائل دکھادو تو صم بکم عمی فھم لا یرجعون کا مجسم مصداق آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

لطیفہ:

ایک دن اس فرقہ کا ایک آدمی آیا اس کے ہاتھ میں بانی فرقہ کی کتاب تلاش حق تھی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ میں نے پوچھا مسعود احمد کی اطاعت و تقلید کو فرض مانتے ہو اور داخل فی الدین سمجھتے ہو یا نہیں۔ اس نے کہا ہم مسعود احمد کی پیروی معروف میں بحکم قرآن و حدیث فرض سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا ائمہ اربعہ کے مقلدین بھی ائمہ کی تقلید معروف میں کرتے ہیں تم اس کو شرک و کفر کہتے ہو، مسعود احمد کی تقلید کو فرض مانتے ہو۔ جس کے پاس معروف ہے ہی نہیں منکرات ہیں۔

اس پر وہ بہت تلملایا۔ میں نے کہا یہ کتاب خاصہ تلاش حق ۱۹۸ صفحات کی کتاب ہے تم یہ بتاتے ہو کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں، ان ۱۹۸ صفحات میں قرآن پاک کی کتنی آیات ہیں، احادیث صحیحہ کتنی ہیں؟ اور جھوٹ اور خیانتیں کتنی ہیں؟ میں نے کہا اس میں قرآن پاک کی ایک آیت بھی نہیں جو موافق موقع لکھی گئی ہو کہ مجتہد کی تقلید مسائل اجتہادیہ

میں شرک و کفر ہے۔ ایک بھی حدیث اس مضمون کی نہیں ہے۔ ہاں جھوٹ اور خیانتیں بہت ہیں۔

1. بانی فرقہ لکھتا ہے کہ صاحب در مختار نے امام ابو حنیفہ کی طرف نسبت کر کے شرائط امامت میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔

اسے امام بنایا جائے جس کا سر سب سے بڑا اور ذَکر (آلہ تناسل) سب سے چھوٹا ہو

(خلاصہ تلاش حق ص ۲۴)

بانی فرقہ نے ایک ہی سانس میں صاحب در مختار پر تین جھوٹ بول دیے کہ انہوں نے قال ابو حنیفہ سے قول بیان کیا ہے۔ اس کو شرط نماز کہا ہے، وہاں ذَکر (آلہ تناسل) کا لفظ ہے۔

2. بانی فرقہ لکھتا ہے کہ حضرت وائل دوسری مرتبہ شوال ۱۰ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے (البدایہ والنہایہ) دوسری مرتبہ آمد پر بھی ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رفع یدین کرتے تھے

(صحیح مسلم ص ۴۷)

بانی فرقہ نے جو بات البدایہ والنہایہ کی طرف منسوب کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے اور جو صحیح مسلم کی طرف منسوب کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے۔ صحیح مسلم میں نہ دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔ نہ صحابہ کی رفع یدین کا۔

3. بانی فرقہ لکھتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے پوتے سب رفع یدین کرتے تھے بلکہ بیٹے تو رفع یدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارا کرتے تھے

(مسند احمد)

4. تلاشِ حق ص ۱۸۵، یہ دونوں باتیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے پوتے سب رفع یدین کیا کرتے تھے بلکہ بیٹے تو نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے ہرگز ہرگز امام احمد کی

مسند میں نہیں ہیں، آپ پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں اور پوتوں کی فہرست بحوالہ کتب بتائیں۔ پھر سب کا رفع یدین کرنا مسند احمد سے سندوں سے دکھائیں اور کنکریاں مارنا بھی رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے والوں کو بیٹوں کا عمل دکھائیں۔

5. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کر کے نماز پڑھنے کا طریقہ مسجد نبوی میں بر سر عام سکھایا۔

(خلاصہ تلاش حق ص۸۰۔۱۸۶)

6. پھر صلوٰۃ المسلمین ... منہاج المسلمین... تفسیر قرآن عزیز... پر بانی فرقہ نے اس کی سند کو متصل اور صحیح قرار دیا ہے۔ جو بالکل جھوٹ ہے، بانی فرقہ میں صداقت کا ایک ذرہ بھی موجود ہے تو اس کی سند کا اتصال اور اس سند کی صحت دلائل سے ثابت کر دے۔

7. بانی فرقہ نے نصب الرایہ (ج ۱ ص ۴۱۶) کی عبارت نقل کرنے میں بھی شرمناک خیانت سے کام لیا ہے میں نے کہا آپ ان جھوٹوں کی اشاعت اس نام سے کر رہے ہیں کہ یہ قرآن و حدیث کی دعوت ہے۔

مسعودی فرقہ اور قرآن:

بانی فرقہ اور اس کے مقلدین قرآن کا نام لے کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ قرآن رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ یہ امت جن کے ذریعہ قرآن پاک و ہند میں آیا، اہل السنت والجماعت حنفی تھے، ہم ان کو مسلمان کہتے ہیں تو گویا ہمیں یہ قرآن مسلمانوں کے ذریعہ سے ملا۔ بانی فرقہ ان کو مشرک اور کافر قرار دیتا ہے، تو ان کو یہ قرآن مشرکوں اور کافروں کے ذریعہ ملا۔

وہ ان مشرکین اور کفار پر اعتماد کیسے کر سکتے ہیں وہ کوئی ایسا قرآن لائیں جو غیر مقلدین کی سند متواتر سے ان کو ملا ہو۔ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ اس فرقہ کے اکثر لوگ قرآن پاک

کی ناظرہ تلاوت بھی صحیح نہیں کر سکتے۔ بانی فرقہ کا موجودہ قرآن کے بارے میں اعتقاد یہ ہے وہ لکھتا ہے کہ "قرآن ہر لحاظ سے ایک مکمل کتاب ہے، یہ ایک خوش نما جملہ تو ضرور ہے مگر حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ نماز کا طریقہ اس میں ہے نہ کسی اور عمل کا اور پھر وہ ہر لحاظ سے مکمل ہے یہ عجیب بات ہے۔"

(تفہیم الاسلام ص۲۲۶)

"قرآن کا اسلام تو بڑا آسان ہے دعا مانگ لو صلوٰۃ ادا ہو گئی، پاکیزگی اختیار کر لو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ صلوٰۃ میں ریح خارج ہو جائے وضو سلامت رہے، ناچ ورنگ کی محفلیں قائم کرو کوئی ممانعت نہیں، فنون لطیفہ سے دلچسپی لو کوئی حرج نہیں، تاش اور شطرنج سے لطف اٹھاؤ کوئی مضائقہ نہیں، قحبہ خانہ کھولو کوئی ممانعت نہیں" (ایضاً ص ۲۳۲) "قرآن پاک میں عریانیت کا درس ہے" (ص ۲۴۶۔۲۴۷) "قرآن میں بھی ایسی آیات پائی جاتی ہیں۔ جن سے بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت کو بڑا دھکا لگتا ہے۔" (ص ۲۴۷۔۲۴۸) "کیا ان آیات سے دشمنان اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع نہیں ملتا؟" (ص ۲۴۸) "قرآن کی قطعیت پر تو قرآن کی آیات سے بھی چوٹ پڑتی ہے، ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتابیں ملاحظہ ہوں" (ص ۲۵۵) "وہ مسلم رہ کر بھی قرآن کا انکار کر سکتے ہیں... مسلمانوں کا ایک جم غفیر تحریف پر ایمان رکھتا ہے"

(تفہیم الاسلام ص۲۶۹)

معلوم ہوا کہ مسعودی فرقہ کے امام مفترض الطاعۃ کے نزدیک قرآن نہ مکمل ہے نہ قطعی ہے۔ قرآن دشمنان اسلام پر ہنسنے کا موقع دیتا ہے۔ قرآن رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت کو بڑا دھکا لگاتا ہے۔ قرآن عریانت کا درس دیتا ہے، ناچ، رنگ، تاش، شطرنج اور چکلے کھولنے سے منع نہیں کرتا، قرآن کی تحریف کا قائل بھی مسلم ہے، قرآن کا انکار کر کے بھی انسان مسلم ہی رہتا ہے، غیر مسلم تو صرف ائمہ کی تقلید سے ہوتا ہے۔

مسعودی فرقہ اور حدیث:

حدیث کی جس قدر مستند کتابیں آج دنیا میں ملتی ہیں ان کے مؤلفین یا تو مجتہدین ہیں جن کو بانی فرقہ شریعت ساز قرار دیتا ہے اور شریعت سازی شرک و کفر ہے، ان پر قرآنی آیات احبار و رہبان والی فٹ کرتا ہے، یا کتب حدیث کے مؤلفین مقلدین ہیں جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ہے جن کو بانی فرقہ مشرک اور غیر مسلم کہتا ہے۔ اس لیے ان کتابوں سے تو ان کا کوئی تعلق ہی نہیں، وہ کوئی ایسی حدیث کی کتاب پیش کریں جس میں حدیث مجتہدین کو شریعت ساز اور ان کے مقلدین کو مشرک اور غیر مسلم کہا ہو اور ہماری کتب حدیث کا مطالعہ بھی اس نے بہت سطحی نظر سے کیا ہے وہ خود لکھتا ہے "سطحی نظر سے حدیث کا مطالعہ غلط فہمی اور گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ورنہ حقیقت میں اس کے رموز پا لیتی ہیں، سطحی نظر سے تو قرآن کا مطالعہ بھی گمراہ کن ہو سکتا ہے۔"

(تفہیم الاسلام ص۱۳۵)

خود بانی فرقہ کی گمراہی کی بنیاد قرآن و حدیث کا یہی سطحی مطالعہ ہے۔

کتب احادیث کا مطالعہ کرنے والا اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ کتب حدیث میں دو قسم کی احادیث ہیں:

1. جو ایک ہی بات سے متعلق ہو، ان کے معارض کوئی دلیل شرعی نہ ہو، ان پر امت کے عمل میں بھی اختلاف نہ ہو، ایسی احادیث پر سب ائمہ نے عمل کیا ان کی مثال سورج کی سی ہے جو ساری دنیا میں گھر گھر پھیلی ہوئی ہے۔

2. دوسری قسم وہ احادیث ہیں جن میں آپس میں اختلاف و تعارض پایا جاتا ہے۔ ان میں صحابہ کا عمل بھی مختلف ہے، ایسی احادیث کو بعض علاقوں میں عملی تواتر نصیب ہوا بعض دوسرے علاقوں میں ان کے بظاہر مخالف دوسری احادیث کو عملی تواتر نصیب ہوا۔ ان احادیث

کی مثال چاند کے ثبوت کی طرح ہے ایک علاقے میں عید کا چاند نظر آ گیا سارا ملک عید پڑھ رہا ہے۔ دوسرے ملک میں چاند نظر نہیں آیا سب نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ دونوں ملک مسلمان ہیں، موطا امام مالک میں کتنی ایسی احادیث ہیں جو سنداً صحیح ہیں لیکن اہل مدینہ کا تعامل اس پر نہ ہونے کی وجہ سے امام مالک نے بھی ان پر عمل نہیں کیا۔ اسی طرح امام اعظم امام ابو حنیفہ بھی ایسی روایات میں ان روایات پر ہی عمل کرتے ہیں جن پر اہل کوفہ کا تعامل ہو۔ اس کے مخالف احادیث اس علاقہ میں تو تواتر عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ کہلاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کذاب اور دجال ہوں گے وہ ایسی احادیث تمہارے پاس لائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی۔ (یعنی ان پر اس علاقہ میں عمل نہ ہو گا۔ عملی تواتر ان کے خلاف ہو گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے بچنا، ایسا نہ ہو کہ تم کو فتنہ اور گمراہی میں مبتلا کر دیں۔

(صحیح مسلم ص۱۰ ج۱)

بانی فرقہ مسعود احمد نے بالکل یہی کام کیا جس کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ اور گمراہی قرار دیا تھا کہ جن احادیث کے موافق اس ملک میں صدیوں سے عملی تواتر موجود تھا۔ ان کو جھوٹا اور ضعیف کہہ کر ناقابل عمل قرار دیا اور جو احادیث اس ملک کے صدیوں کے عملی تواتر کے خلاف تھیں اور عملاً شاذ تھیں ان کو پیش کر کے فتنہ اور گمراہی پھیلائی۔

فرقہ مسعودی اور اجماع امت:

آپ نے بانی فرقہ کا عقیدہ اسلام کے بارے میں معلوم کر لیا کہ اس کے نزدیک مسلم کا مطلب غیر مقلد ہے۔ قرآن پاک کے بارے میں بھی اس کے عقائد آپ کے سامنے آ گئے احادیث کے بارے میں بھی اس کا سارا زور متعارضات پر ہے اور متعارضات میں سے ان احادیث پر عمل اور ان کی دعوت جو اس ملک میں تواتر عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ ہیں

کاش وہ من شذ شذ فی النار کی وعید سے ڈر جاتا ہے۔ تمام اہل السنت اجماع امت کو دلیل شرعی مانتے آئے ہیں، اجماع امت کا مخالف بنص کتاب و سنت دوزخی ہے۔ بانی فرقہ اجماع امت کو دلیل شرعی نہیں سمجھتا۔ اس لیے اس نے اجماع کی تعریف ایسی بیان کی کہ اس کا تحقق ہی نہ ہو سکے۔ چنانچہ لکھتا ہے اجماع امت سے مراد یہ ہے کہ صحابہ سے لے کر قیامت تک سب مسلم اس پر اتفاق کر لیں۔

(خلاصہ تلاش حق ص۱۱۷)

اجماع کی یہ تعریف نہ قرآن میں، نہ سنت میں، نہ اصول میں، مسعود صاحب نے اسی لیے اس پر کوئی حوالہ نہیں دیا، گویا یہ تعریف اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ کی مصداق ہے۔ لیکن بعض جگہ بانی فرقہ کو خود اجماع کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ اسی کتاب کے ص ۳۲ سے ص ۳۶ تک اس بات پر زور دیا ہے کہ بخاری و مسلم کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق و اجماع ہے۔ کیا مسعود صاحب بتا سکتے ہیں کہ یہ اجماع کس مقام پر کس سن میں ہوا تھا جہاں تمام صحابہ سے لے کر قیامت تک کے مسلم جمع تھے۔ مسعود جی یہ تو ابن صلاح کا قول ہے جو نہ خدا نہ نبی نہ صحابی نہ تابعی نہ تبع تابعی نہ مجتہد بلکہ امام شافعی کا مقلد جو آپ کے نزدیک سرے سے مسلم ہی نہیں۔

فرقہ مسعودی اور اجتہاد و قیاس:

تمام اہل السنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ "القیاس مظھر لا مثبت" کہ قیاس کتاب و سنت کے پوشیدہ مسائل کو تلاش کرنے کا نام ہے، از خود مسائل گھڑنے اور شریعت سازی کا نام قیاس و اجتہاد نہیں ہے، اہل السنت کا اتفاق ہے مجتہد شارع یعنی شریعت ساز نہیں ہوتا بلکہ شارح یعنی کتاب و سنت کی تشریحات کا ماہر ہوتا ہے وہ اجتہادی مسائل میں واسطہ فی البیان اور واسطہ فی التفہیم ہوتا ہے۔ اہل السنت والجماعت کے نزدیک ایسے مسائلِ اجتہادیہ

میں جو کتاب و سنت میں ہی پوشیدہ ہیں۔ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور عامی پر تقلید واجب ہے، بانی فرقہ مسعود احمد جس نے اسلام اور اجماع کا معنی بگاڑا۔ اسی طرح اجتہاد اور تقلید کا معنی بگاڑا۔

اہل السنت کے ہاں اجتہاد کا مطلب ہے کہ کتاب و سنت کے پوشیدہ مسائل کی تلاش اور اس نے اجتہاد کا معنی یوں بگاڑا کہ قرآن و سنت کے خلاف مسائل گھڑنا اور کتاب و سنت کے خلاف شریعت سازی کرنا۔ یہ مطلب محض جھوٹ اور افتراء ہے، کسی مجتہد سے بانی فرقہ اجتہاد کا یہ مطلب ثابت نہیں کر سکا، اور تقلید کا مطلب سب اہل السنت والجماعت کے ہاں یہی ہے کہ ائمہ مجتہدین نے جو مسائل کتاب و سنت سے تلاش کیے ہیں اس مجتہد کی رہنمائی میں کتاب و سنت سے ہی ظاہر شدہ احکام پر عمل کرنا۔

مگر بانی فرقہ نے تقلید مجتہد کا یہ غلط مطلب گھڑا کہ کتاب و سنت کے خلاف مجتہدین کے از خود گھڑے ہوئے مسائل پر عمل کرنا، اسی جھوٹ کی بنا پر اس نے فتنہ کھڑا کر دیا ہے حالانکہ مجتہد کی تقلید کا یہ مطلب بانی فرقہ کا خانہ ساز ہے۔ مقلدین پر بہتان اور افتراء ہے، مقلدین کی کسی مستند کتاب سے بانی فرقہ تقلید مجتہد کی یہ تعریف ہر گز نہیں دکھا سکتا۔

فرقہ بندی:

گزشتہ سطور میں واضح کر چکا ہوں کہ دورِ برطانیہ میں ملکہ وکٹوریہ کے اشتہار آزادگی مذہب پر لبیک کہتے ہوئے جو لوگ قید مذہب یعنی تقلید امام سے آزاد ہو گئے ان میں فرقے ہی فرقے بنتے چلے گئے کہ لوگ ان فرقوں سے تنگ آ گئے، اس فرقہ بندی کا ایک ہی علاج تھا کہ یہ لوگ ذہنی آوارگی چھوڑ کر پھر تقلید امام کی طرف آ جاتے تو اس فرقہ در فرقہ اور اختلاف در اختلاف سے بچ جاتے۔ اہل اسلام کی صفوں میں پھر اتحاد و اتفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

مگر یہ علاج حکومت برطانیہ کے لیے سخت خطرہ تھا، ان فرقہ پرستوں کا طریقہ یہ رہا کہ فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے، فرقہ بندی کے اپنے گناہ کو ائمہ اربعہ کے سر تھوپتے۔ ان

کو دل کھول کر برا بھلا کہتے کہ لوگ کہیں ان کی تقلید کی طرف واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے فرقے مٹ نہ جائیں، ائمہ اربعہ پر فرقہ پرستی کا بہتان باندھ کر خود ایک اور فرقہ بنا لیتے۔ یہی کچھ اس فرقہ کے بانی نے کیا فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے کرتے خود ایک فرقہ بنا لیا اور گالیاں بدستور مذاہب اربعہ کو دے رہے ہیں۔ ہم پہلے اپنے بارے میں عرض کرتے ہیں اسلام ہمارا دین ہے ہم مسلمان ہیں جس نام کی وجہ سے ہم دوسرے دینوں سے ممتاز ہیں۔ نام نہاد نہ ہم ہندو ہیں نہ عیسائی نہ یہودی۔ پھر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مختلف فرقوں میں بٹ گئی ان میں نجات پانے والی جماعت کا نام اہل السنت والجماعت ہے اس نام سے باقی نام نہاد اسلامی فرقوں شیعہ، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ وغیرہ سے ممتاز، پھر اہل السنت والجماعت میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کی پاک جماعت کے طریقوں کو چار ائمہ کرام نے مرتب اور مدون فرمایا۔

کتب احادیث میں بعض اختلافی احادیث صحابہ سے مروی ہیں، کتب احادیث میں صحابہ کے مختلف اجتہادی فتاویٰ درج ہیں تو کیا یہ عقل مند یہاں بھی فرقہ وارانہ صحابہ، فرقہ وارانہ احادیث، فرقہ وارانہ قرآن کہہ کر یہ اعلان کرے گا کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ واریت کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ سب فرقہ وارانہ صحابہ کو چھوڑ دو سب فرقہ وارانہ احادیث کو چھوڑ دو۔ سب فرقہ وارانہ قرآنوں اور فرقہ وارانہ رسولوں کو چھوڑ دو۔ چونکہ مسعود صاحب نے خود اکابر سے کٹ کر فرقہ بنایا اپنے آپ کو امام مفترض الطاعۃ بنایا، اس کا رات دن، نیند اور بیداری فرقہ واریت میں ڈوبی ہوئی ہے، اس لیے وہ جس کو گالیاں دینا چاہتا ہے اس کے ساتھ لفظ فرقہ وارانہ اپنی طرف سے لگا کر اس کو کوسنا شروع کر دیتا ہے۔ جب گالیاں دے کر تھک جاتا ہے تو ان ہی فرقہ وارانہ کتب حدیث سے متروک العمل احادیث چن کر اپنے فرقے کو اس پر لگاتا ہے۔ انہیں فرقہ وارانہ مذاہب کے علماء کو احبار و رہبان مان کر ان کے فیصلے نقل کرتا ہے

کہ فلاں حدیث صحیح ہے فلاں ضعیف ہے۔ انہیں فرقہ وارانہ مذاہب کے اسماء الرجال اور علم اصول سے سرقہ کرتا ہے۔ زبان سے ان کو مشرک بھی کہتا ہے ان کی جوتیاں بھی چاٹتا ہے۔

اختلاف امت:

بانی فرقہ چونکہ خود سراپا اختلاف ہے۔ اس لیے اختلاف اختلاف کے نعرے لگاتا ہے، لیکن جیسا کہ گزر چکا ہے اختلاف احادیث میں بھی ہے، اختلاف قرأت میں بھی ہے، اختلاف صحابہ میں بھی ہے، اختلاف اصول حدیث میں بھی ہے، اختلاف اسماء الرجال میں بھی ہے، اختلاف محدثین میں بھی ہے، ان سب اختلافات کو وہ برداشت کرتا ہے مگر مجتہدین کے اختلاف کو خوب اچھالتا ہے۔ اختلاف کی برائی میں جو آیت یا حدیث مل جائے اسے صرف ائمہ اربعہ کے اختلاف پر چسپاں کرتا ہے حالانکہ وہ خود بھی مانتا ہے کہ اختلاف دو قسم کا ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے ”اختلاف ایک فطری امر ہے ہو جایا کرتا ہے

(تفسیر قرآن عزیز ص۵، جلد اول)

یقیناً ائمہ مجتہدین کا اختلاف بھی فطری ہے خود بانی فرقہ جدید لکھتے ہیں۔

”اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہو سکتا ہے اور اس کو گوارہ کیا جا سکتا ہے ... ائمہ کا اختلاف اجتہادی تھا اور صرف اعمال میں تھا۔“

(خلاصہ تلاش حق ص۶۶)

اور آپ پڑھ چکے ہیں کہ بانی فرقہ چاروں ائمہ کو برحق مانتا ہے۔

(خلاصہ تلاش حق ص۸۸)

پھر ان کے اختلاف کا شور کس لیے کرتا ہے؟ ہاں اختلاف کی دوسری قسم کو بانی فرقہ نے لعنت لکھا ہے۔

(تفسیر قرآن عزیز ۵۲، ج۱)

اب دونوں کو مثال سے سمجھیں ایک شخص کراچی شہر میں ہے جو سینکڑوں مساجد کے محراب کو دیکھ رہا ہے اور ہزاروں نمازیوں کو قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے کہ سب مغرب کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ شخص سب کے خلاف شمال کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہا ہے اور سب نمازیوں کی نماز کو باطل کہتا ہے، جب پوچھو تو بخاری شریف کھول کر بیٹھ جاتا ہے کہ اس میں صحیح حدیث موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا رفع حاجت کے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پشت کرو، بلکہ رفع حاجت کے وقت یا مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف۔

بخاری شریف کی اس صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا کہ قبلہ نہ مشرق کی طرف ہو سکتا ہے نہ مغرب کی طرف، جس طرح میں نے بخاری شریف سے ثابت کر دیا کہ قبلہ ہر گز ہر گز مغرب کی طرف نہیں ہو سکتا، تمہاری ساری نمازیں باطل ہیں اگر کوئی شخص بخاری کی صریح حدیث سے مجھے دکھا دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ قبلہ شمال کی طرف نہیں ہو سکتا تو میں شمال کا صریح لفظ دیکھ کر مبلغ پچاس لاکھ روپے انعام دوں گا۔

کیا مسعود صاحب اس آدمی سے یہ انعام لے سکیں گے؟ اگرچہ وہ شخص یہ اختلاف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بخاری شریف کے نام سے کر رہا ہے مگر اس کے اس بین اختلاف کو امت میں تفرقہ قرار دیا جائے گا۔ قرآن و حدیث میں جہاں بھی تفرقہ کی مذمت ہے وہ وہی تفرقہ و اختلاف ہے جو بینہ (پوری وضاحت) کے بعد کیا جائے۔ ہاں فطری اختلاف کی مثال یہ ہے کہ سندھ کے جنگل میں رات ہو گئی۔ آسمان پر بادل ہیں کوئی ستارہ نظر نہیں آتا قبلہ کا علم نہ کوئی بتلانے والا ہے، اب چار لوگوں نے تحری سوچ بچار کیا، ایک کا دل اس طرح مائل ہوا کہ قبلہ اس طرف ہے حالانکہ وہ مشرق ہے، دوسرے کا مائل ہوا کہ اس طرف ہے حالانکہ وہ شمال ہے تیسرے کا دل جنوب کی طرف مائل ہوا چوتھے کا مغرب کی طرف سب نے نمازِ عشاء

پڑھ لی۔ اب دیکھیے ان چاروں نے یقینا صرف ایک منہ قبلہ کی طرف تین چہرے یقینا قبلہ سے مڑے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کی نماز قبول فرمالی۔ ہاں اتنا فرق ہوا کہ جس نے نماز مغرب کی طرف پڑھی اس کی نماز قبول اور اجر دو ملے باقی تینوں کی نماز قبول مگر اجر ایک ایک ملا۔ ایسے اختلاف کو اجتہادی اختلاف کہتے ہیں اور یہ ایک فطری اختلاف ہے، کیا مسعود صاحب ان چاروں نمازیوں پر تفرق واختلاف کی مذمت والی آیات واحادیث فٹ کر کے ان کو کافر مشرک قرار دیں گے۔

مسعود صاحب کا اجتہادی اختلاف پر ان آیات کو چسپاں کرنا یہودیوں کی طرح یحرفون الکلم عن مواضعہ پر عمل ہے۔ الغرض مسعود صاحب نے اپنے مفترض الطاعۃ امام بننے کے بعد اسلام کے معنی بدلے، اجتہاد کے معنی بدلے، تقلید کے معنی بدلے، مذہب کے معنی بدلے، فرقہ وارانہ کا لفظ بے موقع استعمال کیا، اختلاف فطری کو اختلاف لعنت قرار دیا۔

مسعود صاحب کی عادت:

مسعود صاحب لوگوں کے سامنے یہ دعوت لے کر کھڑے ہوئے کہ میں ہر مسئلہ قرآن وحدیث سے دکھا سکتا ہوں مگر اس میں وہ بری طرح ناکام ہوئے تو اپنی اس ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لیے پھر وہ فقہ کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں، کبھی تو وہ فقہ کی کتابوں سے ایسے مسائل پیش کرتے ہیں جو نہ مفتی بہ ہیں نہ معمول بہ مذہب حنفی ان مسائل کا نام ہے جس پر احناف کا فتویٰ اور متواتر عمل ہے، شاذ اور متروک اقوال مذہب حنفی ہرگز نہیں۔

جس طرح قرآن وہی ہے جو امت میں تواتر کے ساتھ ہر جگہ پڑھا جارہا ہے نہ کہ کسی کتاب میں مذکور شاذ و متروک قرأتوں کو قرآن کہا جائے ایسا شیعہ، عیسائی اور ہندو تو کرتے تھے مگر اب جماعت المسلمین نے بھی مفتیٰ بہ اور معمول بہ مسائل کو چھوڑ کو غیر مفتیٰ بہ، اور شاذ مسائل پر اعتراض شروع کر دیا اس کا جواب ہماری طرف سے وہی ہے جو آپ نے منکرین

حدیث برق صاحب کو دیا "ضعیف حدیث کے ہم جواب دہ نہیں، ضعیف حدیث پر اعتراض کرنا بھی فضول ہے۔"

(تفہیم الاسلام ص۲۵۰)

ہم بھی کہتے ہیں شاذ غیر مفتٰی بہ اور متروک العمل اقوال مذہب اقوال مذہبی حنفی نہیں، ان اقوال پر اعتراض بھی فضول ہے اور ہم ان کے جواب دہ بھی نہیں ہیں اور بعض اوقات مسعود صاحب منکرین حدیث کی تقلید پر اتر آتے ہیں، جیسے وہ کہا کرتے ہیں کہ احادیث میں بہت سے گندے مسائل ہیں بہت سی حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں، یہی کچھ مسعود صاحب نے فقہ کے بارے میں کہا کہ میرے خیال میں اس کا جواب بھی وہی بہتر ہے جو مسعود صاحب نے منکرین حدیث کو دیا ہے۔ لکھتے ہیں: "اگر سب (محدثین) نے مل کر کسی حدیث کو قرآن مجید کے خلاف نہیں سمجھا اور ہم ان کو قرآن مجید کے خلاف سمجھیں تو کیا یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے یا ان سب اگلے پچھلے محدثین کی سمجھ کا قصور ہے۔

(تفہیم الاسلام ص۲۶۰)

مسعود صاحب ہزاروں محدثین اور فقہاء امام صاحب کے مقلد گزرے ہیں جیسا کہ آپ کو بھی اعتراف ہے، اگر ان سب نے ان مسائل کو خلاف حدیث نہیں کہا تو اصل بات یہی ہے نہ آپ کو حدیث کی سمجھ آئی نہ فقہ کے مسئلہ کی سمجھ آئی، کیوں کہ اصل کتابیں تو آپ کو پڑھنی نہیں آتیں۔ یہ سارا آپ کی سمجھ کا ہی قصور ہے۔

آخری بات!

بانی فرقہ نے اپنے بارے میں اپنے فرقہ کو یہ باور کرارکھا ہے کہ وہ بہت بڑا محقق ہے اور وہ اپنی کتابوں میں سب صحیح احادیث نقل کرتا ہے، دوسری نقل نہیں کرتا اس لیے بے چارے سادہ لوح لوگ اس کی باتوں میں پھنس جاتے ہیں، اس باب میں صرف چند مثالیں پیش

کرتا ہوں۔ بانی فرقہ نے ۱۳۹۵ھ میں یہ فرقہ بنایا اور ۱۳۹۸ھ میں نماز کی کتاب بنام ”صلوٰۃ المسلمین“ شائع کی، (اس پر مستقل تبصرہ باب پنجم میں ملاحظہ فرمائیں) اس میں لکھا ہے ”اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی، اگر کوئی صاحب اس کتاب کی کسی حدیث کے ضعیف ہونے کی نشان دہی فرمائیں گے تو ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں اسے اس کتاب میں درج نہیں کیا جائے گا۔

(ص۲۴)

1. اس کتاب میں سب سے زیادہ زور مسئلہ رفع یدین پر لگایا ہے۔ چنانچہ ضمیمہ صفحہ ۳۱۰ پر پہلی حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لایا ہے اس کی سند کا پہلا راوی امام بیہقی مقلد امام شافعی (دیکھیں تذکرۃ الحفاظ، طبقات الشافعیہ) ان کا مستقل رسالہ حیات الانبیاء پر ہے۔ یہ دونوں باتیں مسعود کے نزدیک شرک ہیں۔
2. دوسرا راوی ابو عبد اللہ الحافظ یہ شیعہ ہے اور فرقہ میں ہونا مسعود کے ہاں شرک ہے۔
3. تیسرا راوی الصفار ہے اور الصفار کا سماع السلمی سے ثابت نہیں لہذا یہ روایت منقطع ہوئی اور منقطع روایت بانی فرقہ کے نزدیک باطل اور نا قابل اعتبار ہے۔

(تفہیم الاسلام ۹۳ ص۱۰۹، ۱۱۳)

4. چوتھا راوی ابو النعمان محمد بن الفضل عارم ضعیف ہے۔

(تہذیب التہذیب ص۴۰۴ ج۹)

ایسی روایت کو بانی فرقہ کذب وبہتان کہتا ہے۔

(تفہیم ص۱۳۸)

دوسری روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ اور اس کو متصل السند کہا ہے جو بالکل غلط ہے۔ اس کا متصل سند ہونا پیش کرے ورنہ یہ قول باطل اور نا قابل اعتبار ہے۔

اس کے دو راوی حیوۃ اور سلیمان غیر معروف ہیں۔ خود بانی فرقہ ایسی روایت کو جھوٹ اور افترا کہتا ہے۔

(تفہیم ص۱۳۶)

تیسری روایت صفحہ ۳۱۲ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت لکھی ہے۔ جس میں عبدالرحمن بن ابی الزناد ضعیف اور منفرد ہے اور اذا قام من السجدتین کا ترجمہ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے کیا ہے۔ جو غلط ہے۔ چوتھی روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نقل کی ہے جب کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مرفوع موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔ جس کا ذکر نہیں کیا۔ پانچویں روایت مالک بن الحویرث کی نقل کی ہے اس حدیث کا مدار ابو قلابہ ناصبی پر ہے۔

جو بانی فرقہ کے نزدیک فرقہ پرست اور مشرک ہے۔ چھٹی روایت حضرت وائل کی نقل کی ہے اس کی سند کا راوی محمد بن حجادہ شیعہ یعنی فرقہ پرست اور مشرک ہے۔ بقول مسعود احمد۔ ساتویں روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نقل کی ہے اس روایت کا مدار ابن جریج پر ہے جس نے مکہ مکرمہ میں رہ کر ۹۰ عورتوں کے ساتھ متعہ کیا اور دوسرا راوی یحییٰ بن ایوب غافقی ضعیف ہے۔

آٹھویں روایت حضرت جابر کی نقل کی ہے اس روایت میں ابو حذیفہ راوی ضعیف ہے۔ نویں روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نقل کی ہے اس روایت کی سند میں حمید مدلس ہے، مدلس کی روایت کو بانی فرقہ مشکوک کہتا ہے۔

(تفہیم ص۱۱۴)

دسویں روایت تمام صحابہ رفع یدین کرتے تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ نہ حسن بصری تمام صحابہ کو ملے نہ اس کی سند صحیح کیوں کہ اس میں قتادہ مدلس ہے اور جزء رفع یدین کا

راوی محمود بن اسحاق الخزاعی کا ترجمہ و توثیق ثابت نہیں گیارہواں حوالہ صفحہ ۴۵۳ پر حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابوعبیدہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابن مسعود اور حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہم ۱۱ صحابہ کا نام لکھا ہے کہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ اگر مسعود صاحب کے حواری ان گیارہ صحابہ سے سندیں دکھا دیں تو ہم فی سند ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ اور اس کے فرقہ والوں سے بھی عرض ہے کہ جو شخص ایک سانس میں گیارہ صحابہ پر جھوٹ بولتا ہے آپ اس امام کی اطاعت فرض جانتے ہیں۔

بارہواں حوالہ صفحہ ۴۵۲۔۴۵۳ پر صحابہ کی ایک مجلس کا ذکر کیا ہے کہ ۱۷ صحابہ اس مجلس میں تھے۔ یہ سترہ کا لفظ جھوٹ ہے۔ فرقہ مسعودی کا کوئی شخص کسی صحیح سند سے حدیث میں سترہ کا لفظ نہیں دکھا سکتا۔ جس روایت کا حوالہ دیا ہے اس میں سترہ کی بجائے عشرہ کا لفظ ہے اور روایت بھی ضعیف ہے اس کی سند میں عبدالمجید بن جعفر ہے۔ اس کا دوسرا راوی محمد بن عمرو بن عطاء ۴۰ھ میں پیدا ہوا۔ وہ دس پندرہ سال کی عمر میں ہی یہ روایت کر سکتا ہے جب کہ ان ۱۷ میں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ ۴۸ھ، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ ۳۸ھ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ۳۴ھ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ ۳۸ھ، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ صحیح قول پر ۳۸ھ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ۴۱ھ، حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ ۳۰ھ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ ۴۹ھ، میں انتقال فرما چکے تھے۔ بانی فرقہ حدیث اور تاریخ دونوں سے لاعلم ہے۔

تیرہواں حوالہ صفحہ ۴۵۵ پر حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث جو ابو داؤد سے نقل کی ہے جب کہ حضرت وائل کی حدیث میں یہ صراحت بھی ہے کہ تمام صحابہ پہلی تکبیر

کے وقت رفع یدین کرتے تھے بانی فرقہ نے یہاں بہت بڑی خیانت کی ہے۔ چودھواں حوالہ حمید بن ہلال کی روایت نقل کی ہے، اس کی سند میں ابی بلال راسبی ضعیف ہے اور اس میں نہ رکوع کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ نہ تیسری رکعت کے شروع کا ذکر ہے۔ پندرہواں سعید بن جبیر کا اثر، اس میں الحسین بن عیسیٰ ضعیف اور عبد المالک بن سلیمان بھی ضعیف ہے۔

ایک ہی مسئلہ میں کئی جھوٹ ہیں۔ پھر کسی ایک حدیث میں بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اکابر صحابہ میں سے ایک صحابی بھی ہمیشہ یہ اختلافی رفع یدین کرتے رہے۔ مسئلہ قرأۃ خلف الامام میں سکتات میں قرأۃ کی حدیث ص۳۳۸ پر حضرت عبد اللہ بن عمرو سے نقل کی ہے اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے جب کہ سند میں امام بیہقی مقلد امام شافعی، ابو عبد اللہ رافضی، محمد بن عبد اللہ الشبری، عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز کی توثیق ثابت نہیں، ابو الصلت الہروی، رافضی خبیث۔ ابو معاویہ مرجئ خبیث عمرو بن محمد اور شعیب بن محمد مدلس، بانی فرقہ کے علم و انصاف کا یہ حال ہے کہ ایک ہی سند میں دو رافضی، دو مزید فرقہ پرست، دو مجہول اور مدلس ہیں مگر سند صحیح ہے۔ صفحہ ۳۴۴ پر پھر عبد اللہ بن عمرو کی حدیث نقل کی ہے اور سند کو حسن کہا ہے جب کہ سند میں بیہقی مقلد امام شافعی، عبد الحمید بن جعفر منکر حدیث دونوں فرقہ پرست مشرک ابو بکر حنفی غیر معروف ہے۔ آمین بالجہر کے ثبوت میں صفحہ ۳۴۷ پر ام الحصن سے جو حدیث نقل کی ہے اس کی سند میں ہارون الدعور رافضی، اسماعیل بن مسلم ضعیف، ابی اسحاق مدلس اور ابن ام الحصن مجہول اور بانی فرقہ اس حدیث سے استدلال فرمارہے ہیں اور اس کے فرقہ کے لوگ رات دن یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مسعود صاحب جیسا محقق کوئی نہیں اس کی اطاعت فرض ہے، حالانکہ وہ بے چارہ علوم دینیہ میں بالکل کورا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے فتنے سے اپنے محبوب کی امت کو بچائے۔

آمین یا الٰہ العالمین

باب دوم

فرقہ جماعت المسلمین کے وساوس کے جوابات

فرقہ جماعت غرباء اہل حدیث کے ایک فرد مسعود احمد نے ۱۳۹۵ھ میں ایک نیا فرقہ بنالیا اس کا نام جماعت المسلمین رکھا اور خود اس فرقہ کا امام مفترض الطاعۃ بن بیٹھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میں انسانی زندگی کے تمام پیش آمدہ مسائل کا حل صرف اور صرف قرآن اور حدیث صحیح غیر معارض سے پیش کروں گا مگر اس دعویٰ میں اس کا جھوٹا ہونا دوپہر کے سورج سے زیادہ واضح ہو چکا ہے، ہماری طرف سے تقریباً پانچ سو (۵۰۰) ایسے سوالات شائع ہو چکے ہیں جن کا ثبوت صرف قرآن و حدیث سے مانگا گیا مگر نہ فرقہ اہل حدیث کی کوئی جماعت ان کا جواب قرآن و حدیث سے دے سکی نہ ہی فرقہ اہل حدیث کے فرقہ غرباء اہل حدیث سے نکلا ہوا فرقہ ان کا جواب دے سکا۔

فرقہ مسعودی کے مفترض الطاعۃ امام کو بہت غیرتیں دلائی گئیں کہ اس قرض کو چکا دو مگر ”زمین جنبد نہ جنبد گل محمد“ اس فرقے کے متعدد اشخاص کو کہا گیا کہ آپ سارے غریب مل کر اپنے امیر سے ہمارے سوالات کا جواب دلائیں مگر کچھ لوگوں نے یہ مایوس کن جواب دیا کہ نہ اس کے پاس جواب ہے، نہ دے سکتے ہیں۔

کچھ احباب نے منہ چھپانے میں ہی اپنی خیر سمجھی وہ دوبارہ سورج کی روشنی میں ہمیں منہ نہ دکھا سکے، جب وہ قرآن و حدیث سے بالکل کورا ثابت ہو گیا اب اس نے اپنی خیر اسی میں سمجھی کہ ”آنکہ مردم مے کند بوزینہ ہم“ کچھ سوالات دوسروں سے پوچھنے لگا تا کہ ان کے سوالات کا جواب نہ دینے کا بہانہ بنائے کہ انہوں نے میرے سوالات کا جواب نہیں دیا میں کیوں ان کے سوالات کا جواب دوں، مگر یہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ ہم نے اس سے قرآن و حدیث پوچھے تھے، قرآن و حدیث سنانے میں یہ بہانہ کرنا کہ تم نے قرآن و حدیث نہیں سنایا، میں بھی نہیں سناتا یہ کتنا بڑا جواب ہے جہالت اور ضد کے مجموعے کا نام امیر فرقہ مسعودیہ ہے اور بس...

سوالات کا حق کس کو ہے؟

سب سے پہلے یہ فیصلہ ضروری ہے کہ سوال کا حق کس کو ہے۔ اسے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ سوال کے مقصد پر غور کیا جائے، جناب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو کہیں گے کہ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے، جو اس میں حلال ہے اس کو حلال جانو اور جو حرام ہے حرام سمجھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خبردار خانگی گدھا حرام ہے“ اس سے معلوم ہوا کہ ان کا دعویٰ تھا کہ قرآن پاک میں ہر حلال و حرام کا صراحتاً ذکر ہے۔ ہم جب ان سے سوال کریں گے کہ گھریلو گدھے کا حرام ہونا قرآن سے دکھاؤ، کتے اور بندر کا حلال یا حرام ہونا قرآن سے دکھاؤ، گدھ اور چیل کا حلال یا حرام ہونا قرآن سے دکھاؤ... اور وہ ہرگز نہ دکھا سکیں تو ہمارے سوالات نے جس طرح ان کے دعوے کو غلط کر دیا کہ ہر حلال و حرام کی صراحت قرآن مجید میں ہے۔

اسی طرح ایک احساسِ ضرورت بھی ابھرا کہ جب ان چیزوں کا حلال یا حرام ہونا قرآن پاک میں صراحتاً نہیں آیا تو یقیناً کسی اور ماخذ کی ضرورت ہے جس میں ان سوالات کا جواب صراحتاً موجود ہو اور وہ ماخذ ”سنت“ ہے، اس طرح یہ سوالات صحیح ہیں اور بامقصد ہیں لیکن اگر وہ شخص یہی سوالات ہم پر پلٹ دے کہ میں تو ان کا جواب صراحتاً قرآن سے نہیں دے سکا تم ہی ان کا جواب صراحتاً قرآن سے دکھاؤ، تو اس کا یہ سوال کرنا اپنی اعتراف شکست کے علاوہ بے مقصد اور غلط بھی ہے کیوں کہ ہم نے یہ دعویٰ کب کیا ہے کہ ہر حلال و حرام کی صراحت قرآن میں ہے۔

بالکل اسی طرح ہمارے علماء نے جو پانچ سو کے قریب سوالات غیر مقلدین سے کیے ہیں ان کا مقصد یہی ہے کہ ان کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ ہم ہر سوال کا حل صراحتاً قرآن و حدیث سے پیش کر سکتے ہیں ہمارا مقصد دوپہر کے سورج کی طرح پورا ہو چکا کیوں کہ یہ سارے فرقے

مل کر بھی ان سوالات کا جواب صراحتاً قرآن و حدیث سے نہیں دے سکے اور اب ان میں سے بہت سے لوگوں کو یہ احساس بھی ہو گیا ہے کہ بغیر اجماع اور قیاس کو مانے ہم بہت سے سوالات کا جواب نہیں دے سکتے۔ اب ان سوالات کا ہم پر پلٹنا کہ تم ان سوالات کا جواب صرف قرآن و حدیث سے صراحتاً دو، اپنے مسلک کی شکست کا اعتراف ہے اور ہمارے مسلک سے جہالت کا بین ثبوت ہے کیوں کہ ہم اہل السنت والجماعت کے نزدیک دلائل شرعیہ بالترتیب یہ چار ہیں: کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت اور قیاس۔ ان چاروں میں تمام مسائل کا حل موجود ہے فقط۔

علمی پرواز:

فرقہ مسعودی کے بانی کو قرآن و حدیث تو کیا آتا بے چارے کو دین، فرقہ اور مذہب کا مطلب بھی معلوم نہیں۔ حالانکہ یہ الفاظ اہل اسلام عوام و خواص میں شائع ہیں۔ دین سب پیغمبروں کا ایک ہے

(القرآن ۴۲/۱۴،۱۳)

میں اس کا نام اسلام ہے۔ اس دینی نام کی وجہ سے سب اہل اسلام مسلمین کہلاتے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنی اولاد کو مسلم رہنے کی تاکید فرمائی تھی۔

(القرآن ۲/۱۳۳)

اور حواریان مسیح علیہ السلام بھی مسلم کہلائے

(القرآن ۵/۱۱)

تاہم ان کو مسلم کے علاوہ بنی اسرائیل، اہل کتاب پھر یہود و نصاریٰ بھی قرآن نے کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بانی فرقہ کا یوں شور مچانا کہ مسلم کے ساتھ کوئی اور امتیازی نام نہیں رکھا جاتا، قرآن کریم سے جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

فرقے:

بہر حال اسلام دین ہے۔ جس نے دین ہی قبول نہ کیا وہ بے دین اور کافر ہے۔ دین اسلام میں شامل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اسلام میں فرقے پیدا ہوئے۔ ان میں ناجی وہ جماعت ہے جو ما انا علیہ واصحابی کے طریقہ پر اہل السنت والجماعت کہلائی۔

پوری دنیا میں اسلام، قرآن، سنت اور اسلامی فقہ اسی کے ذریعہ پھیلی یہی اسلام میں سواد اعظم ہے۔ جس کے ساتھ رہنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی۔ جو لوگ بعض عقائد میں سواد اعظم سے کٹتے گئے، الگ ہوتے گئے وہ اہل بدعت فرقے کہلائے جیسے جبریہ، قدریہ وغیرہ۔ جس طرح اسلام کا لفظ کفر کے مقابلہ میں استعمال ہوتا چلا آیا اسی طرح اہل السنت والجماعت اہل بدعت کے مقابلہ میں استعمال ہوا۔

(صحیح مسلم ص۱۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی قرآن پاک کی آیت کی تفسیر میں فرمایا:

”جن کے چہرے میدان قیامت میں روشن ہوں گے وہ اہل السنت والجماعت ہیں اور جن کے چہرے سیاہ ہوں گے وہ اہل بدعت اور خوارج ہیں“

(الدر المنثور ص۲۲۰)

امام ابن سیرین (۱۱۰ھ) نے بھی ان کا نام اہل السنت ہی بتایا اور ان کے مد مقابل کو اہل بدعت فرمایا:

(مسلم ص۱۱/ج۱)

امام حسن بصری رحمہ اللہ جن کے بارے میں بانی فرقہ لکھتا ہے: ”امام حسن کی تو ساری زندگی صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں گزری۔ صدہا صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہی

نہیں بلکہ ان کے شرف صحبت اور شرف تلمذ سے مستفید بھی ہوئے اور صرف ایک وقت میں تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقتدر جماعت ان کے ساتھ تھی“

(خلاصہ تلاش حق ص۲۷)

فرمایا کرتے تھے سنت کا مسلک افراط و تفریط سے پاک یعنی مسلک اعتدال ہے۔

فان اھل السنۃ کانوا اقل الناس قیما مضی

(دارمی ص۶۳/ ج۱)

اس لیے پہلے اہل السنت بہت کم تھے۔ سیدنا امام اعظم (۱۵۰ھ) نے اپنے صاحبزادے کو وصیت فرمائی کہ اہل السنت ہی رہنا (وصایا امام اعظم رحمہ اللہ) آپ نے اہل السنت کے عقائد پر مستقل کتاب فقہ اکبر تحریر فرمائی۔ امام ابو معاویہ ضریر رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ”سنی“ کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے۔

(الخیرات الحسان)

ابن حزم، شہرستانی اور شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں ان ہی اہل بدعت کو فرقے قرار دیا ہے کیوں کہ یہ لوگ بعض عقائد میں ناجی گروہ اہل السنت سے کٹ گئے۔ شروع اسلام سے لے کر آج تک اہل السنت کا لفظ اہل بدعت کے مقابلہ میں استعمال ہوتا چلا آرہا ہے۔ لیکن بانی فرقہ نے ساری امت کے خلاف اہل السنت کا لفظ اہل اسلام کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دیا اور گروہ ناجی اہل السنت والجماعت کو غیر مسلم قرار دے دیا بلکہ اسے ایک فرقہ قرار دے دیا۔

مذاہب اربعہ:

بانی فرقہ جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے جو منزل تک پہنچانے کے لیے ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ لفظ بالکل لفظ فرقہ کے مخالف ہے۔ فرقہ وہ

ہے جو منزل سے الگ کرے اور مذہب وہ ہے جو منزل سے ملائے۔ مذہب اور فرقے کو ایک قرار دینا گویا دن اور رات، سیاہی اور سفیدی، گرمی اور سردی، نیکی اور بدی، سنت اور بدعت کو ایک قرار دینا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے یہی جہالت اس فرقے کے ہر غریب و امیر کے لیے باعث فخر ہے۔ نہ یہ دین کا معنی جانیں، نہ فرقے کا اور نہ مذہب کا، ان کے امیر کو ہمارے علماء کی طرف سے بارہا چیلنج کیا گیا تھا کہ ان تینوں الفاظ دین، مذہب اور فرقہ کی جامع مانع تعریف کتاب و سنت سے نکال کر دکھائیں مگر وہ نہ دکھا سکا اور نہ کوئی اور شخص اس فرقہ کا دکھا سکے گا... ان شاء اللہ

ادلہ شرعیہ:

اہل السنت والجماعت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ دلائل شرعیہ بالترتیب یہ چار ہیں

(۱) کتاب اللہ یا آیت محکمہ (۲) سنت قائمہ

(۳) اجماع (۴) قیاس

بانی فرقہ اور اس کے اندھے مقلدین نے اجماع اور قیاس کے دلیلِ شرعی ہونے کا انکار کر دیا ہے۔ جس طرح نام نہاد اہل قرآن نے سنت کے دلیل شرعی ہونے کا انکار کر دیا ہے۔ ان سب کا انکار کسی دلیل شرعی پر مبنی نہیں محض نفس پرستی پر مبنی ہے۔ چنانچہ اس نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ذکر قرآن کے حوالے سے کیا ہے اور بس۔

اللہ کی اتباع:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ

(اعراف:۳)

چلو اسی پر جو اترا تم پر تمہارے رب کی طرف سے اور نہ چلو اس کے سوا رفیقوں کے پیچھے، تم بہت کم دھیان کرتے ہو۔

رسول کی اتباع:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

(آل عمران:۱۳)

تو کہہ ! اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے تو میری راہ چلو تا کہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اجماع کی اتباع:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔

(النساء:۱۱۵)

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستے کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔

فائدہ: اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے یعنی اجماع امت کا ماننا فرض ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ہاتھ مسلمانوں کی جماعت پر ہے جس نے جدا راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔

(تفسیر عثمانی ص۱۲۵)

مجتہد کی اتباع:

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ

(لقمان۱۵)

”اور میری طرف رجوع کرنے والے کی اتباع (تقلید) کر“

مجتہد نے غیر منصوص حکم کے لیے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا اور ان کا حکم تلاش کر کے اسے سبیل یعنی مذہب بنایا (مرتب کر دیا) غیر مجتہدین کو ایسے مسائل اجتہادیہ میں اس کے مذہب کی تقلید کا حکم دیا۔ بانی فرقہ نے صرف دو کی اتباع کا ذکر کیا اور دو کی اتباع کا ذکر چھوڑ دیا اور یہود کی طرح بعض کتاب پر ایمان لایا اور بعض کا انکار کر دیا۔ کتاب و سنت کے ماننے کے لیے بانی فرقہ صحاح ستہ کو چھوڑ کر مستدرک حاکم کی طرف بھاگا ہے حالانکہ ابوداود ص۹/ج۲، اور ابن ماجہ پر فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھا۔

العلم ثلاثة وماسوى ذالك فضل، آية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة۔

علم تین ہیں:

(۱) آیت محکمہ (۲) سنت قائمہ (۳) فریضہ عادلہ

کتاب اللہ (آیت محکمہ) تلاوتاً متواتر ہے، سنت قائمہ عملاً متواتر ہے، اور متواترات سند کی محتاج نہیں ہوتیں، جس طرح سورج گواہی کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ وہ خبر واحد جو قرن اول میں خبر واحد تھی مگر قرن ثانی و ثالث میں مشہور ہو گئی وہ بھی سند کی محتاج نہیں ہوتی جیسے چودھویں رات کا چاند کسی گواہی کا محتاج نہیں رہتا۔ اس تمہید کے بعد اس کے وساوس کا نمبروار جواب ملاحظہ فرمائیں۔

وسوسہ نمبر ا:

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل حدیث، حنفی، شافعی، حنبلی یا مالکی تھے؟

الجواب:

اہل حدیث اور اہل قرآن یہ دونوں فرقے انگریز کے دور میں بنے۔ فرقہ کو مذاہب اربعہ کے ساتھ شمار کرنا جہالت کی دلیل ہے۔ اہل اسلام کی کتابوں میں مذاہب اربعہ کا ہی ذکر ملتا ہے۔ ان چار کی اصول و فروع کی کتابیں ہیں۔ خود بانی فرقہ کو اعتراف ہے کہ اہل حدیث پہلے

زمانے میں محدث کو کہتے تھے جو اہل صرف، اہل نحو، اہل منطق کی طرح ایک علمی طبقہ ہے نہ کہ مذہبی فرقہ۔ ہاں دور برطانیہ میں یہ فرقہ کا نام ہو گیا جو لامذہب ہے۔ شاید کل کو بانی فرقہ یوں بھی وسوسہ چھوڑے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل صرف، اہل نحو، اہل منطق کہلاتے تھے؟ اب سمجھئے کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کیا ہیں؟ جن کی صحیح ترتیب بھی بانی فرقہ کو معلوم نہیں۔ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ بلکہ سب مجتہدین کا اعلان ہے **القیاس مظھر لا مثبت**

(نور الانوار)

کہ قیاس سے مسائل گھڑے نہیں جاتے بلکہ کتاب و سنت کی تہہ شدہ پوشیدہ مسائل کو اصول شرعیہ کی مدد سے ظاہر کیا جاتا ہے جیسے کنواں کھودنے والا پانی کو پیدا نہیں کرتا۔ ہاں خدا کے پیدا کیے ہوئے پوشیدہ پانی کو ظاہر کرتا ہے۔ اب بانی فتنہ کا مجتہدین کو شریعت ساز کہنا ایسی ہی جہالت ہے کہ وہ کنواں کھودنے والے کو خالق الماء کہے۔ تو ائمہ رحمہ اللہ نے جب کتاب و سنت کے ہی پوشیدہ مسائل کو ظاہر فرمایا تو ان کی تقلید میں ان مسائل پر عمل کرنا کتاب و سنت پر ہی عمل ہے جیسے کسی کے کنویں سے پانی پینا، خدا ہی کا پیدا کیا ہوا پانی پینا ہے۔ خود بانی فرقہ کو بھی یہ بات معلوم ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”اس میں شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جن اصول پر مسائل کی بنیاد رکھی وہ اصول سنت ہے کیوں کہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا نہ اس کو حجت سمجھا۔ لہٰذا ان کا یہ طریقہ بے شک سخت تھا اور وہ چاروں برحق تھے۔“

(خلاصہ تلاش حق ص۸۸)

صاف اعتراف کر لیا کہ ان کے مسائل کتاب و سنت کے ہی مسائل ہیں کیوں کہ ان کے اصول سنت پر مبنی ہیں، جیسے حساب کے قاعدوں سے جو جواب نکلے اس کو حساب کا

جواب کہا جاتا ہے نہ کہ سوال نکالنے والے کی ذاتی رائے۔ اب سوال ہے کہ یہ مسائل جو کتاب و سنت کے مسائل ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے یا نہیں؟ تو یقینا موجود تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس وقت ان مسائل کا یہ نام نہ تھا کہ فقہ حنفی کے مسائل کہا جاتا۔ جیسے قرآن پاک کی ساتوں قرأتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھیں لیکن اس وقت ان کا نام قاری عاصم کی قرات یا قاری حمزہ کی قرات نہیں تھا۔ اسی طرح صحاح ستہ کی صحیح احادیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی احادیث ہیں مگر اس وقت ان احادیث کو یہ نہیں کہتے تھے کہ یہ بخاری کی حدیث ہے وہ نسائی کی، فلاں ابن ماجہ کی ہے فلاں ابو داود کی۔

تو اگر فقہ کا انکار صرف اس وجہ سے ہے کہ اس کا نام اس وقت فقہ حنفی نہ تھا تو اس قرآن کا بھی انکار کر دو کیوں کہ اس وقت اس کا نام قاری عاصم کی قرات نہ تھا اور صحاح ستہ کی احادیث کا بھی انکار کر دو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان کو صحاح ستہ کی احادیث نہیں کہا جاتا تھا۔ یا قرآن کی کسی آیت یا صحیح حدیث سے یہ فرق بیان کرو کہ قرآن کو ماننے کے لیے سات قاریوں کے نام قرآن میں دکھانے ضروری نہیں، صحاح ستہ کی احادیث کو ماننے کے لیے صحاح ستہ والوں کے نام قرآن و حدیث میں دکھانے ضروری نہیں، لیکن فقہ کو ماننے کے ائمہ فقہ کا نام قرآن و حدیث میں دکھانا ضروری ہے۔

چور پکڑا گیا:

دراصل فقہ کو ماننے کا حکم قرآن پاک کی نصوص اور احادیث متواترۃ المعنی میں ہے اور بانی فرقہ مطلق فقہ کا ہی منکر ہے اور قرآن کی ان آیات اور احادیث کا منکر ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ ایک آیت یا ایک ہی حدیث پیش کریں کہ اللہ تعالیٰ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقہ کو ماننے سے منع کیا ہو وہ یہ قیامت تک پیش نہیں کر سکتا اور اگر فقہ کو مانتا ہے تو اپنا اصول فقہ اور فروع فقہ کی جامع کتب پیش کرو، وہ بھی اس کے پاس نہیں تو اپنی اس چوری کو چھپانے

کے لیے الٹا سوال کر دیا جیسے کوئی منکر قرآن کہے کہ تم قاری عاصم کا قرآن پڑھتے ہو نہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، تم قاری عاصم کا نام قرآن میں دکھاؤ ورنہ قرآن کو نہیں مانتا یا کوئی منکر حدیث کہے کہ تم بخاری عجمی کی حدیثیں مانتے ہو نہ کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی، تم کسی حدیث میں بخاری عجمی کا نام دکھاؤ ورنہ حدیث کو نہیں مانتا۔ شاباش! بانی فرقہ نے اپنی جہالت سے کیا وسوسہ گھڑا کہ اس اصول پر خود قرآن وحدیث کا ثبوت مشکل ہو گیا۔

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

وسوسہ نمبر ۲:

کیا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاہب خمسہ یعنی اہل حدیث، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی میں سے کسی ایک کی پیروی کا حکم دیا تھا؟

الجواب:

جی ہاں جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قرآن پڑھو جس قدر آسان ہو اور آج ہم قرآن قاری عاصم کوفی ہی کی متواتر قرات پڑھ رہے ہیں۔ اس کے بغیر اس حکم خداوندی پر عمل ممکن ہی نہیں۔ اسی طرح اللہ نے حکم دیا کہ تم منیب کی اتباع کرو اور یہاں مذہب حنفی کے سوا کسی منیب کا مذہب عملاً متواتر ہی نہیں اور اس پر عمل کیے بغیر اس حکم الٰہی کو ماننے کا کوئی طریقہ ہی نہیں۔ آپ ہی فرمایئے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری اور ترمذی کی احادیث کے ماننے کا حکم دیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کراچی کے ۱۳۹۵ھ میں بننے والے بدعتی فرقے میں شامل ہونے کا حکم دیا تھا؟ صریح حدیث سے جواب دیں۔

وسوسہ نمبر ۳:

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لانے کے بعد منزل من اللہ دین اسلام کی پیروی کریں گے یا مذاہب خمسہ میں سے کسی ایک کی؟

الجواب:

یہ بات تو یقینی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مسعودی فرقے کی طرح لامذہب نہیں ہوں گے۔ وہ منصوص مسائل میں نصوص کی اور اجتہادی مسائل میں خود مجتہد اور صاحب مذہب ہوں گے البتہ بعض بزرگوں کے کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اجتہادات سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ کے اجتہادات کے موافق ہوں گے اور یہ کشف کسی آیت یا حدیث کے خلاف نہیں اور اسلام منزل من اللہ وہی ہے جو تشریعاً کتاب و سنت میں منصوص ہے اور تقریباً اجماع و قیاس سے واضح ہے... جب تو نے خود اعتراف کیا ہے کہ ائمہ اربعہ کے مسائل قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں تو ان کو منزل من اللہ کے مقابل رکھنا جہالت ہی نہیں بے حیائی بھی ہے۔

کسی نے خوب کہا ہے: بے حیا باش وہر چہ خواہی کن۔ سوال کرنے سے پہلے ہمارے دعویٰ کو یاد کر لو کہ اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور غیر مجتہد پر تقلید اور غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے مجتہد ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جاہل بھی مجتہد بن بیٹھے۔

وسوسہ نمبر ۴:

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لا کر "مسلم" کہلائیں گے یا اہل حدیث، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، دیوبندی، بریلوی، سنی، شیعہ وغیرہ؟

الجواب:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام "مسلم" بمعنی غیر مقلد تو ہرگز نہیں کہلائیں گے نہ ہی وہ بانی فرقہ پر ایمان لانے کو فرض جانیں گے، اس وسوسے میں تو جہالت کے ساتھ جھوٹ کی بھی حد کر دی۔ کیا حنفی، مالکی، شافعی اور دیوبندی "مسلم" نہیں کہلاتے؟

کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ وہ مسلم نہیں کہلاتے، یہ ایسا ہی وسوسہ ہے کہ بانی فرقہ کراچوی کہلاتے ہیں یا پاکستانی۔ جس طرح کراچی کو پاکستان سے باہر سمجھنے والا جاہل اور کذاب ہے اس سے بڑا جاہل اور کذاب وہ ہے جو حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کو غیر مسلم سمجھتا ہے بلکہ ان سب کو غیر مسلم کہنے والا بنص حدیث خود غیر مسلم ہے۔

وسوسہ نمبر ۵:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمارا نام مسلمین رکھا (الحج:۷۸) کیا اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے کے بعد کوئی اور فرقہ وارانہ نام رکھا جا سکتا ہے؟ تو کیا یہ شریعت سازی نہیں؟

الجواب:

اللہ تعالیٰ نے ۱۳۹۵ھ میں کراچی میں مسعود کے بنائے ہوئے بدعتی فرقے کا نام کہیں مسلمین بمعنی غیر مقلدین نہیں رکھا، جیسا کہ قادیانیوں کے شہر ربوہ کا نام اللہ تعالیٰ نے ہرگز نہیں رکھا، اگرچہ قرآن میں دو جگہ ربوہ کا لفظ موجود ہے مگر قادیانیوں کے ربوہ کے لفظ کے ساتھ قرآنی الفاظ کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح فرقہ مسعودی جو قادیانیوں کے ربوہ کے بھی بعد بنا اس کا تعلق قرآن وحدیث میں مذکور لفظ مسلمین سے کیسے ہو سکتا ہے؟

مسلم نام کے بعد کسی دوسرے امتیاز کے لیے نام رکھنے سے قرآن وحدیث میں کہیں منع نہیں کیا گیا۔ اس کو اپنی طرف سے منع کرنا یقینا شریعت سازی ہے۔ جس طرح یہود کے احبار ورھبان اپنی طرف سے حرام وحلال کرتے تھے اسی طرح بانی فتنہ نے محض اپنی طرف سے اس کو ناجائز کہا ہے، جو شریعت سازی ہے۔ قرآن پاک میں آل یعقوب علیہ السلام کو مسلم کے ساتھ اہل کتاب یہود ونصاریٰ کہا گیا ہے یہ مسلم کے ساتھ ہی نام ہیں یا نہیں؟

ہاں قرآن پاک میں ہے کہ فرعون اپنے آپ کو انا من المسلمین کہا تھا۔ اس کہنے کے بعد اس نے واقعتا اپنا کوئی نام نہیں رکھا تو مسعود صاحب کا پیش رو یقینا وہی ہے۔ کیا مسعود

صاحب قرآن و حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں کہ فرعون نے آخری وقت میں انا من المسلمین کہنے کے بعد اپنا کوئی اور دینی نام بھی رکھا ہو؟ جناب! بہر حال آپ اکیلے نہیں، آپ کا اتنا بڑا ساتھی اور بھی ہے اور منافقین کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم کہو اپنے آپ کو مسلمین کیوں کہ تمہارے دلوں میں ایمان ہی نہیں ۔

دیکھیے یہ آپ کے پیش رو مسلمین ہیں جن کا دل ایمان سے خالی تھا اور آپ کے اور آپ جیسوں کے بارے میں بھی رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشك أن یأتی علی الناس زمان لا یبقی من الإسلام إلا اسمه ولا یبقی من القرآن إلا رسمه مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدی علماؤهم شر من تحت أدیم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفیهم تعود

(مشکوٰۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا زمانہ آئے گا کہ نام مسلمین کے اور اسلام کی کوئی چیز ان میں نہیں ہو گی۔ ان مسلمین کی مساجد بہت آباد نظر آئیں گی مگر ہدایت سے خالی و برباد ہوں گی (آپ کی مسجد دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ کا پورا مصداق سامنے آگیا) ان مسلمین کے علماء خدا کے آسمان کے نیچے سب سے بڑے شرارتی ہوں گے ان سے فتنوں کے سوا کچھ نہیں نکلے گا، ان کا اوڑھنا بچھونا وہ فتنے ہی ہوں گے۔

مسعود صاحب! جس نے مسلمین کے مولوی دیکھے ہیں ان کو اس حدیث کے مضمون میں ذرہ بھر بھی شک نہیں ہو سکتا۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ کیا آپ کے نزدیک وہ تمام فقہاء اور محدثین اور سلاطین اسلام جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ

اور طبقات حنابلہ میں ہے، وہ سب غیر مسلم ہیں؟ بخاری شریف میں بعض تابعین کے عثمانی اور علوی کہلانے کا ذکر ہے، وہ بھی سب غیر مسلم ہیں؟

وسوسہ نمبر٦:

ایک نبی کی امت ہونے کی حیثیت سے کیا ساری امت کا نام حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، دیوبندی، سنی وغیرہ ہو سکتا ہے؟

الجواب:

ایک خدا کے ایک قرآن کی جس طرح سات قراتیں ہیں، ان میں سے ہر قرات مکمل قرآن ہے اسی طرح مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب پر عمل کرنا پوری سنت پر عمل کرنا ہے۔ جس طرح ساتوں قراتیں قرآن ہی کہلاتی ہیں اسی طرح سارے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ البتہ ١٣٩٥ھ کا مسعودی فرقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر مسعود احمد کو امام مفترض الطاعۃ مانتا ہے وہ یقیناً امت سے خارج ہے۔

وسوسہ نمبر٧:

کیا مذاہب خمسہ یعنی اہل حدیث، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیے گئے تھے؟

الجواب:

جب آپ نے خود مانا کہ ائمہ اربعہ کے مسائل قرآن و حدیث کی روشنی میں حل ہوئے اور وہ سنت اور حق ہیں تو یہ منزل من اللہ کی ہی تشریح ہوئی۔ اہل حدیث تو لا مذہب ہیں۔

وسوسہ نمبر٨:

کیا مذاہب خمسہ کا مجموعہ اسلام ہے؟ یا ہر مذہب علیحدہ علیحدہ مکمل دین اسلام ہے؟

الجواب:

مذاہب اربعہ کی مثال قرآن کی سات قراتوں کی ہے، ہر قرات مکمل قرآن ہے، اسی طرح ہر مذہب مکمل مکمل سنت ہے، آپ کے یہ سارے وساوس قرآن، سنت پر مبنی نہیں بلکہ شیعہ سے چوری کیے ہوئے ہیں۔

وسوسہ نمبر۹:

اگر مذاہب خمسہ کا مجموعہ اسلام ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم "ادخلوا فی السلم کافۃ" دین اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ

(البقرہ:۲۰۸)

کے تحت ان مذاہب کے پیروکار اپنے مذاہب کے علاوہ باقی مذاہب پر عمل کیوں نہیں کرتے، صرف ایک حصہ پر عمل کیوں ہو رہا ہے؟

الجواب:

آپ کا یہ وسوسہ بھی کتاب و سنت پر مبنی اور منزل من اللہ نہیں۔ ہاں شیعوں سے چوری کیا ہوا ہے۔ جس طرح تمام سات قراتوں کا ہر شخص کو پڑھنا ضروری نہیں صرف ایک قرات پر تلاوت کرنے سے پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے، آپ جیسا جاہل کہے گا کہ ساتواں حصہ قرآن پڑھا گیا اور چھ (٦) حصے ضائع ہو گئے۔

جاہل میاں صاحب! منزل محمدی میں داخلے کے چار راستے ہیں جب ایک راستے سے داخل ہونے کا مقصد پورا ہو گیا تو یہ کہنا کہ جب چاروں راستوں پر مکمل طور پر نہ چلے وہ پورا منزل میں داخل نہیں ہو گا۔ یہ کوئی عقل مند تو نہیں کہہ سکتا۔ جس فرقے کا امیر اتنا عقل مند ہو تو اس فرقہ کے غریبوں کا کیا حال ہو گا۔

وسوسہ نمبر ۱۰:

اگر ان مذاہب خمسہ میں سے ہر ایک مکمل دین اسلام ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ اسلام نازل ہوئے تھے یا ایک؟

الجواب:

دیکھیے اس وسوسے کا بھی قرآن و حدیث سے کوئی تعلق نہیں، شیعہ سے چوری کیا ہوا ہے۔ فرمایئے جب ہر قرات مکمل قرآن ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سات قرآن نازل ہوئے تھے یا ایک؟ آپ نے خود چار مذاہب کو حق مانا ہے تو حق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

وسوسہ نمبر ۱۱:

آج ایک غیر مسلم دین اسلام قبول کرنے کے بعد مذاہب خمسہ میں سے کون سا مذہب قبول کرے گا؟ اور کس فرقے میں شامل ہو تا کہ ادخلوا فی السلم کافۃ کے تحت سچا مسلمان بن سکے؟

الجواب:

یہ وسوسہ بھی کتاب و سنت پر مبنی نہیں، پادری فانڈر اور سوامی دیانند سے چوری کیا ہوا ہے۔ آپ کو ایک شخص کی فکر ہے اس ملک میں لاکھوں کافر مسلم بنے انہوں نے سات قراتوں میں سے صرف قاری عاصم کوفی کی قرأت کو قبول کیا کیوں کہ اس ملک میں وہی تلاوتاً متواتر تھی اور مذاہب اربعہ میں سے صرف مذہب حنفی کو قبول کیا کیوں کہ صرف وہی عملاً متواتر تھا اور پوری دنیا کے مسلمانوں نے ان کو پکا اور سچا مسلمان سمجھا آپ بھی پکا اور سچا مسلمان بننا چاہتے ہیں تو انہی کی طرح سنی حنفی بن جایئے۔

وسوسہ نمبر ۱۲:

جو آدمی ان مذاہب خمسہ کو تسلیم نہیں کرتا یا ان میں سے کسی ایک کو تسلیم نہیں کرتا کیا وہ کافر ہے؟ یا اس کے دین اسلام میں کوئی نقص رہ جائے گا؟

الجواب:

یہ وسوسہ بھی کتاب و سنت پر مبنی نہیں، شیعہ سے چوری کیا ہوا ہے۔ امام طحطاوی فرماتے ہیں جو مذاہب اربعہ سے خارج ہے وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس ملک میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید واجب ہے اور اس سے نکلنا حرام ہے۔ اس ملک جو امام صاحب کی تقلید سے نکلا اس نے گویا شریعت محمدی کی رسی اپنی گردن سے نکال پھینکی اور بے کار اور مہمل رہ گیا (الانصاف) آپ بھی فرمایئے جو مسعود احمد پر ایمان نہ لائے وہ آپ کے نزدیک کافر ہے یا نہیں؟

وسوسہ نمبر ۱۳:

سنن ابو داود کی ایک صحیح حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے تہتر (۷۳) حصوں میں بٹ جانے کی پیشین گوئی فرمائی اور پھر فرمایا ان تہتر میں سے (۷۲) جہنم میں جائیں گے ایک جنت میں۔ مسعود صاحب فرماتے ہیں ہی الجماعۃ... اس سے کون سا فرقہ مراد ہے؟

الجواب:

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کبھی ابو داود کی حدیث، کبھی بخاری و مسلم کی حدیث، کبھی مستدرک حاکم کی حدیث لکھ رہے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی احادیث کو عجمیوں کی طرف منسوب کر کے بخاری کی حدیث، ابو داود کی حدیث کہتے تھے؟

اگر کہتے تھے تو قرآن وحدیث کے ثبوت پیش کرو اور اگر نہیں کہتے تھے تو آپ نے یہ شریعت سازی کیوں شروع کر دی؟

آپ ابوداود کے ساتھ اگر ترمذی بھی دیکھ لیتے تو نجات پانے والی جماعت میں آپ کو شبہ نہ رہتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماانا علیہ واصحابی میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طریقے کو سنت فرمایا علیکم بسنتی (الحدیث) اور صحابہ کو جماعت فرمایا تو ناجی یہی اہل السنت والجماعت ہوئے۔ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ والے قرآن کو اہل السنت کے سات قاریوں نے مرتب کیا، ان میں سے جو قرأت آپ کے ملک میں تلاوتاً متواتر ہو اس پر تلاوت کرنا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ والا طریقہ ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی شکلوں کو اہل السنت والجماعت کے چار ائمہ نے مدون و مرتب فرمایا۔ ان چاروں میں سے جس کا مذہب جس ملک میں عملاً متواتر ہو گا اس پر عمل کرنا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طریقہ پر عمل ہے۔ ۱۳۹۵ھ میں کراچی کا نومولود بدعتی فرقہ کسی طرح ناجی قرار نہیں پا سکتا۔

وسوسہ نمبر ۱۴:

کیا مندرجہ بالا فرقے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھے؟

الجواب:

۱۳۹۵ھ میں فرقہ اہل حدیث کے بطن سے جنم لینے والی فرقی یقینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اہل السنت تھے (ابن کثیر) اور ان کے مقابلہ میں کچھ منافق تھے۔ پھر تابعین رحمہ اللہ سے آج تک اہل السنت والجماعت کے مقابل اہل بدعت رہے ہیں جن میں سے ایک مسعودی فرقہ بھی ہے۔

وسوسہ نمبر ۱۵:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ بالا فرقوں میں سے کس فرقے کے ساتھ تعلق رکھتے تھے، اگر کسی خاص فرقہ سے تعلق رکھتے تھے تو پھر اس آیت کا منشاء کیا ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ

(الانعام:۱۵۹)

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہو گئے فرقے فرقے (اے رسول) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

الجواب:

جناب کو چونکہ پوری حدیث معلوم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقوں والی حدیث میں اہل السنت والجماعت کو ناجی قرار دیا اور جو فرقے بعض عقائد میں ان سے کٹتے گئے ان کو فرقے قرار دیا، اہل السنت والجماعت کے دین میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح کوئی تفریق نہیں ہے۔ ہاں اجتہادی اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی تھا اور ائمہ مجتہدین رحمہ اللہ میں بھی، اس کا تعلق اس آیت سے ہر گز نہیں۔ بانی فرقہ چونکہ خود سراپا اختلاف ہے اس لیے اختلاف اختلاف کے نعرے لگاتا رہتا ہے۔ اور آئے دن امت میں نئے نئے اختلاف پیدا کرتا رہتا ہے۔ اس کو خود اچھی طرح معلوم ہے کہ اختلاف قرآن قراتوں میں بھی ہے۔ اختلاف احادیث میں بھی ہے۔ اجتہادی اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ہے۔ اصول حدیث میں محدثین کا اختلاف رائے، کسی حدیث کے صحیح ضعیف ہونے میں محدثین کا اختلاف رائے، ان سب اختلافات کو بانی فرقہ برداشت کرتا ہے وہاں آیات تفرق نہیں پڑھتا۔ خود اس نے ۱۳۹۵ھ میں نیا فرقہ بنایا اس وقت سے اسے آیات تفرق یاد نہیں رہی... جس طرح منکرین قرآن کو اختلاف کی کوئی آیت یا حدیث مل جائے وہ ان کو اختلاف قرات پر چسپاں کرتے ہیں۔

منکرین حدیث ان کو اختلاف احادیث پر، منکرین صحابہ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم پر، منکرین اہل بیت، ان کو اہل بیت پر چسپاں کرتے ہیں... یہ سب یحرفون الکلم عن مواضعہ پر عمل کرتے ہوئے ان آیات و احادیث کا بے موقع استعمال کرتے ہیں۔ بانی فرقہ خود مانتا ہے کہ اختلاف دو قسم کا ہے۔ ایک عنادی جو لعنت ہے اور دوسرا اجتہادی۔ چنانچہ اپنی تفسیر قرآن عزیز ص ۱۵۷/ج ۱ پر لکھتا ہے: "اختلاف ایک فطری امر ہے' جو ہو جایا کرتا ہے۔" پھر لکھتا ہے:

"اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہو سکتا ہے اور اس کو گوارہ کیا جا سکتا ہے... ائمہ رحمہم اللہ کا اختلاف اجتہادی تھا اور صرف اعمال میں تھا"

(خلاصہ تلاش حق ص ۶۶)

پھر جیسا کہ گزرا چاروں ائمہ کو برحق بھی مانتا ہے اور پھر شور بھی مچاتا ہے۔

اختلاف کی مثال:

نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا شرائط نماز میں سے ہے۔ ایک شخص شہر میں ہے جہاں سینکڑوں مساجد کے محراب نظر آرہے ہیں جن سے قبلہ کا رخ معلوم ہو رہا ہے۔ ہزاروں نمازی قبلہ رو نماز پڑھتے نظر آرہے ہیں، لاکھوں آدمی قبلہ کا رخ بتانے والے موجود ہیں کہ قبلہ یہاں سے مغرب کی طرف ہے۔ اتنی وضاحت کے بعد کوئی اس شہر میں مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو یہ اختلاف محض ضد اور عناد پر مبنی ہے۔ ایسے ہی اختلاف کی کتاب و سنت میں مذمت ہے لیکن چار آدمی کسی ایسے جنگل میں ہیں جہاں نہ مسجد کا محراب، نہ نمازی، نہ کوئی قبلہ کا رخ بتانے والا، آسمان پر بادل، نہ کوئی ستارہ نظر آئے، نہ کچھ ان کو شرعی حکم، اب یہی ہے کہ تحرّی کریں، سوچ بچار کر کے نماز پڑھ لیں۔ اس سوچ بچار میں ان کا اختلاف ہو گیا' چاروں نے الگ الگ طرفوں کی طرف نماز پڑھ لی، بعد میں پتہ چلا کہ ایک نے مشرق کی طرف پڑھی،

دوسرے نے مغرب کی طرف، تیسرے نے شمال کی طرف، چوتھے نے جنوب کی طرف... الغرض ان چار میں سے صرف ایک نے حقیقتاً قبلہ کی طرف نماز پڑھی باقی تین نے یقینا قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی لیکن اللہ تعالیٰ نے چاروں کی نماز کو قبول فرمالیا، چاروں کی نماز صحیح قرار دی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کی نماز قبول فرمائی مگر مسعود صاحب ان پر تفرق والی آیتیں فٹ کرکے ان پر شرک کے فتوے لگائیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ کو یوں سمجھانے لگیں کہ تیری ہی شریعت کے مطابق قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا حلال ہے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔ ان نمازیوں میں حرام حلال کا اختلاف ہے تو نے کیسے دونوں کی نماز قبول کرلی؟ اللہ تعالیٰ یہی فرمائیں گے ان کے بس میں اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا، میں نے اپنی رحمت سے چارون کی نماز قبول کرلی، تو کون احمق ہے جو میرے اور میرے بندوں کے معاملہ میں دخل دے رہا ہے۔ فَاخْرُجْ مِنهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ

وسوسہ نمبر۱۶:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت المسلمین سے چمٹنے کی تاکید فرمائی

(مستدرك حاكم بخاری)

اور فرقوں سے الگ رہنے کا حکم دیا۔

الجواب:

جماعت المسلمین کے دو ہی مطلب آج تک اہل اسلام نے بیان کیے ہیں۔

1. دینی مسائل میں اجماع
2. سیاسی مسائل میں خلیفۃ المسلمین کی فرماں برداری

الحمد للہ! اہل السنت والجماعت نے ہمیشہ اجماع کو بھی مانا اور خلفائے اسلام اکثر سنی حنفی ہی رہے دولت عباسیہ تقریباً پانچ سو سال تک رہی اس وقت اکثر قاضی اور مفتی حنفی تھے۔ سلجوقی اور خوارزمی تقریباً چار سو سال خلیفہ رہے یہ سب سنی حنفی تھے اس دور میں حرم کعبہ میں چار مصلے قائم ہوئے۔ دولت عثمانیہ ساڑھے چار سو سال تک رہی۔ یہ سب سنی حنفی تھے ان کے زمانہ میں چار مصلوں کے ساتھ چار قاضی بھی مقرر رہے...

حدیث **تلزم جماعت المسلمین وامامھم** جس سے بانی فرقہ لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ اور امام ابوداودرحمہ اللہ تینوں کتاب الفتن میں لائے ہیں اور ابوداود میں اس کے بعد حدیث ہے:

لَوْ أَنَّ رَجُلاً نَتَجَ فَرَسًا لَمْ تُنْتَجْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ (ج۲/ ص۵۸۳)

”یعنی حاملہ گھوڑی بچہ بھی نہیں جنے گی کہ قیامت آجائے گی۔“

کیا مسعود کے زمانہ میں گھوڑیوں نے بچے نہیں جنے؟ افسوس ہے کہ حدیث کے بے موقع محل میں مسعود نے یہود کو بھی مات کر دیا... امام مسلم رحمہ اللہ نے حدیث میں یہ تفصیل بتائی ہے کہ

يَكُوْنُ بَعْدِی أَئِمَّةٌ لاَ يَهْتَدُوْنَ بِهُدَایَ وَلاَ يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِی وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ فِی جُثْمَانِ إِنْسٍ (ص۱۲۷/ ج۲)

یعنی ایسے امام اور امیر ہوں گے جو اہل السنت نہیں ہوں گے ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے جسم انسانوں جیسے اور دل شیطانوں جیسے ہوں گے۔

مسعود صاحب سمجھے کہ جماعت المسلمین اہل السنت والجماعت ہیں اور اہل السنت کی مخالفت میں جماعت الشیاطین وجود میں آئے گی۔ آپ نے بھی دیکھنی ہو تو کوثر نیازی کالونی نارتھ ناظم آباد کراچی میں دیکھ سکتے ہیں۔

وسوسہ نمبر ۱۷:

کون سا فرقہ جماعت المسلمین ہے جس سے چمٹا جائے؟

الجواب:

وہ جماعت اہل السنت والجماعت ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دن سے ناجی قرار دیا۔ ۱۳۹۵ھ کا بدعتی فرقہ ہرگز ہرگز مراد نہیں بلکہ اس فرقہ کا امیر اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا منکر ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر ان کا امام نہ ہو تو سب فرقوں سے الگ ہو جا اور درخت کی جڑیں چباتے چباتے مر جا۔ ۱۳۹۵ھ سے پہلے مسعود صاحب کے خیال میں نہ جماعت المسلمین تھی، نہ ان کا کہیں دفتر، نہ لٹریچر اور نہ امیر۔ اب حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق اس کا فرض تھا کہ وہ کہیں درختوں کی جڑیں چباتے چباتے مر جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں نہیں فرمایا تھا کہ ایک جعلی جماعت المسلمین بنالینا، اس لیے یہ منکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ کہ امیر المسلمین، بلکہ مسلم شریف کی بعد والی حدیث تو یہ ہے کہ

مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ (ص۱۲۸/ ج۲)

اگر کوئی شخص آئے کہ تم سب ایک آدمی پر جمع تھے (جیسے یہاں سب امام اعظم رحمہ اللہ کی تقلید پر جمع ہیں) اور وہ تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈالنے کا ارادہ کرے تو اس کو قتل کر دو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تو یہ ہے اور مسعود کہتا ہے کہ میری اطاعت کو فرض جانو...

وسوسہ نمبر ۱۸:

جو لوگ جماعت المسلمین کے ساتھ وابستہ نہیں ہوں گے کیا وہ مستدرک حاکم کی مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں مومن ہوں گے؟

الجواب:

جماعت المسلمین تو اہل السنت والجماعت ہیں جو ان کے ساتھ وابستہ نہیں ہو گا وہ واقعی بدعتی اور دوزخی ہے۔ جماعت المسلمین سے مراد یہ بدعتی فرقہ نہیں جس کا امیر ۱۳۹۵ھ میں سب فرقوں سے الگ ہو کر درختوں کی جڑیں چبانے کی بجائے ایک جعلی جماعت المسلمین بنا لی اور اہل اسلام میں ایک نئے فتنے کی بنیاد رکھ دی، اس کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جسم انسان کا اور دل شیطان کا ہو گا۔

وسوسہ نمبر ۱۹:

جو لوگ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث کے موافق تمام فرقوں سے علیحدہ نہیں ہوئے کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان نہیں ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔

الجواب:

اہل السنت والجماعت پہلے دن سے ہی فرقوں سے الگ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سے وابستہ ہیں۔ بخاری، مسلم، ابو داود کی حدیث اہل السنت کے نزدیک موجودہ زمانہ سے متعلق ہی نہیں بالکل قرب قیامت سے متعلق ہے، البتہ مسعود احمد کے نزدیک اس زمانہ سے متعلق ہے، لیکن اس نے حدیث کی نافرمانی کر کے اپنے اور اپنے فرقہ پر جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام کر لی کیوں کہ اسے فرقوں سے الگ ہو کر درختوں کی جڑیں چبانے کا حکم تھا نہ کہ از خود نئی جعلی جماعت المسلمین بنانے کا، ہاں توبہ کا دروازہ اب بھی کھلا ہے، اگر وہ اپنے بدعتی فرقے کو توڑ کر اور سب بدعتی فرقوں سے الگ ہو کر ناجی جماعت المسلمین اہل السنت والجماعت میں شامل ہو جائے تو ممکن ہے اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں۔

باب سوم

فرقہ جماعت المسلمین کے سوالات کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوالات از فتح جنگ ضلع اٹک

(منجانب مسعودی فرقہ نام نہاد جماعت المسلمین)

لکھا ہے: ”احباب سے گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات قرآن مجید اور صحیح احادیث سے دے کر دل کی تسلی فرمائیں۔

1. دین میں نیا کام نکالنا کیسا ہے؟
2. کیا ایک درہم سے کم نجاست غلیظہ معاف ہے؟
3. کیا گردن کا مسح پشت کف سے کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟
4. کیا رفع یدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ فرمادیا تھا؟
5. کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے نماز کی نیت کرتے تھے؟
6. مرد وعورت کی نماز میں فرق؟
7. کیا ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے؟
8. امام اعظم سے قبل کے مسلمان کس کی تقلید کرتے تھے؟“

ان سوالات کے جواب دینے سے قبل ہم اہل السنت والجماعت کے اصول کی وضاحت کرتے ہیں۔

وضاحت:

کتاب وسنت اور تعامل خیر القرون سے ثابت ہے کہ دلائل شرعیہ چار ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت اور قیاس شرعی۔ اس لیے سوال یوں کرنا چاہیے کہ دلیل شرعی سے جواب دینے والا خواہ قرآن پاک سے جواب دے یا حدیث پاک سے

یا اجماع امت سے یا قیاس شرعی سے وہ جواب شرعی جواب ہی سمجھا جائے گا۔ مسعودی فرقہ کا بانی مسعود احمد اصول فقہ سے بالکل جاہل ہے، اگر اس نے اصول فقہ کی پہلی کتاب اصول الشاشی بھی پڑھی ہوتی تو وہ جانتا کہ اصول فقہ چار ہیں۔

سوال کرنے کا یہ طریقہ کہ فلاں مسئلہ کا جواب صرف قرآن سے دو یا صرف حدیث سے دو، اس کا حکم نہ قرآن مجید میں ہے، نہ صحیح احادیث میں، نہ خیر القرون میں۔ تمام مسائل کے لیے سوال کا یہ طریقہ کسی نے اختیار نہیں کیا۔ یہ طریقہ خالص دور برطانیہ کی بدعت ہے۔ یہ سوال کرنے والا اجماع امت کا منکر ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو گا اور اجماع سے الگ ہونے والا دوزخی ہے۔

(ترمذی ص۳۱۵)

یہ حدیث مسعودی فرقہ اور سائل دوزخی ہونے کی دلیل ہے، یہ سوال کرنے والا فقہ اور قیاس شرعی کا بھی منکر ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **فاعتبروا یا اولی الابصار**

علامہ سیوطی، علامہ عینی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **الاعتبار ھو القیاس**

(حاشیہ بخاری ۲ ص۱۰۸۶)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور صواب پہنچے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر خطا ہو جائے تو ایک اجر۔

(بخاری ص۱۰۹۲ ج۲۔ مسلم ص۷۶ ج۲)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔

(مشکوٰۃ)

اسی لیے شیطان کو فقہ اور فقہاء سے بڑی چڑ ہے۔ خدا بچائے مسعودی فرقہ کا امام اگر اس طرح شرط لگا کر سوال کرنے کو کمال سمجھتا ہے تو اس کا بڑا بھائی منکر حدیث اس سے سوال کرتا ہے کہ تم نے "صلوٰۃ المسلمین" نامی کتاب میں جتنے مسائل لکھے ہیں وہ سارے مسائل

صرف قرآن پاک کی صریح آیات سے ثابت کر دو، مسعودی فرقہ کا بانی اپنے بڑے بھائی کے سوال سے ایسا بھاگا ہے کہ آج تک اس کو منہ نہیں دکھایا۔ اب بھی سارے مسعودی فرقہ کو اس بڑے بھائی کی للکار ہے کہ مسعود کو کہو، نامسعود نہ بنے اور صلوٰۃ المسلمین کے ہر ہر مسئلہ پر ایک ایک صریح آیت پیش کر دے لیکن اس کا بڑا بھائی بار بار یہ شعر گنگنا رہا ہے کہ:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

قیامت ہے کہ منکرین حدیث سے شکست کھا کر بھاگنے والا بھگوڑا اہل السنت و الجماعت کا منہ چڑاتا ہے۔

قیام حشر کیوں نہ کہ اک کلچڑی گنجی
کرے ہے حضور بلبل بستان نوا سنجی

سائل نے لکھا ہے کہ "صحیح احادیث" سے جواب دیں۔ سائل کے نزدیک صحیح اور ضعیف ہونا بھی قرآن و حدیث سے دیکھا جائے گا کہ جس حدیث کو نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح فرمائیں وہ صحیح ہے اور جس کو ضعیف فرمائیں وہ ضعیف ہے تو اس معیار پر ذرا اپنی مایہ ناز کتاب "صلوٰۃ المسلمین" کی ہر ہر حدیث کا صحیح ہونا نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کر دیں لیکن مسعودی فرقہ والے کسی ایک حدیث کے بارے میں یہ صراحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں دکھا سکتے، اگر سائل کا خیال ہے کہ جس حدیث کو مسعود صحیح کہے وہ صحیح اور جس کو مسعود ضعیف کہے وہ ضعیف ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ مسعود بے چارہ اتنی اہلیت نہیں رکھتا، وہ ایک طرف دعویٰ کرتا ہے کہ جس طرح حنفی شافعی فرقہ ہیں اسی طرح اہل حدیث بھی ایک فرقہ ہے اور وہ سب فرقوں کو گمراہ کہتا ہے لیکن ڈوب مرنے کی بات ہے کہ انہیں فرقوں سے بھیک مانگ کر کتاب لکھتا ہے۔

اس کی کتاب "صلوٰۃ المسلمین"، غیر مقلدوں کی کتابوں مرعاۃ المفاتیح رحمانی اور صلوٰۃ النبی البانی، وغیرہ سے مسروق ہے وہ تو ابن حجر شافعی کی جوتیاں سر پر اٹھائے ہوئے ہے اور نووی شافعی کی قے چاٹنے والا ہے اسے صحیح ضعیف کی کیا تمیز۔ وہ تو ایک مطلب پرست آدمی ہے اپنی کتاب صلوٰۃ المسلمین ص ۲۷۲ پر ایک حدیث کے بارہ میں لکھتا ہے محمد بن اسحاق کی وجہ سے ضعیف ہے اور ص ۳۰۶ پر جو حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ سے لکھتا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے تو نماز نہیں ہوتی اس کی سند ترمذی اور ابوداود میں دیکھ لیں وہی محمد بن اسحاق ہے اور وہی ہے اب یہ حدیث کیسے صحیح ہوگی۔

جب کسی حدیث کا صحیح یا ضعیف ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منصوص نہیں اس میں امتیوں کے اجتہاد پر ہی دار و مدار ہے اور اجتہاد کو سائل مانتا نہیں۔ پھر جب امتیوں سے ہی پتہ چلتا ہے تو پھر جس حدیث پر خیر القرون کے مجتہد امام اعظم اور ہزاروں فقہاء اور محدثین کا عمل ہو، اس کے صحیح غیر منسوخ ہونے میں کیا شبہ ہے۔ اب امام صاحب رحمہ اللہ کے صدیوں بعد کوئی محدث جو نہ اجتہاد رکھتا ہو نہ درجہ فقاہت اپنے مذہب کی رعایت یا تعصب کی رو سے یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے کسی امام کے زمانہ کے بعد راوی کی وجہ سے اس کو ضعیف کہے تو اس حدیث پر خیر القرون کے مجتہد اعظم اور ہزاروں فقہا، اولیاء اور محدثین کے مقابلہ میں اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

اگر کہو کہ محدثین نے اصول بنائے ہیں تو سوال یہ ہے کہ محدثین امتی ہیں نبی نہیں اگر ان اصولوں میں ان کی تقلید واجب ہے تو پھر مجتہدین کی تقلید کیوں حرام ہے۔ کیا سائل یا اس کا امام نامسعود ایک آیت قرآنی یا ایک ہی صحیح حدیث پیش کر سکتا ہے کہ امتیوں میں سے محدثین کی تقلید واجب ہے اور مجتہدین کی شرک اور حرام، اگر ایسا نہ کر سکو اور قیامت تک نہ کر سکو گے تو تم نے اپنی نفسانی خواہشوں کو کیوں خدا بنا رکھا ہے، تمہارا پیشوا محدثین کی اس بات کو

تو وحی آسمانی سمجھتا ہے جو اس کی نفسانی خواہش کے موافق ہو اور محدثین کی ہی ان باتوں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتا ہے جو اس کی نفسانی خواہش کے خلاف ہو۔

2. مسعودی فرقہ کا دعویٰ ہے ہر ہر مسئلہ صرف قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہے، اس پر ہمارے علماء نے انہیں چیلنج دیا کہ نماز توحید و رسالت کے بعد سب سے اہم رکن ہے اس پر تمہارے امام نے اِدھر اُدھر فرقوں میں بھیک مانگ کر پونے پانچ سو صفحے کی کتاب بھی لکھی ہے اور اس کتاب پر اسے بڑا ناز بھی ہے مگر پھر بھی نماز کے مکمل مسائل وہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکا اور نہ کر سکتا ہے۔ یہ چیلنج کیا تھا کراچی، لاڑکانہ، شہداد کوٹ اور کئی دوسرے شہروں میں، مسعودی فرقہ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔

مسعود تو ان مقامات سے مناظرہ کے وقت ایسا غائب ہوا جیسے گدھے کے سر سے سینگھ، دنیا انگشت بدنداں تھی کہ رات دن قرآن حدیث کا نام لینے والے اپنی نماز ثابت کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ شور سے آسمان سر پر اٹھاتے مگر نماز ثابت نہ کر سکے۔ اب بھی اگر مسعودی فرقہ میں دم خم ہے تو وہ اپنے موجودہ پیشوا کو تیار کرے وہ نماز کے مکمل مسائل قرآن و حدیث سے ثابت کرے اور مسعود احمد کی کتاب صلوٰۃ المسلمین میں جو خیانتیں اور جھوٹ ہیں ان کا جواب دے ورنہ میدان حشر میں محاسبہ کے لیے تیار رہے۔

قریب ہے روز محشر، چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

اب شرم اتارنے کے لیے یہ سوال نامہ پھیلایا جا رہا ہے تا کہ عوام کو پریشان کیا جا سکے۔ ہم ان سوالات کے جوابات ادلہ اربعہ سے عرض کرتے ہیں۔

سوال نمبر ا:

دین میں نیا کام نکالنا کیسا ہے؟

الجواب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ (متفق علیہ)

جس نے دین میں ایسا نیا کام نکالا جو دین میں سے نہیں وہ مردود ہے۔ دین میں نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نہ قرآن سے ثابت ہو اور نہ سنت سے نہ اجماع امت سے نہ قیاس شرعی سے، جو بات ان چاروں دلیلوں میں سے کسی دلیل سے ثابت ہو وہ دین کی بات ہے اگر چاروں دلیلوں میں سے کسی سے بھی ثابت نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ ان مردود بدعات میں سے ایک یہ مسعودی فرقی بھی تھی جس کا وجود آج سے چند سال پہلے نہ تھا۔ مسعود احمد نامی غیر مقلد پہلے اپنے آپ کو اہل حدیث لکھتا رہا پھر کسی حدیث میں لفظ جماعت المسلمین نظر پڑا تو اس نے اپنے فرقہ کا یہ نام رکھ لیا۔

یہ بالکل ایسا ہی فریب ہے جیسے مرزا قادیانی کو قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کا نام نظر آیا تو کہنے لگا یہ میرا ذکر ہے میں آدم ہوں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام نظر پڑا تو کہنے لگا میں ابراہیم ہوں، حضرت یوسف علیہ السلام کا نام نظر پڑا تو کہنے لگا کہ میں یوسف ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نام دیکھا تو کہا یہ بھی میرا نام ہے، حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نظر آیا تو معاذ اللہ محمد رسول اللہ بن بیٹھا، حضرت مریم h کا نام دیکھا تو مریم بن بیٹھا حالانکہ ان پاک ناموں سے اس کو کیا نسبت تھی۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

قادیانیوں نے قرآن پاک میں لفظ ربوہ دیکھا تو فوراً ایک شہر بنا کر نام ربوہ رکھ دیا، بھلا اس ربوہ کو اس ربوہ سے کیا نسبت؟ جیسے جہنم کو جنت سے کوئی نسبت نہیں اسی طرح مسعود نے جماعت المسلمین کا لفظ دیکھا تو جھٹ ایک فرقہ بنا کر اس کا نام جماعت المسلمین رکھ دیا اور فخر

شروع کر دیا کہ ہمارا نام حدیث میں آیا ہے جیسے قادیانی کہتا ہے ہمارے شہر کا نام قرآن میں ہے، یہ ایسا ہی فریب ہے جیسے اس حدیث کو پڑھ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خدا کو سب ناموں سے پیارا نام عبد اللہ ہے، اب رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی اور رئیس المفسدین عبد اللہ بن سبا یہ حدیث سنا سنا کر فخر کریں کہ ہم دونوں عبد اللہ خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں، قادیانیوں کو قرآنی لفظ ربوہ کے غلط استعمال اور مسعودیوں کو جماعت المسلمین کے غلط استعمال پر فخر نہیں کرنا چاہیے بلکہ شرم کرنا چاہیے آپ اس پر خوش نہ ہوں کہ ہم ہی ایسا فریب کر پائے ہیں آپ سے پہلے بھی ایسے فریبی ہو گزرے ہیں جو قرآن حدیث کا اس طرح غلط استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ ایک نعیم نامی شخص نے دعویٰ نبوت کر دیا اور بڑے زور شور سے کہنے لگا کہ مسلمانو! مجھ پر ایمان لے آؤ ورنہ قیامت کو سخت باز پرس ہو گی، مسلمانوں نے پوچھا تم ہو کون؟ پتہ تو چلے اس نے جھٹ آیت پڑھ دی

{ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ}

ایک دوسرا امین نامی شخص کھڑا ہوا اور رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا کسی نے پوچھا جی حضرت آپ کون؟ کہاں سے آٹپکے؟ اس نے فوراً کہا کیا قرآن میں نہیں {إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ} بالکل اسی طرح اس بدعتی نے اپنے مسعودی فرقہ کا نام جماعت المسلمین رکھ دیا اور اس کی مثال کو پورا کر دکھایا۔ برعکس نہند نام زنگی کافور

اس بدعتی فرقہ کی عمر تو قادیانیوں کے ربوہ سے بھی چھوٹی ہے، بہر حال دین میں نیا کام نکالنا عند الرسول مردود ہے اور ان میں سے ہی ایک یہ فرقہ مسعودی بھی ہے۔

سوال نمبر ۲:

کیا ایک درہم سے کم نجاست غلیظہ اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کو دھوئے بغیر نماز ہو جائے گی؟

الجواب:

نجاست غلیظہ اگر ایک درہم سے کم لگی ہو بدن یا کپڑے پر تو نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

(طحطاوی شرح مراقی الفلاح ص۹۰)

اس مسئلہ میں حنفیہ کے خلاف لامذہب پروپیگنڈہ کرتے ہیں اس لیے یہاں دونوں مذاہب بیان کیے جائیں گے تاکہ بضدھا تتبین الاشیاء کے موافق بات صاف ہو جائے۔

دم مسفوح بہتا ہوا رگوں کا خون، غیر مقلدین کے مذہب میں سوائے حیض کے خون کے باقی ہر انسان حیوان کا خون پاک ہے۔

(بدور الاھلہ ص۲۱ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد)

اس لیے احناف کے ہاں انسان یا کتے یا خنزیر کا خون ایک درہم سے زائد لگا ہو تو نماز نہیں ہو گی ایک درہم ہو تو نماز جائز مگر مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو گی اور ایک درہم سے کم ہو تو بھی نماز جائز مگر مکروہ تنزیہی ہو گی اور لامذہبوں کے نزدیک پورا چھ فٹ جسم بھی خون، قے، شراب (الخمر الحقیقی) منی، گوبر، بچوں کے پیشاب سے بھرا ہوا ہو پھر بھی پاک ہے اور نماز بلا کراہت جائز تو ان کا فرض ہے اس چھ فٹ کا ثبوت پہلے دیں پھر ایک درہم سے کم کا سوال کریں۔ رہا انسان کا پیشاب پاخانہ تو اس سے بھی پاک ہونا ان کے ہاں شرط نہیں۔

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں: ”پس مصلّٰی بانجاست بدن آثم آست و نمازش باطل نیست“ نمازی کا جسم نجاست والا ہو تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن وہ گناہ گار ہو گا۔

(بدور الاھلہ ص۳۹)

اور نواب میر نور الحسن صاحب لکھتے ہیں:

ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد جس نے ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھی تو نماز اس کی صحیح ہے۔

(عرف الجادی ص۲۲)

اگر مسعودی فرقہ والا کہے کہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں یہ تو غیر مقلدوں کا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ ہم بھی ائمہ کی تقلید سے خارج ہیں۔ نیز جس طرح حنفیہ کے درہم والے مسئلہ پر تمہارے امام نے اعتراض کیا ہے غیر مقلدوں کے اس مسئلے پر اعتراض نہیں کیا تو گویا اس کو مسلّم ہے ورنہ وجہ فرق بتاؤ کہ کسی حدیث میں آیا ہے کہ احناف پر تو ایک درہم کا بھی اعتراض کرو لیکن غیر مقلدوں کا پورا جسم بھی نجس ہو تو اسے معاف کر دو۔ ہاں احناف کے مسلک پر اعتراض کرنا محض ان کے مسئلہ کی حقیقت سے جہالت پر مبنی ہے۔

حدیث اول:

عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا ذهب أحدكم إلى الغائط فليطيب بثلاثة أحجار تجزي عنه، رواه أبوداؤد والنسائي وأحمد والدار قطني وقال صحيح حسن۔

(نیل الاوطار ص۸۸ ج۱)

حدیث دوم:

عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا تغوط أحدكم فليتمسح بثلاثة أحجار فإن ذٰلك كافية رواه الطبراني۔

(نصب الرایہ ص۲۱۵ ج۱)

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اگر پاخانہ کے بعد صرف تین ڈھیلوں سے پاخانہ کے مقام کو پونچھ لیا جائے تو یہ جائز اور کافی ہے۔ اور علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمہور سلف اور اہل فتویٰ کا اجماع ہے کہ ڈھیلوں کے استعمال کے بعد پانی سے استنجا کرنا صرف افضل ہے۔ (ضروری نہیں)

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۷۲۰ ج۱)

اور ظاہر اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ڈھیلوں سے وہ مقام پاک نہیں ہوتا بلکہ نجاست اتنے مقام پر خشک ہو جاتی ہے ان دونوں احادیث اور امت کے اجماع سے کہ پانی سے استنجا صرف افضل ہے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ قلیل نجاست معاف ہے دوسرے یہ کہ قلیل اور کثیر میں حد فاضل وہ مقام ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے انہوں نے امام حماد سے انہوں نے امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اگر خون یا پیشاب وغیرہ ایک درہم کی مقدار میں لگ جائے تو نماز دوبارہ پڑھو اور اگر درہم سے کم ہو تو نماز جاری رہنے دو۔

(کتاب الآثار ص۲۸)

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اصل بات تو یہی ہے کہ جتنا مقام استنجا کا ہے اتنا صاف ہے لیکن لوگ (صحابہ و تابعین) بار بار اس مقام کا نام لینا پسند نہیں کرتے تھے اس کی وضاحت درہم سے کر دیتے تھے۔

(بدائع الصنائع ص۸۰ ج۱)

اس سے معلوم ہوا کہ نفس مسئلہ میں تو اتفاق ہے صرف قدر درہم کی تعبیر مسعودی فرقہ کو پسند نہیں، یاد رہے یہ تعبیر بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اپنی ایجاد نہیں بلکہ انہوں نے جلیل القدر تابعی امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تعبیر عام رائج ہے لیکن پھر بھی ہمیں ضد نہیں اگر مسعودی فرقہ درہم کا نام نہیں لینا چاہتا تو ہم ان کو مجبور نہیں کرتے وہ درہم کی بجائے موضع استنجا کا نام لے دیا کریں۔

نوٹ:

امام زہری نے بطریق ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **تعاد الصلوٰۃ من قدر الدرھم من الدم**

”یعنی ایک درہم کی مقدار خون لگا ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھا جائے گا۔“

اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کپڑے میں ایک درہم کے برابر خون لگا ہوا ہو تو کپڑے کو دھویا جائے اور نماز دوبارہ پڑھی جائے۔

(سنن الدار قطنی ص۱۵۴ ج۱)

یہ حدیث امام زہری رحمہ اللہ سے دو سندوں سے مروی ہے۔

1. روح بن غطیف عن الزہری
2. نوح بن ابی مریم عن یزید الہاشمی عن الزہری (موضوعات ابن جوزی)

اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوع قرار دیا ہے اور دلیل یہ بیان کی ہے کہ اس کا راوی نوح کذاب ہے اسی کو محمد طاہر پٹنی نے تذکرۃ الموضوعات ص۳۳ پر درج کیا ہے اس کو موضوع کہنے کے لیے زیادہ زور ابن حبان نے دیا ہے۔

دلیل یہ دی ہے کہ اس کا راوی روح بن غطیف جھوٹی حدیثیں بناتا تھا، یہ اس کا دعویٰ ہے دلیل یہ ہے کہ اس نے یہ درہم والی جھوٹی حدیث بنائی ہے جب یہ پوچھا گیا کہ اس کے جھوٹے ہونے کی کیا دلیل ہے تو فرماتے ہیں کہ روح بن غطیف کے دو شاگرد ہیں ایک قاسم بن مالک الحزنی ہے دوسرا نصر بن حماد ہے، پہلے کی روایت کے یہ الفاظ ہیں **تعاد الصلوٰۃ من قدر الدرھم من الدم** دوسرے کے الفاظ یہ ہیں **لا تعاد المریض الا بعد ثلاث**

(میران الاعتدال ص۶۰ ج۲)

بتایئے اس دلیل میں کچھ بھی وزن ہے کیا ایک سند سے دو حدیثیں روایت نہیں کی جا سکتیں، بالفرض ایک ہی اگر حدیث ہوتی تو بھی قاسم بن مالک کی روایت قابل قبول ہوتی کہ وہ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کا راوی اور حسن الحدیث ہے۔

(میران الاعتدال ص۳۷۸ ج۲)

اور اسی سند کا شاہد بھی نوح بن ابی مریم سے موجود ہے اور نصر بن حماد صرف ابن ماجہ کا راوی ہے اور ضعیف ہے۔

(میزان الاعتدال ص۲۵۰ ج۴)

دوسری سند کا راوی نوح الجامع امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا خصوصی شاگرد ہے، یہ آپ کی فقہ کے جامع ہیں یہ امام صاحب کے زمانہ میں ہی قاضی ہو گئے تھے امام صاحب ان کو ہدایات دیتے رہے تھے۔ (کتاب الوصیۃ) جس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو ان پر اعتماد تھا ان کے اعتماد کے بعد بعض متعصب لوگوں کی جرح جو محض تعصب پر مبنی ہو کوئی وقعت نہیں رکھتی اور امام صاحب کے علاوہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام شعبہ بن الحجاج بھی ان سے حدیث روایت کرتے تھے حالانکہ شعبہ ثقہ راوی کے علاوہ کسی سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے، اور ابن عدی کہتے ہیں **وھو ممن یکتب حدیثہ**

(تہذیب التہذیب ص۴۸۸ ج۱۰)

اس لیے یہ حدیث موضوع نہیں، دونوں سندیں مل کر اور پھر علماء کے فتویٰ کی تائید سے قابل احتجاج ہونے میں شبہ نہیں بہر حال احناف کا یہ مسئلہ حدیث و اجماع سے ماخوذ ہے۔ فللہ الحمد

سوال نمبر۳:

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گردن کا مسح پشت کف سے کرتے تھے؟

الجواب:

گردن کا مسح کرنا ثابت ہے، احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر۱:

فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من توضأ ومسح بیدیہ علی عنقہ وقی الغل یوم

القیامۃ۔ رواہ ابو الحسین بن فارس باسنادہ وقال معذ الحدیث ان شاء اللہ حدیث صحیح۔

(تلخیص الحبیر ابن حجر ص۳۴ ج۱)

حدیث نمبر۲:

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من توضأ ومسح علی عنقہ وقی الغل یوم القیامۃ۔ رواہ الدیلمی بسند ضعیف

(اتحاف سادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین ص۳۶۵ ج۲)

عملِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حدیث نمبر۳:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کا مسح فرمایا۔

(مجمع الزوائد ص۹۴ ج۱)

حدیث نمبر۴:

طلحہ بن مصرف اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کا مسح کیا۔

(ابوداؤد)

حدیث نمبر۵:

عمرو بن کعب اپنے باپ دادا سے راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کا مسح فرمایا۔ رواہ ابو السکن

(زجاجۃ المصابیح ص۱۰۱ ج۱)

موقوف حدیث:

حدیث نمبر ٦:

حضرت طلحہ بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے سر کے ساتھ گدی کا مسح کیا قیامت کے دن اس کی گردن طوق سے بچائی جائے گی۔ رواہ ابو عبیدۃ

(زجاجۃ المصابیح ص۱۰۱ ج۱)

یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے مگر ایسی بات میں رائے کا کوئی دخل نہیں اس لیے ایسی موقوف حدیث محدثین کے نزدیک مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔ یہ چھ احادیث گردن کے مسح کے بارہ میں ہیں جن میں سے بعض سندیں تو حسن لذاتہ ہیں اور بعض حسن لغیرہ اور محدثین کا اصول ہے کہ فضائل اعمال اور استحباب کے ثبوت کے لیے تو ضعیف حدیث بھی دلیل بن جاتی ہے۔

اب مسعودی فرقہ کو مع ان کے امام چیلنج کرتے ہیں کہ وہ صرف ایک صریح حدیث پیش کر دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کے مسح کو کف پشت سے منع فرمایا ہو اگر وہ حدیث صحیح پیش نہ کر سکے تو حسن درجہ کی حدیث ہی پیش کر دے اور اگر یہ بھی ہمت نہ ہو تو ایک ضعیف حدیث ہی پیش کر دے لیکن ساری مسعودی پارٹی قیامت تک ان چھ کے مقابلہ میں ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکے گی۔

رہا پشت کف کا ذکر تو اس کی احادیث میں صراحت نہیں ہاں ان احادیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

1. آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسح ہاتھوں سے کرتے تھے۔
2. مسح سر کے ساتھ کرتے تھے اب سر کا مسح شروع ہوا تو ہتھیلیاں مستعمل ہیں۔ (یعنی ہاتھ کے نیچے والا حصہ مستعمل ہو گیا۔ تو اس شخص نے پشت کف سے گردن کا مسح کر لیا کیوں

کہ وہ حصہ مستعمل نہیں ہوا تھا۔ اگر مسعودی فرقہ اپنے امام سمیت کسی حدیث سے اس (پشت کف) سے مسح کا منع ہونا ثابت کر دے تو ہم چھوڑ دیں گے۔

سوال نمبر ۴:

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین منسوخ فرما دیا تھا؟

جواب:

مسئلہ رفع الیدین میں مسعودی فرقہ نے بہت غلو سے کام لیا ہے حتی کہ اس فرقہ کے پیشوا نے اس مسئلہ پر اپنی کتاب صلوٰۃ المسلمین میں تقریباً ۷۸ صفحات لکھے ہیں لیکن کتمان حق کا یہ عالم ہے کہ اپنا موضوع تک پورا نہیں لکھا۔

تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ دین اسلام کامل ہے اس لیے مسئلہ کا موضوع وہی کامل ہے جو مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو، اہل السنت والجماعت کے ہاں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین سنت ہے اس کے بعد ساری نماز میں کسی جگہ رفع یدین سنت نہیں؟ اس سے سننے والے کو پوری بات سمجھ آ گئی کہ پہلی تکبیر کے بعد کسی بھی جگہ رکوع جاتے رکوع سے اٹھاتے، سجدوں میں جاتے، سجدوں سے اٹھتے، دوسری، تیسری، چوتھی رکعت کے شروع میں کسی جگہ رفع یدین سنت نہیں، دیکھئے مسئلہ پوچھنے والے کو رفع یدین کے متعلق پوری نماز کا مسئلہ معلوم ہو گیا اس کے برعکس مسعودی فرقہ کا عمل یہ ہے۔

پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین لازمی اور سنت ہے اور سجدوں کو جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا بالکل ممنوع یا منسوخ ہے، یہ ہے ان کا عمل مگر یہ فرقہ اتنا بزدل ہے اور انہیں اپنا موقف اتنا کمزور معلوم ہوتا ہے کہ یہ موضوع لکھنے سے بھی ڈرتے ہیں۔

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں!

نوٹ:

مسعودی فرقہ کے پاس اس مکمل مسئلہ کے لیے ایک بھی صحیح صریح غیر متعارض حدیث موجود نہیں ہے۔

مگر مسعودی فرقہ کا بانی لکھتا ہے کہ اس رفع یدین کے مکمل مسئلہ کو پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

(صلوٰۃ المسلمین ص۴۳۰)

لیکن بقول امام مسعودی فرقہ امام بیہقی کا علم حدیث عراقی سے بہت کم تھا اور امام بخاری نے مجہول کے صیغہ سے بغیر سند کے صرف ۷ اصحابہ کا نام لیا ہے۔

(ص۴۴۶)

گویا امام بخاری رحمہ اللہ کا علم حدیث امام بیہقی سے بھی کم رہا۔

نوٹ: امام بخاری رحمہ اللہ کے جس رسالہ جزء رفع یدین کے حوالے سے مسعودی فرقہ کا امام لکھتا ہے اس کا کوئی پختہ ثبوت امام بخاری رحمہ اللہ تک نہیں، اس کا بیان کرنے والا محمود بن اسحاق الخزاعی ہے جس کا ترجمہ نہ تقریب میں ہے نہ تہذیب التہذیب میں نہ تذکرۃ الحفاظ میں نہ میزان الاعتدال میں۔

صحیح بخاری میں رفع یدین سے متعلق امام بخاری صرف دو صحابہ سے حدیث لائے ہیں ایک حضرت ابن عمر رحمہ اللہ سے جس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے اور دوسری حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے جس کا متن بخاری میں ناتمام ہے نسائی میں مکمل ہے۔ اس مکمل متن کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں خود آپس میں متعارض ہیں کیوں کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہا میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(صحیح بخاری)

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ (نسائی۔ احمد) دونوں حدیثوں میں سے کسی حدیث میں بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری اور چوتھی رکعت سے شروع میں رفع یدین سے منع فرمایا تھا۔

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کا ذکر بھی نہیں ہے۔ کاش مسعودی فرقہ کا امام پہلے ان ہی حدیثوں کو مکمل نقل کر کے ان کا تعارض رفع کرتے جب ان دو کا تعارض بھی رفع نہ کر سکا تو عوام کو مظالطہ میں ڈالنے کے لیے پچاس، انیس، سترہ صحابہ کا نام لینا دھوکا دینا ہے۔

(رفع یدین) پھر مسعودی فرقہ کے بانی نے یہ دعویٰ کیا کہ ہمارا مکمل مسئلہ رفع یدین عشرہ مبشرہ سے ثابت ہے۔ (ص ۴۳۰) عشرہ مبشرہ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ
(۵) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (۶) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
(۷) حضرت سعد رضی اللہ عنہ (۸) حضرت سعید رضی اللہ عنہ
(۹) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

ہمارے علماء نے شہداد کوٹ (سندھ)، لاڑکانہ اور کراچی میں بار بار چیلنج کیا کہ مسعودی فرقہ اور ان کا امام ان عشرہ مبشرہ کی دس حدیثیں صحیح غیر معارض اسناد کے ساتھ پیش کر دیں ہم آج ہی رفع یدین شروع کر دیں گے لیکن یہ دُم دبا کر بھاگ گئے۔

1. حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہ سجود کی رفع یدین کی ممانعت نہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کی ممانعت نہ تیسری رکعت کے شروع میں

رفع یدین کا حکم صرف رکوع میں رفع کا عمل ہے جس میں دوام بھی نہیں خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تحریمہ کے بعد والی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(دار قطنی، بیہقی)

تو اب مسعودی فرقہ کو کیا ملا، نہ ہی اس کی سند میں محمد بن اسماعیل السلمی کا سماع ابو النعمان محمد بن الفضل سے ثابت، پس نہ دلیل ثابت ہوئی نہ دلالت۔

2. حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت نامکمل نقل کی ہے۔ اس کی سند کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ پورے خیر القرون میں رکوع کی رفع الیدین ایسی غیر معروف اور متروک تھیں، کہ سارے علاقہ میں اگر کوئی ایک آدھ آدمی کر بیٹھتا تو فوراً سوال ہوتا تھا۔ جیسا کہ اسی روایت میں موجود ہے۔

3. پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موقوف قول پیش کیا لیکن سند کے راویوں عبد اللہ بن القاسم اور عیسیٰ بن سلیمان کا ثقہ ہونا ثابت نہیں کر سکے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود رفع یدین نہیں کرتے تھے جیسا کہ طحاوی اور ابن ابی شیبہ میں موجود ہے۔

4. حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی ہے مگر یہ روایت ابن ابی الزناد نے اس وقت روایت کی جب اس کا حافظہ صحیح نہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خود رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(طحاوی، ابن ابی شیبہ، موطا امام محمد)

اس کے علاوہ کسی عشرہ مبشرہ سے کوئی روایت موجود نہیں کوئی صحیح اسناد پیش کرو۔ ورنہ جھوٹ بول بول کر عوام کو دھوکا دینے سے باز آجاؤ۔

5. سوال میں جو لفظ منسوخ کا ذکر کیا ہے اگر منسوخ کا یہی معنی ہے کہ چھوڑ دینا ترک کر دینا تو ترک رفع یدین کی احادیث بہت ہیں۔

عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ إذا افتتح الصلوٰۃ وإذا رکع وإذا رفع رأسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین۔

(مسند الحمیدی ص۲۷۷ ج۲)

سند اس کی نہایت صحیح ہے حمیدی اور سفیان بن عیینہ دونوں مکہ مکرمہ کے ممتاز محدثین سے ہیں اور زہری سالم اور ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کے ممتاز محدثین میں سے ہیں، سند کے راوی مکہ اور مدینہ کے محدثین ہیں اور بس اور ترک رفع یدین کی احادیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (نسائی) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ (ابوداؤد) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (الاستذکار) حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ (مسند احمد) حضرت علی رضی اللہ عنہ (علل دارقطنی) اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

سوال نمبر ۵:

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی نیت زبان سے کرتے تھے؟

جواب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حدیث میں نہ یہ ملتا ہے کہ زبان سے نیت کرتے تھے نہ یہ ملتا کہ زبان سے نیت کرنے کو منع فرماتے تھے، تو جس مسئلہ کا ذکر احادیث میں نہ ہو حدیث مشہور حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کے موافق اس مسئلہ کا فیصلہ مجتہد سے لیا جائے گا، اگر مجتہدین نے کسی فیصلے پر اتفاق کر لیا تو وہ اجماعی مسئلہ ہو گا اگر ان میں اختلاف ہو گیا تو فقہ حنفی کا مفتیٰ بہ قول عمل میں اختیار کیا جائے گا۔

نیت شرائط نماز میں سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اور ”نیت اصل میں دل کے پختہ ارادے کا نام ہے۔“

(بدائع الصنائع ص۱۲۷ ج۱)

اب سوال یہ ہے کہ نمازی تین قسم کے ہیں۔ منفرد، امام، مقتدی اور نمازیں بھی مختلف قسم کی ہیں۔ نفل، سنت، فرض، واجب، آپ کا اگر خیال ہے کہ سب مسائل صراحۃً حدیث سے ثابت ہیں تو فرمایئے۔

1. کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نفل، سنت، واجب، فرض کی نیت دل میں کرتے تھے یا ان میں امتیاز کے لیے طریقہ اختیار کرتے تھے، جواب حدیث صریح صحیح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

2. کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دل میں فجر، عصر، مغرب، عشاء کے فرائض کی نیت کرتے تھے تو حدیث صریح صحیح غیر معارض پیش کریں۔

3. اکیلا آدمی مثلاً عصر کے فرض ادا کرنا چاہتا ہے وہ دل میں کس کس چیز کی نیت کرے، جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں۔

4. مقتدی عصر کی نماز باجماعت پڑھتا ہے وہ دل میں رکعات، فرض عصر اقتداء قبلہ وغیرہ کس کس چیز کی نیت کرے، جواب حدیث سے دیں۔

5. امام عشاء کی نماز کی جماعت کر رہا ہے عورتیں بھی شامل جماعت ہیں اس کو صحیح حدیث سے بتائیں کہ دل میں کس کس چیز کی نیت کرے جواب حدیث سے دیں۔

6. نماز جنازہ میں دل میں کس کس چیز کی نیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے، جواب حدیث سے دیں۔

7. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خندق میں جو چار نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء قضا کی تھیں ان میں علیحدہ کیا کیا نیت کی تھی حدیث صحیح پیش کریں۔

8. دل میں نیت کس وقت کرنی چاہیے تحریمہ سے پہلے یا بعد اور کب تک دل کی نیت ضروری ہے سلام تک یا اور کسی وقت تک؟ جواب حدیث صحیح سے دیں۔

9. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ تلاوت کے وقت دل میں کیا نیت کرتے تھے، صحیح حدیث بیان فرمائیں۔

10. ایک شخص نماز سے فارغ ہوا دوسرے نے پوچھا کیا پڑھا ہے وہ سوچنے لگا نماز اس کی صحیح ہے یا غلط، جواب صحیح حدیث سے دیں۔

ہمارا مسلک

اگر کوئی شخص صرف زبان سے نیت کرے دل میں نیت نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی کیوں کہ (إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) کے موافق دل کی نیت اصل تھی جب وہ نہ پائی گئی تو نماز نہ ہوئی یہ زبانی نیت اصل نیت کی رافع ہے اس لیے بدعت سیئہ ہے۔

ولا عبرة للذكر باللسان فان فعله لتجتمع عزيمة قبلة فهو حسن كذا في الكافي ومن عجز عن احضار القلب يكفيه اللسان كذا في الزاهدي

(عالمگیری ص۶۵ ج۱)

زبان کی محض نیت کا کوئی اعتبار نہیں، ہاں اگر دل کے ارادہ کی مضبوطی کے لیے زبان سے نیت کرے تو بہتر ہے۔

(عالمگیری)

احسنہ السلف سلف نے اس کو پسند فرمایا ہے۔

(در مختار ص۲۷۹ ج۱)

کیوں کہ زبان دل کی ترجمان ہے اور یہ بدعت حسنہ ہے کیوں کہ اس کو مشائخ نے مستحسن قرار دیا ہے تا کہ دل کی نیت مضبوط ہو اور دل کے وسواس دفع ہوں۔

(شرح نقایہ ص۶۷ ج۱ ملا علی قاری)

اگر ان مسائل کے خلاف آپ کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر دیں تو ان مسائل کو ترک کر دیں گے۔

سوال نمبر ٦: مرد عورت کی نماز میں فرق

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینے کے اوپر؟

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مرد تشہد میں الٹے پاؤں پر بیٹھیں اور عورتیں بطور تورک الٹے کولہے پر؟

الجواب:

جواب سے قبل دو تین باتیں تمہیداً سمجھ لیں تا کہ فہم مراد میں آسانی ہو۔

1. کتاب وسنت میں تمام جزئی مسائل تصریحاً نہیں ہوتے بلکہ بعض تعلیلاً۔ مثلاً قرآن پاک میں ہے کہ حیض والی عورت کے بارہ میں سوال ہوا اس کا جواب تو اتنا ہی تھا کہ فاعتزلوا النساء عورتوں سے دور رہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب سے پہلے ایک علت بیان فرمادی۔

”قل ھو اذی کہہ دیجیے وہ ناپاکی ہے۔“

اس میں قاعدہ بتا دیا کہ حائضہ سے صحبت منع ہونے کی وجہ ناپاکی ہے۔ اب اسی علت سے نفاس کا حکم بھی معلوم ہو گیا کیوں کہ ناپاکی کی علت وہاں بھی پائی گئی اور اسی علت کی بنا پر نفاس کے تمام مسائل کو حیض کے مسائل پر قیاس کر لیا گیا۔ مثلاً نفاس والی مسجد میں داخل نہ ہو، قرآن کو ہاتھ نہ لگائے، قرآن پاک کی تلاوت نہ کرے، نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے، مرد سے ہم بستر نہ ہو وغیرہ۔ اگر آپ قیاس کو نہ مانیں تو نفاس والی عورت کے لیے قرآن پڑھنے، نماز، روزہ، صحبت وغیرہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک صریح حکم سنا دیں۔

2. بالکل اسی طرح عورت کی نماز کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قاعدے ارشاد فرمائے۔

پہلا قاعدہ:

حدیث میں ہے۔

عن یزید بن حبیب انہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی امرأتین تصلیان فقال إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلی الاض فإن المرأۃ فی ذٰلک لیست کالرجل۔ رواہ أبوداؤد فی مرسیلہ۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سجدہ کرو تو اپنا گوشت (جسم) زمین کے ساتھ چمٹادو کیوں کہ عورت اس (نماز) میں مرد کی مثل نہیں۔

دیکھیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاعدہ بتادیا کہ عورت کی نماز مرد کی طرح نہیں لیکن آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو نہیں مانا۔

دوسرا قاعدہ:

حدیث میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَۃُ فِی الصَّلاَۃِ وَضَعَتْ فَخِذَھَا عَلَی فَخِذِھَا الأُخْرَی، وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَھَا فِی فَخِذَیْھَا کَأَسْتَرِ مَا یَکُونُ لَھَا، وَإِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ إِلَیْھَا وَیَقُولُ یَا مَلاَئِکَتِی أُشْھِدُکُمْ أَنِّی قَدْ غَفَرْتُ لَھَا

(رواہ ابن عدی والبیہقی کنز العمال ص۱۱۷ ج۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھے پھر جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر رکھے اور جتنا زیادہ ستر (پردہ پوشی) ہو سکے کرے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں گواہ رہو میں نے اس

عورت کو بخش دیا۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا قاعدہ ارشاد فرما دیا کہ عورت کی نماز کے مسائل میں سب سے زیادہ اہمیت ستر کی ہے اس لیے جس حالت میں ستر زیادہ ہو گا وہی نماز عورت کی خدا کو زیادہ محبوب ہو گی اور ذریعہ مغفرت بنے گی۔

3. چنانچہ مرد کے لیے فرض نماز مسجد میں پڑھنا ضروری ہے عورت کے لیے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ ثواب ہے۔(بوجہ ستر)

4. نماز باجماعت میں مرد کے لیے اول صف افضل ہے، عورت کے لیے آخر صف افضل ہے۔(بوجہ ستر)

5. نماز باجماعت میں امام کا وسط صف میں کھڑا ہونا بالاتفاق مکروہ ہے لیکن عورت وسط صف میں ہی کھڑی ہو۔(بوجہ ستر)

6. آپ کے مرد ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور عورتیں ننگے سر نماز نہیں پڑھتیں۔

7. آپ کے مرد ٹخنے اور آدھی پنڈلیاں ننگی کر کے نماز پڑھتے ہیں جب کہ عورتیں پنڈلیاں اور ٹخنے ڈھانپ کر نماز پڑھتی ہیں۔

بہرحال یہ شریعت مقدسہ کا قاعدہ کلیہ ہے کہ عورت نماز اس طرح ادا کرے جس میں ستر کا زیادہ سے زیادہ اہتمام ہو۔

8. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ میں دو طرح ہاتھ اٹھاتے رہے، کبھی کانوں تک کبھی کندھوں تک، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عمر میں حضرت وائل کو جب نماز سکھائی تو حکم دیا کہ تم اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت کندھوں تک (اس حالت میں ہاتھوں کی انگلیاں کندھوں تک پہنچ جاتی ہیں)

رواہ الطبرانی

اب دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بوجہ ستر عورت مرد کی نماز میں فرق کر دیا۔

9. **أبو حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أنہ سئل کیف کان النساء یصلین علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کن ثم امرن ان یحتفرن۔**

(جامع المسانید ص۴۰۰ ج۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ عورتیں عہد رسالت میں نماز کیسے پڑھتی تھیں فرمایا چار زانو بیٹھتی تھیں پھر انہیں حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر بیٹھیں۔

اب دیکھیے حدیث میں دو طرح بیٹھنا آتا ہے، ایک پاؤں کھڑا کر کے دوسرا بچھا کر بیٹھنا، اور سمٹ کر سرین پر بیٹھنا جسے تورک کہتے ہیں۔

10. عہد رسالت میں بوجہ ستر عورت کو نماز میں تورک کی طرح بیٹھنے کا حکم دیا گیا جب کہ مرد پہلے طریقے پر بیٹھے۔

11. **عن علی رضی اللہ عنہ قال إذا سجدت المرأۃ فلتحتفز ولتضم فخذیہا۔**

(رواہ ابن ابی شیبۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اس کو سمٹ کر سجدہ کرنا چاہیے اور سارے جسم کو ملا کر سجدہ کرنا چاہیے۔

دیکھئے اس طرح سجدہ کرنا مرد کے لیے بالاتفاق مکروہ ہے مگر عورت کے ستر کا اہتمام اس میں زیادہ تھا اس لیے یہ حکم دیا گیا۔

12. اسی طرح ائمہ اربعہ کا اجماع اس پر ہے کہ عورت سینے پر ہاتھ باندھے

(الفقہ علی مذاہب اربعہ، در مختار ص۳۲۷ ج۱، عالمگیری ص۷۳ ج۱)

اور اس اجماع کی بنیاد وہی قاعدہ ہے

لأنہ استر لہا

(شرح وقایہ ص۷۳ ج۱)

کہ اس میں ستر کا زیادہ اہتمام ہے اور دوسری حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ تھی من السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ (احمد) نماز کا سنت طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں، اس سنت پر بھی عمل جاری رہا۔ دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق صریح حدیث سے نہیں حدیث میں مذکور قاعدہ ستر کے مطابق بیان کر دی گئی، آپ کسی صحیح حدیث سے جو صریح ہو ان دونوں قسم کی احادیث پر عمل کرنے کا طریقہ بتادیں تو ہم یقیناً صریح کو علت پر ترجیح دیں گے اگر آپ صریح حدیث تطبیق کی پیش نہ کر سکیں تو مجتہد نے حدیث کی بیان کردہ علت کو سامنے رکھ کر دونوں قسم کی احادیث پر عمل کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے اسے کیوں چھوڑا جائے۔

نوٹ: اگر آپ ان دونوں قسم کی احادیث سے ایک کو صحیح دوسری کو ضعیف قرار دیں تو ان کا صحیح یا ضعیف ہونا حدیث صحیح صریح سے ثابت کریں کیوں کہ آپ کے نزدیک امتی کا قول شرعی دلیل نہیں ہم امتیوں کے اجماع اور مجتہد کے ارشاد کو دلیل سمجھتے ہیں اس لیے مجتہد کی تطبیق کے مقابلہ میں کسی غیر مجتہد کی بات نہیں مانتے اور خیر القرون کے مجتہد کے مقابلہ میں مابعد خیر القرون کے کسی آدمی کی بات تسلیم نہیں کرتے کیوں کہ خیر القرون کی خیریت منصوص بالا حادیث ہے۔

سوال نمبر ۷:

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کا حکم دیا ہے؟

جواب:

کتنا غلط سوال ہے، سوال صحیح یوں ہے کہ دلائل اربعہ شرعیہ میں سے کسی دلیل سے ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم بتائیں، فرقہ مسعودی کے پیشوا نے یہ جاہلانہ سوال کہاں سے لیا، پہلے یہ ہی سمجھنے کی بات ہے، روافض کا بنیادی عقیدہ ہے کہ امام منصوص من اللہ ہوتا ہے جس

طرح انبیاء منصوص من اللہ ہوتے ہیں، اس پر اہل السنت والجماعت کا ان پر سوال ہے کہ جس طرح قرآن و حدیث میں انبیاء کے اسماء گرامی اور ساتھ ان کے منصب رسالت و نبوت کی صراحت ہے اسی طرح آپ اپنے بارہ اماموں جن کو منصوص من اللہ سمجھتے ہو کے نام مع منصب قرآن و حدیث میں دکھائیں اور اہل السنت والجماعت کا یہ سوال بالکل صحیح تھا کیوں کہ ان کے دعویٰ کے موافق تھا لیکن رافضی اپنے دعویٰ کے موافق دلیل پیش کرنے سے سو فیصد عاجز ہیں اور تا قیامت عاجز رہیں گے ان شاء اللہ العزیز۔

اب انہوں نے لاجواب ہو کر اپنی شرمندگی اتارنے کے لیے یہ سوال کرنا شروع کر دیا کہ تم ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم قرآن و حدیث میں دکھاؤ جو بالکل غلط سوال تھا کیوں کہ اہل السنت والجماعت کا دعویٰ ائمہ اربعہ کے بارہ میں شیعہ کی طرح منصوص من اللہ ہونے کا نہیں ہے، چنانچہ اہل السنت والجماعت نے ان سے کہا کہ تمہارا یہ سوال جھوٹ پر مبنی ہے، پہلے ہماری معتبر کتابوں سے ہمارا یہ عقیدہ دکھاؤ کہ ائمہ اربعہ منصوص من اللہ ہیں لیکن وہ یہ جھوٹ اور بہتان ثابت نہ کر سکے، ان کے سوال کو ہمارے دعویٰ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

1. چونکہ مسعودی فرقہ کا بانی بھی رافضیوں کی طرح ائمہ کے بارہ میں منصوص من اللہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اسی لیے اس نے نص کا مطالبہ کیا ہے اس لیے ہم اس کو وہی جواب دیتے ہیں کہ ہماری معتبر کتابوں سے پہلے ائمہ اربعہ کے منصوص من اللہ ہونے کا عقیدہ دکھائیں ورنہ جھوٹ اور بہتان سے شرمائیں وہ بھی جو چوری کر کے سوال کیا ہے، جھوٹ کے ساتھ چوری کا گناہ بھی سر لیا ہاں تمہارا عقیدہ چونکہ یہ ہے کہ امام منصوص من اللہ ہوتا ہے جیسا کہ اس سوال سے ظاہر ہے اس لیے مسعودی فرقہ کا فرض ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا حکم دکھائیں کہ پندرھویں صدی میں مسعود احمد گورنمنٹ ملازم کو امام ماننا فرض ہو گا۔ دیدہ باید۔

.2 نیز آپ جن کو امام مانتے ہیں امام عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام دار قطنی، امام بیہقی، امام احمد بن حنبل، امام یحیٰی بن آدم، امام ابو حاتم، امام حاکم رحمہ اللہ

(دیکھو صلوٰۃ المسلمین ص۲۹۹)

.3 ان کو امام ماننے کا حکم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کس حدیث میں دیا ہے۔

.4 اگر تقلید کے انکار کی یہی دلیل ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا تو آج قرآن پاک سات متواتر قرأتوں پر پڑھا جا رہا ہے آپ ان قاریوں کے نام اور ان کی قرأتوں کے موافق قرآن پڑھنے کا حکم کسی حدیث صحیح مرفوع میں دکھائیں۔

.5 اگر آپ کے پاس اپنے فرقہ کی کوئی آٹھویں قرأت ہو تو اس کی متواتر سند پیش فرمائیں یا قرآن کی تلاوت کا بھی اسی اصول پر انکار کر دیں۔

.6 اگر تقلید کے انکار کی یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ کا نام حدیث میں نہیں آیا تو ذرا بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ ان چھ کتابوں اور ان کے مؤلفین کے اسماء گرامی اور ان کا صحاح ستہ ہونا حدیث صحیح سے دکھائیں ورنہ اپنے اصول پر ان کو بھی چھوڑ دیں۔

.7 آپ ہی کسی حدیث صحیح مرفوع غیر معارض سے ثابت کر دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ اربعہ کی تقلید سے منع فرمایا ہو۔

سوال نمبر ۸:

امام ابو حنیفہ سے پہلے جو مسلمان تھے وہ کس کی تقلید کرتے تھے؟

الجواب:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ٭

(التوبہ: ۱۱۲ ع۱۵)

قرآن پاک کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ جو جہاد کے لیے چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب کو جہاد پر جانا زیبا نہیں کیوں نہ ہر جماعت میں ایک ایک دو دو فقہ حاصل کریں اور فقہ حاصل کرنے کے بعد جب ان لوگوں کے پاس جائیں (جنہوں نے فقہ حاصل نہیں کی) تو اپنی قوم کو ڈرائیں شاید کہ وہ ڈر مان لیں۔

اس آیت میں لفظ طائفہ کا ہے جس کا اطلاق ایک پر بھی ہوتا ہے دو پر بھی اور زیادہ پر بھی **والطائفۃ اسم للواحد والاثنین فصاعدًا**

(نور الانوار ص۱۷۷)

دوسرا لفظ فقہ کا ہے جس کا معنی ہے الشق والفتح (کشاف، شامی) یعنی پھاڑنا اور کھولنا۔

یعنی ایک مسائل تو وہ ہوتے ہیں جو صراحۃً الفاظ میں ہوتے ہیں دوسرے بہت سے مسائل ان الفاظ کی تہ میں ہوتے ہیں ان احکام کا استنباط اور استخراج کرنا، اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں دو جماعتیں تھیں ایک چھوٹی سی جماعت فقہاء کی تھی جس میں ہر قوم کے ایک ایک دو دو آدمی شامل تھے یہ فقہ کی تربیت حاصل کرتے تھے۔

اس جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ترغیب دیتے

من یرد اللہ بہ خیرًا یفقہ فی الدین (بخاری)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائیں اس کو فقیہ بناتے ہیں۔ چونکہ اس تفقہ استنباط اور اجتہاد میں خود فقیہ کے فہم کا بھی دخل ہوتا ہے اور فقیہ نبی نہیں نہ ہی معصوم ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہمت بندھاتے کہ تم تو ہر حال میں خدا سے اجر پانے والے ہو اگر صواب کو پالیا تو دو اجر ملیں گے اور اگر چوک ہو گئی تو بھی ایک اجر ملے گا۔ (بخاری) پھر گھبرانے کی کیا ضرورت۔ دوسری بڑی جماعت عام صحابہ کی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی طرح مستقل طور پر حاضر باش نہ تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان فقہاء صحابہ کو اپنی اپنی قوم میں بھیج دیتے ساری قوم والے اپنی قوم کے اس فقیہ سے فقہی مسائل پوچھ پوچھ کر عمل کرتے، کسی امتی مجتہد کے فقہی مسائل کو بلا مطالبہ دلیل تسلیم کر کے عمل کرلینا اسی کا نام تقلید ہے۔ ان فقہاء صحابہ کے ہزاروں فتاویٰ حدیث کی کتابوں مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں موجود ہیں جن میں صرف مسئلہ ہی ذکر ہے لیکن دلیل کا کوئی ذکر نہیں نہ مسئلہ بتانے والے نے دلیل ذکر کی ہے اور نہ مسئلہ پوچھنے والوں نے دلیل کا مطالبہ کیا ہے، ان ہزاروں فتاویٰ سے تواتر اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ دور صحابہ میں تقلید بلا نکیر جاری تھی، ایک بھی غیر مقلد نہ تھا اور تاریخ و سیر کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ایک قوم میں ایک ہی فقیہ عالم کو بھیجا جاتا تھا اس قوم کے سارے لوگ اس ایک فقیہ سے ہی تمام مسائل پوچھ کر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

1. حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحابہ و تابعین ہمہ دریک مرتبہ نہ بودند بلکہ بعضے ایشاں مجتہد بودند و بعضے مقلد

قال اللہ تعالیٰ لعلمه الذين يستنبطونه منهم

(قرۃ العینین ص۲۵۱)

2. یعنی صحابہ اور تابعین سارے ایک درجہ اور مرتبہ کے نہ تھے بلکہ ان میں سے بعض مجتہد تھے اور بعض مقلد جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں البتہ جان لیں گے ان میں سے وہ لوگ جو استنباط و اجتہاد کرسکتے ہیں۔

3. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا، وہاں بہت سے مسائل آپ اپنے اجتہاد سے بتاتے تھے اور پورے یمن والے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی

تقلید شخصی کرتے تھے، کسی شخص کا نام بھی نہیں بتایا جا سکتا جو غیر مقلد ہو اور اس نے تقلید کے خلاف آواز اٹھائی ہو۔

4. حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی فتویٰ دینے سے پہلے فرمایا کرتے تھے کہ یہ فتویٰ میں اپنے اجتہاد و رائے سے دے رہا ہوں۔

(جامع البیان العلم ص۵۱ ج۲)

5. لوگ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ان اجتہادی فتاویٰ پر عمل کرتے تھے، اسی کو تقلید کہتے ہیں، اور دور صدیقی میں ایک بھی غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا۔

6. حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود اپنے اجتہاد و رائے سے فتویٰ دیتے

(میزان الکبریٰ للشعرانی ص۴۹ ج۱)

7. اور اپنے قاضیوں کو بھی یہ حکم بھیجتے کہ اجتہاد سے فیصلے کرو۔

(جامع بیان العلم ص۵۶ ج۲)

8. اس دور میں بھی کسی ایک غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا۔

9. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تو بیعت ہی اس شرط پر کی گئی کہ آپ سنت العمرین کی تقلید کریں گے۔

(شرح فقہ اکبر ص۷۹)

10. حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی فرمایا کرتے تھے أجتهـــد برأيي میں اپنی رائے و اجتہاد سے فتویٰ دیتا ہوں۔

(شرح فقہ اکبر ص۷۹)

چنانچہ خلفائے راشدین کے کئی فتاویٰ مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود ہیں جن میں نہ ان حضرات نے مسئلہ کے ساتھ دلیل بیان فرمائی نہ عمل کرنے والوں نے دلیل کا مطالبہ کیا اسی کا نام تقلید ہے اور جس طرح پورے ۲۳ سالہ دور نبوت میں کسی ایک غیر مقلد کا نام نہیں ملتا اسی

طرح پورے تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں کسی ایک بھی غیر مقلد کا نام کسی حدیث یا تفسیر یا تاریخ کی کتاب میں نہیں ملتا۔

11. حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تقلید تو اجماع صحابہ سے ثابت ہے کیوں کہ وہ عوام کو فتوے دیتے (جن میں دلائل کا ذکر نہیں کرتے تھے) اور عوام کو یہ حکم نہیں دیتے تھے کہ خود درجۂ اجتہاد تک پہنچیں، اور یہ بات ان کے علماء اور عوام کے تواتر سے مثل ضروریات کے ثابت ہے۔

(المستصفی ص۳۸۵ ج۲)

12. ضروریات ایسی یقینی باتوں کو کہتے ہیں جن کو خاص عام سب جانتے ہیں جیسے نمازوں کی فرضیت، ایسے ہی رمضان کے روزوں کی فرضیت، ایسے ہی تواتر سے صحابہ کے دور میں تقلید کا ثبوت ہے۔

13. حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ثم انہم تفرقوا فی البلاد وصار کل واحد مقتدی ناحیۃ من النوی الخ" یعنی "پھر صحابہ مختلف شہروں میں پھیل گئے اور ان میں سے ہر ایک، ایک علاقہ کا مقتدا بن گیا، یعنی ایک ایک علاقہ کے لوگ ایک ہی صحابی کی تقلید شخصی کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ صحابہ اپنے علاقہ والوں کو استنباط اور رائے سے فتوے دیا کرتے تھے۔

(الانصاف ص۳)

14. مکہ مکرمہ والے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تقلید شخصی کرتے تھے اور آپ کا فتویٰ دینے کا معمول یہ تھا کہ کتاب و سنت کے بعد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال پر فتویٰ دیتے۔ اگر ان کے اقوال سے بھی مسئلہ نہ ملتا تو قال فیہ

(دارمی ص۵۹ ج۱، مستدرك وقال الحاكم والذهبي صحيح ص۳۴ ج۱
السنن الكبرىٰ للبيهقي ص۱۱۵ ج۱، جامع بيان العلم ص۵۷ ج۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہزاروں فتاویٰ مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں جن میں آپ نے دلیل ذکر کی نہ لوگوں نے دلیل پوچھی۔

15. مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ چلتا تھا اور اہل مدینہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہہ دیا تھا "لا ناخذ بقولك وندع قول زيد

(بخاری ص۲۳۷ ج۱)

لا نتابعك يا ابن عباس وانت تخالف زيدًا

(عمدة القاری ص۴۷۷ ج۴، نحوہ فتح الباری ص۴۶۳ ج۳)

آپ جب فتویٰ دیتے تو فرماتے

انما اقول برأى

(جامع بیان العلم ص۵۸ ج۲)

اس وقت سے لے کر آج تک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تقلید شخصی پر ہی عمل درآمد ہے۔

16. بصرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ چلتا تھا ان کے کئی فتاویٰ مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں جن کے ساتھ دلیل مذکور نہیں اور اہل بصرہ بلا مطالبہ دلیل ان فتاویٰ پر عمل کرتے تھے اور ان کی تقلید شخصی کرتے تھے۔

17. حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "لا خلاف بين فقهاء الامصار وسائر اهل السنة وهم اهل الفقه والحديث فی نفی القياس فی التوحيد واثباته فی الاحكام الا داؤد بن علی"

(جامع بیان العلم ص۷۴ ج۲)

یعنی داود بن علی ظاہری سے پہلے تمام شہروں میں تمام اہل السنت فقہاء اور محدثین میں کبھی اس میں اختلاف نہیں ہوا کہ توحید (عقائد) میں قیاس جائز نہیں اور احکام میں جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین پورے خیر القرون میں ایک شخص بھی

اس کا منکر نہ تھا اور ایسے مسائل میں جو مجتہد قیاس شرعی سے ثابت کرے ان کو ماننے کا نام ہی تقلید ہے تو خیر القرون میں تقلید میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

18. دار العلم کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ چلتا تھا آپ ادلہ اربعہ سے فتویٰ دیتے تھے۔

(نسائی ص۲۶۴)

19. اور اکثر مسائل میں فرماتے اقول فیہ برأی

(جامع بیان العلم ص۵۸ ج۲)

20. یعنی میں رائے سے یہ قول بیان کرتا ہوں۔ آپ کے بہت سے فتاویٰ کتب حدیث میں منقول ہیں آپ اپنے قول کے ساتھ دلیل بیان نہیں فرماتے تھے اور تمام اہل کوفہ بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

21. علامہ آمدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

"اما الاجماع فهو انه لم تزل العامة في زمن الصحابة والتابعين قبل المخالفين يستفتون المجتهدين ويتبعونهم في الاحكام الشرعية والعلماء منهم يبادرون الى اجابة سوالهم من غير اشارة إلى ذكر الدليل ولاينهونهم عن ذلك من غير نكير فكان اجماعًا على جواز اتباع العامي للمجتهد مطلقًا۔

(الاحکام ص۱۷۱ ج۳)

مسئلہ تقلید پر امت کے اجماع کی دلیل یہ ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین سے لے کر مخالفین (داود ظاہری وغیرہ) کے ظہور تک لوگ مجتہدین سے مسائل پوچھتے اور احکام شرعیہ میں ان کی تقلید کرتے اور علماء جوابات میں دلیل کا اشارہ تک نہ کرتے اور علماء و عوام کے اس طرز عمل پر کوئی انکار نہ کرتا نہ روکتا پس ثابت ہوا کہ عہد صحابہ تابعین سے ہی اس پر اجماع ہے کہ عامی مجتہد کی تقلید کرے۔

22. دمشق، حضرت ابو الدرداؓ رضی اللہ عنہ دمشق میں رہتے تھے جب فتویٰ دیتے تو فرماتے یہ میری رائے ہے۔

(جامع بیان العلم ص۵۸ ج۲)

23. ان کے جو فتاویٰ اور اقوال کتب حدیث میں ملتے ہیں ان کے ساتھ دلیل کا کوئی ذکر نہیں لوگ بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ عہد صحابہ و تابعین میں اجتہاد و تقلید کا دور تھا ایک بھی غیر مقلد اس دور میں موجود نہ تھا اگرچہ تابعین کے دور کا حال بھی بعض مندرجہ بالا عبارتوں میں آگیا ہے تاہم مختصراً مزید پڑھ لیں۔

24. شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

25. ”فعند ذٰلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب فی كل بلد امام“

(انصاف ص۶)

26. تابعین میں سے ہر عالم کا ایک ایک مذہب قرار دیا گیا اور ہر شہر میں ایک ایک صاحب مذہب امام قائم ہو گیا یعنی ہر شہر والے اس اپنے ہی امام کے مذہب پر عمل کرتے تھے (اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔)

27. حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”إذا اختلفت مذاهب الصحابة والتابعين فی مسئلة فالمختار عند كل عالم مذهب اهل بلده

(الانصاف ص۷)

یعنی جب صحابہ اور تابعین کے مذاہب میں اختلاف ہوتا تو ہر عالم کے نزدیک اس کے اپنے شہر کا مذہب مختار قرار پایا (اور اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔)

28. دور تابعین میں ہزاروں لوگ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ تشریف لاتے۔ خلیفہ وقت سرکاری طور پر منادی کرواتا کہ

”لا یفتی الناس الا احد ھٰذین الامامین عطاء بن ابی رباح و مجاھد“

(شذرات الذھب لابن العماد ص۱۴۸ ج۱)

29. حضرت عطاء اور حضرت مجاہد کے ہزاروں فتاویٰ مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود ہیں ان اقوال کے ساتھ کوئی دلیل مذکور نہیں سب تابعین اور تبع تابعین بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے، نہ کوئی خلیفہ پر اعتراض کرتا کہ ایسی منادی خلیفہ کی طرف سے کیوں ہر سال کرائی جاتی ہے نہ حضرت عطاء اور حضرت مجاہد پر کوئی اعتراض کرتا کہ تم اپنے اقوال کے ساتھ دلیل بیان کیوں نہیں کرتے اور نہ ہی ان ہزاروں لوگوں پر کوئی اعتراض کرتا کہ تم بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کیوں کرتے ہو۔

(۲۰) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فھٰذا کیف ینکرہ احد مع الاستفتاء بین المسلمین من عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا فرق بین ان یستفتی ھٰذا دائمًا ویستفتی ھٰذا حینًا بعد ان یکون مجمعًا علیٰ ما ذکرناہ“

(عقد الجید ص۳۹)

یعنی اس تقلید کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے جب کہ فتویٰ لینا مسلمانوں میں عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک رائج ہے۔ (اور فتاویٰ میں دلیل کا التزام نہیں کیا جاتا) اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ سارے فتوے ہمیشہ ایک ہی سے لے (جو کہ تقلید شخصی ہے) یا کسی دوسرے سے بھی فتویٰ لے اور یہ فتویٰ لینا اور ان پر عمل کرنا امت میں اجماعاً ثابت ہے۔

(۲۱) خلیفہ عبد المالک نے عطاء اور زہری سے اپنے زمانے کے ہر شہر کے عالم کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ

۱۔ مکہ معظمہ میں عطاء بن ابی رباح
۲۔ مدینہ میں نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما
۳۔ بصرہ میں حسن بصری
۴۔ کوفہ میں ابراہیم نخعی
۵۔ یمن میں طاؤس
۶۔ یمامہ میں یحییٰ بن ابی کثیر
۷۔ شام میں مکحول
۸۔ عراق میں میمون بن مہران
۹۔ خراسان میں ضحاک
یہ ان شہروں کے فقہاء تھے

(مناقب موفق ص، ج۱، معرفت علوم الحدیث ص۱۹۸)

دیکھیے پوری اسلامی سلطنت میں دور تابعین میں ہر شہر کے لوگ اپنے شہر کے ایک ایک فقیہ کی تقلید شخصی کرتے تھے ایک تو مناقب موفق میں ان ائمہ کو فقیہ کہا گیا ہے اور کسی کے فقہی اقوال کو تسلیم کر لینا ہی تقلید ہے، دوسرے ان سب کے اقوال مصنف عبد الرزاق مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الآثار وغیرہ میں درج ہیں، ان اقوال کے ساتھ دلائل مذکور نہیں جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ فقہاء بلا ذکر دلیل فتویٰ دیتے تھے اور ان کے شہر والے بلا مطالبہ دلیل ان اقوال پر عمل کرتے تھے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

(۲۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شیخ عزالدین بن عبد السلام سے نقل کرتے ہیں:

"لان الناس لم يزالوا من زمن الصحابة رضى الله عنهم إلى ان ظهرت هٰذه المذاهب الاربعة يقلدون من اتفق من العلماء من غير نكير من احد يعتبر انكاره ولو كان ذٰلك باطلا لانكروه۔"

(عقد الجید ص۳۶)

سب لوگ زمانہ صحابہ سے مذاہب اربعہ کے ظہور تک تقلید کرتے رہے اور کسی قابل اعتبار شخص نے اس (تقلید) کا انکار نہ کیا۔ اگر یہ تقلید باطل ہوتی تو صحابہ تابعین اس پر ضرور انکار کرتے۔ یہ عبارت نص ہے کہ مذاہب اربعہ سے پہلے بھی تقلید رہی اور کوئی منکر تقلید موجود نہ تھا۔

(۲۳) امام مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الفقهاء من عصر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا وهلم جرا استعملوا المقائيس فى الفقه فى جميع الاحكام فى امر دينهم قال واجمعوا ان نظير الحق حق و نظير الباطل باطل۔"

(جامع بیان العلم ص۶۶ ج۲)

"تمام فقہاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک تمام احکام دینیہ میں قیاس کرتے آئے ہیں اور ان کا اجماع ہے کہ حق کی نظیر حق ہے اور باطل کی نظیر باطل ہے۔"
اور فقہاء کے فقہی اقوال پر عمل کرنے کا ہی نام تقلید ہے۔

(۲۴) امام مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سب سے پہلا منکر قیاس ابراہیم نظام ہے اور پھر اس کی تقلید میں بعض معتزلہ نے بھی قیاس کا انکار کیا حالانکہ صحابہ تابعین اور تمام شہروں کے فقہاء قیاس کرتے تھے (اور غیر فقہاء ان کی تقلید کرتے رہے)

(فتح الباری قسطلانی عینی بخاری حاشیہ ۸۸۔۱۰)

(۲۵) علامہ تفتازانی فرماتے ہیں صحابہ سے قیاس کرنا وقت نہ ہونے نص کے تواتر سے ثابت ہے۔

(تلویح توضیح ص۳۶۷)

(۲۶) امام نووی داود ظاہری کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"قال امام الحرمين الذى ذهب إليه أهل التحقيق ان منكرى القياس لا يعدّون من علماء الامة وحملة الشريعة لانهم معاندون مباهتون فيما ثبت استفاضةً وتواترًا لان معظم الشريعة صادرة عن الاجتهاد ولا تفى النصوص بعشر معشارها وهؤلاء ملتحقون بالعوام۔"

(تہذیب الاسماء)

امام الحرمین فرماتے ہیں محققین کی تحقیق یہ ہے کہ منکرین قیاس کا شمار نہ علماء امت میں ہے نہ حاملین شریعت میں کیوں کہ وہ معاند لوگ ہیں اور بہتان باندھنے والے ہیں اور جو چیز (قیاس کا حجت شرعی ہونا) تواتر کے ساتھ ثابت ہے اس کے منکر ہیں حالانکہ شریعت کے اکثر مسائل اجتہاد سے حل کیے گئے ہیں اور صریح نصوص میں دسواں حصہ مسائل بھی نہیں ہیں اور لوگ عوام میں شامل ہیں۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے تقلید فقہاء اور مجتہدین کی عوام زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے رہے ہیں اس کا انکار تواتر کا انکار ہے لیکن جس طرح صحابہ و تابعین کی جمع کی ہوئی مکمل حدیث کی کوئی کتاب آج دنیا میں موجود نہیں ہے ہاں بعد کے جن محدثین نے کتابیں جمع فرمائیں ان کا حوالہ ہی آج دیا جاتا ہے مثلاً رواہ البخاری، رواہ مسلم آج کہا جاتا ہے، ورنہ صحاح ستہ والوں سے پہلے کبھی کسی نے رواہ البخاری وغیرہ نہیں کہا تھا اسی طرح صحابہ و تابعین کی مکمل فقہ جو متواتر وہ آج موجود نہیں ہے۔ ہاں ائمہ اربعہ نے ان فتاویٰ کو اپنی فقہ میں لے لیا۔ اسی لیے اب حوالہ میں قال ابو حنیفۃ، قال الشافعی کہا جاتا ہے۔

نوٹ:

مسائل فروعی بعض ایسے ہیں جن پر صحابہ کا اتفاق تھا ان میں ائمہ اربعہ کا بھی اتفاق ہے، اور بعض مسائل ایسے ہیں جن میں صحابہ میں اختلاف تھا ان اختلافات میں ائمہ اربعہ نے ایک ایک پہلو کو اختیار کر لیا ہے۔

باب چہارم

فرقہ جماعت المسلمین کے اعتراضات کے جوابات

اعتراض نمبر ۱: مقلد محقق نہیں ہوتا:

جواب:

فرقہ کے امیر ثانی نے ابتداء اس طنز سے کی ہے کہ مقلد محقق نہیں ہوتا۔ ایک منفی فرقہ کا امیر منفی بات ہی کر سکتا ہے، کامل اور مثبت بات اس کی قسمت میں کہاں؟ پوری بات یہ ہے کہ اجتہادی مسائل میں ہر شخص اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتا، اس لیے جو اجتہاد کا اہل ہو اس پر اجتہاد واجب ہے۔ اسے مجتہد کہتے ہیں۔ جو شخص خود اجتہاد کا اہل نہ ہو، وہ مجتہد کی تحقیقی بات پر عمل کر لیتا ہے، اسے مقلد کہتے ہیں یعنی مجتہد کی تحقیق پر عمل کرنے والا، تیسرا وہ شخص ہے جو نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو اور نہ ہی مجتہد کی تقلید کرے، بلکہ نا اہل ہو کر اپنی ناقص رائے سے دین میں فتنہ ڈالے، اس کو غیر مقلد کہتے ہیں۔ اب ان نا اہلوں میں سے کچھ لوگوں نے اپنا نام جماعت المسلمین رکھ لیا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک محقق طبیب ہے، جس کی طب کا لوہا ہم عصر اطباء مانتے ہیں۔ دوسرا مریض ہے جو "انما شفاء العی السوال" کے مطابق محقق طبیب سے علاج کروا کر صحت یاب ہو جاتا ہے۔ تیسرا بھی مریض ہے، مگر وہ نہ خود علاج کی اہلیت رکھتا ہے، نہ محقق طبیب سے علاج کرواتا ہے۔ طب کے ایک دو اردو رسالے رکھے ہوئے ہیں۔ ان کو سمجھے بغیر دوائی استعمال کرتا ہے اور غلط اور ناقص دوائیوں سے اپنے مرض کو اتنا بگاڑ لیتا ہے کہ اب محقق طبیب اس کو لاعلاج مریض قرار دے دیتا ہے یہی مثال اشتیاق پارٹی کی ہے کہ لاعلاج مریض ہو کر صحت یاب مریض کو عدم تحقیق کے طعنے دے رہے ہیں۔

اس لیے ہم بھی اشتیاق صاحب کے طعن و تشنیع کو لاعلاج مرض کی بحرانی کیفیت کا اثر سمجھتے ہیں۔ اس کا تجربہ ہر شخص آسانی سے کر سکتا ہے۔ آپ موصوف سے پوچھیں کہ جو اجتہاد کا اہل ہو وہ کون ہے؟ تو وہ کہے گا مجتہد۔ آپ پوچھیں کہ جو مجتہد کی تحقیق پر عمل کرے تو

وہ کون ہے؟ وہ کہے گا مقلد پھر پوچھیں جو نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو، نہ تقلید کرے، بلکہ اپنی ناقص رائے کو نبی کی رائے اور معصوم عن الخطاء سمجھے، وہ کون ہے؟ تو وہ ہچکچائے گا۔ آپ فوراً یاد دلا دیں کہ وہی آپ کی جماعت المسلمین ہے۔

مثال:

ایک آدمی کا آپ پتہ پوچھیں کہ آپ سے کہاں ملا جائے، وہ کہے شہر ملتان، صوبہ پنجاب، ملک پاکستان۔ اور دوسرے آدمی سے سارا دن آپ پتہ پوچھتے رہیں کہ آپ کا پتہ۔ وہ بار بار یہی کہتا ہے کہ میں پاکستانی ہوں۔ تو کیا آپ کو یقین نہ ہو جائے گا کہ یہی لاعلاج مریض ہے۔ ایک شخص اپنا تعارف کراتا ہے، میرا نام ہے محمد عمر شاہ بن محمد انور شاہ، قوم سید۔ دوسرا سارا دن یہی گردان کرتا ہے میں آدم کا بیٹا، میں آدم کا بیٹا۔ تو کیا آپ کو یقین نہ ہو گا کہ یہی بے چارہ لاعلاج مریض ہے۔

طبیب اور پنساری:

مریض کو اپنے علاج میں اصل واسطہ طبیب سے پڑتا ہے۔ اگر طبیب دوا اپنے ہی پاس سے دے دے تو پنساری کے پاس جانے کی مریض کو ضرورت نہیں رہتی۔ ہاں اگر طبیب خود کسی مریض کو پنساری کے پاس بھیجے کہ فلاں دوا اتنی مقدار میں لے آؤ۔ اس میں نہ مریض کی رائے کا دخل ہو، نہ پنساری کی رائے کا۔ صرف طبیب کی تجویز ہو تو یہ بالکل صحیح طریق علاج ہے۔ لیکن اگر کوئی عقل مند طبیب کے پاس نہ جائے، کسی مشہور ترین اور سب اطباء میں مسلمہ کتاب سے کسی دوا کی خاصیت پڑھ کر اور مشہور ترین پنساری سے وہ دوا خرید کر خوراک بھی خود متعین کرے، پرہیز سے نفرت کرے اور اپنی بیماری کو بگاڑے۔ تو یہ سارا نقصان اس کی اپنی خود رائی کا ہے۔ اس میں پنساری کا کیا قصور؟ اسی طرح شرعی طریق علاج میں فقہاء طبیب ہیں اور محدثین پنساری۔ اختلافی روایات میں ہم فقیہ اعظم کے مشورہ سے روایت پر عمل کرتے ہیں۔

اور یہ محض اپنی رائے سے ”ایک مجموعہ“ سے روایت لے لیتے ہیں اور یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ فلاں بہت بڑا پنساری ہے۔

تقلید کا مطلب:

اس نئے فرقہ کے امیر ثانی تقلید سے بہت نالاں ہیں۔ مگر تقلید کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں۔ بانی فرقہ نے تقلید کی تعریف نقل کرنے میں بھی تقلید ہی سے کام لیا ہے۔ چنانچہ شیخ عبد العزیز بن احمد بن محمد البخاری الحنفی المتوفٰی ۷۳۰ھ سے نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ ”تلاش حق“ ص ۱۶۰، اور ”خلاصہ تلاش حق“ ص ۱۴۳ پر ہے:

”التقليد اتباع الانسان غيره فيما يقول او يفعل معتقدا للحقية فيه من غير نظر وتامل فى الدليل كان هذا المتبع جعل قول الغير او فعله قلادة فى عنقه من غير مطالبة دليل“

”تقلید (کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ) کسی آدمی کا دوسرے کے قول یا فعل کی اتباع کرنا محض حسن عقیدت سے کہ جس میں (مجتہد کی) دلیل پر غور نہ کرے۔ گویا اس اتباع کنندہ نے دوسرے کے قول یا فعل کو اپنے گلے کا ہار بنا لیا بلا دلیل طلب کرنے کے۔“

اس تعریف سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) تقلید اتباع کا دوسرا نام ہے۔ جو لوگ تقلید اور اتباع میں فرق کرتے ہیں جیسا کہ بانی فرقہ نے بھی بعض جگہ کیا ہے، وہ تقلید کی تعریف بھول جانے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ (۲) جس بات میں تقلید کی جاتی ہے وہ بات بادلیل ہوتی ہے اور مجتہد کے پاس اس کی تفصیلی دلیل موجود ہوتی ہے۔ البتہ مقلد محض حسن عقیدت کی بنا پر اس کی بادلیل بات کو بلا مطالبہ دلیل تسلیم کر لیتا ہے۔ (۳) بانی فرقہ چونکہ عالم نہیں تھا اس لیے نقل نویسی بھی صحیح نہ کر سکا۔ اصل عبارت میں لفظ للحقیہ ایک ”ق“ کے ساتھ تھا، بانی نے ایک اور ”ق“ بڑھا کر ”للحقیقة“ بنا ڈالا۔ اس کو کاتب کی غلطی نہیں کہا جا سکتا، کیوں

کہ اس نے ترجمہ میں بھی ”حقیقت“ ہی لکھا ہے۔ جس فرقہ کا امیر نقل نویسی بھی صحیح نہ کر سکے تو کیا ”اتخذ الناس روسا جہالا“ کی حدیث پاک اس پر صادق آئے گی یا نہیں۔ (۴) بانی فرقہ نے قلادہ کا ترجمہ بریکٹ میں (پٹہ) کیا ہے۔ اور میں نے قلادہ کا ترجمہ ہار کیا ہے۔ قلادہ کے معنی دونوں ہی ہیں مگر پٹہ جانور کے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔ اس لیے جانور قلادہ کا معنی پٹہ ہی کرتے ہیں اور ہار انسانوں کے گلے میں ڈالا جاتا ہے‘ اس لیے انسان قلادہ کا معنی ہار ہی کرتے ہیں۔

”نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی“

بخاری میں ”باب القلائد والسخاب للنساء“ ہے کہ صحابیات نے گلے کے ہار صدقہ میں دے دیئے۔ کیا بانی کے بعد ثانی ان کا ترجمہ صحابیات کے پٹے کرے گا۔

اور دوسرا باب ہے ”استعارۃ القلائد“ کیا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہما سے ان کا ہار ادھار لیا تھا یا حضرت اسمائ رضی اللہ عنہما کا پٹہ ادھار لیا تھا؟ کیا قلادہ کا ترجمہ پٹہ کرنا طنز تو نہیں؟ ثانی بانی اس کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ (۵) ثانی نے ص ۱۶۱ پر لکھا ہے: ” ائمہ کی تحقیق پر اعتماد کرنا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف تقلید نہیں ہے۔ تقلید مسائل میں ہوتی ہے‘ پھر تقلید ایک امام کی ہوتی ہے‘ متعدد امام کی تقلید نہیں ہوتی۔“

مولانا صاحب کو تقلید کی تعریف ایک بار پھر پڑھ لینی چاہیے۔ ہم نے سوچا تھا کہ بانی کے بعد ثانی شاید کوئی پڑھا لکھا آدمی ہو گا، لیکن معلوم ہوا کہ جناب صحیح اردو بھی نہیں لکھ سکتے۔ ” متعدد امام کی تقلید نہیں ہوتی۔“ یہاں امام بصیغہ واحد غلط ہے۔ یہاں اماموں یا ائمہ جمع آنا چاہیے۔ مگر ہائے فرقہ کی قسمت! جناب من محدثین جو کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہتے ہیں تو کسی نص سے نہیں کہتے کہ اللہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صحیح یا ضعیف کہا ہے، بلکہ وہ لوگ پہلے اپنی رائے اور اجتہاد سے کچھ اصول بتاتے ہیں۔ پھر اس رائے اور اجتہاد پر مبنی

اصولوں سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہتے ہیں۔ اس لیے ان کی اجتہادی رائے کو بلا مطالبہ دلیل ماننا تقلید ہے۔ (قواعد فی علوم الحدیث)

چنانچہ بانی فرقہ کے معتمد خاص جناب البانی صاحب کی شہادتیں پڑھیں۔

1. ایک حدیث پر ہیثمی نے کہا رجالہ رجال الصحیح۔ اسی بات کو سیوطی نے نقل کیا تو البانی صاحب فرماتے ہیں قلدہ السیوطی سیوطی نے اس کی تقلید کی۔

(الضعیفہ ۲۔ ۳۴۰)

2. ایک حدیث کو سیوطی نے ضعیف کہا ہے۔ مناوی نے حافظ ابن حجر کے قول سے سیوطی کا رد کر کے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ جناب البانی صاحب لکھتے ہیں: "وھذا تعقب واہ جاءہ من التقلید والاستسلام لرد الحافظ ابن حجر دون تبصر." (ص ۳۴۵) کہ مناوی کا اس حدیث کو صحیح کہنا ابن حجر کی اندھی تقلید ہے۔

3. حافظ ابن حجر نے ایک حدیث پر لکھا ہے: "رجالہ ثقات" یہی بات ان کے حوالہ سے صنعانی نے لکھی ہے۔ تو البانی لکھتے ہیں: "قلدہ الصنعانی" (ص ۳۶۲) صنعانی نے اس کی تقلید کی ہے۔

4. ابن کثیر نے ایک حدیث کو صحیح کہا ہے۔ البانی نے لکھا ہے: "قلدہ فی ذالک" شوکانی، صدیق حسن خان، آلوسی (ص ۳۸۷) یعنی شوکانی، صدیق حسن اور آلوسی نے ابن کثیر کی تقلید کی ہے۔

5. صنعانی نے ایک حدیث کو صحیح ماننے میں دار قطنی کی تقلید کی ہے۔ (ص ۳۹۴)

6. حاکم اور ذہبی نے ایک حدیث کو "صحیح علی شرط الشیخین" کہا ہے۔ مناوی نے اس کو نقل کیا ہے۔ البانی صاحب لکھتے ہیں: "قلدہ الحاکم والذہبی"

(الضعیفۃ ص ۱۳، ج ۴)

7. اسی طرح الغماری کو مناوی کا مقلد کہا ہے۔ (ص ۶۹)

8. "قلدہ المناوی کہ مناوی نے ہیثمی کی تقلید کی ہے۔ (ص ۹۵)

9. "قلدہ الغماری کعادتہ" (ص ۳۱۵)

10. خود اپنے بارے میں البانی لکھتا ہے "قلدتہ فی ذالک کلہ للجنۃ القائمۃ علی تحقیقہ" (ص ۳۱۶) میں نے ان سب میں اس مجلس کی تقلید کی ہے جو تحقیق کے لیے قائم کی گئی۔ تلك عشرۃ كاملة

آخری حوالہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقلید صرف ایک کی نہیں ہوتی، جماعت کی بھی ہوتی ہے۔ اس تحقیق سے یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بانی اور ثانی محدثین کے مقلد ہیں، اور تقلید ان کے ہاں شرک ہے۔ اس لیے دونوں اقراری مشرک ہیں۔ ثانی صاحب! ہم نے تقلید کا معنی دوبارہ غور سے پڑھ لیا۔

مسلمین

بانی فرقہ کے نزدیک مسلم کا معنی وہ نہیں جو سب مسلمان کرتے ہیں بلکہ ان کے ہاں مسلم کا معنی غیر مقلد ہے۔ لکھتا ہے: "غرض یہ کہ مسلمین یعنی کسی امام کی تقلید نہ کرنے والے ہمیشہ رہے ہیں۔" (خلاصہ تلاش حق ص ۴۱) کیا اس عبارت کا صاف مطلب نہیں کہ جو کسی امام کی تقلید نہیں کرتا وہ مسلم ہے اور جو کسی امام کی تقلید کرے وہ غیر مسلم ہے۔

ایک صاحب نے کہا: "ہم قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں' اللہ کی وحدانیت پر ہمارا ایمان ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو کیا پھر بھی مسلم نہیں؟

بانی فرقہ جواب دیتا ہے: "ان سب باتوں کے باوجود بھی آپ مسلم نہیں' اس لیے کہ آپ شرک کے مرتکب ہیں۔" (ص ۱۴۱) کیوں کہ آپ نے تقلید کو داخل فی الدین کیا'

اس کو واجب قرار دیا' لہٰذا آپ شرک کے مرتکب ہوئے۔ (ص ۱۴۲) ان سب باتوں پر بریلویوں' مرزائیوں' رافضیوں' منکرین حدیث اور جملہ فرق باطلہ کا اتفاق ہے تو کیا وہ سب مسلم ہیں؟ (۱۴۳)

کیا ان عبارتوں میں صراحت نہیں کہ مقلدین غیر مسلم ہیں۔ جیسے مرزائی، رافضی، منکرین حدیث غیر مسلم ہیں۔ ثانی صاحب! میری دلیل تو شکل اول ہے جو بدیہی الانتاج ہوتی ہے۔ صغریٰ یہ ہے وہ تمام محدثین جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ہے' وہ مقلد ہیں۔ کبریٰ یہ ہے ہر مقلد مرزائیوں کی طرح غیر مسلم ہے۔
نتیجہ: آپ کے اصول کے مطابق یہ تمام محدثین مرزائیوں کی طرح غیر مسلم ہیں جن کی کتابوں سے صلوٰۃ المسلمین' منہاج المسلمین وغیرہ مرتب کی ہیں۔

اعتراض نمبر ۲:

"جو مقلد ہوتا ہے وہ اپنے مقلد ہونے کا خود اقرار کرتا ہے۔" (ص ۱۳)

جواب:

1. یہ بات پڑھ کر شاید کچھ ان پڑھ مریدین جھوم گئے ہوں کہ ثانی تو بانی سے بھی بڑھ گیا۔ لیکن اہل علم تو سمجھ گئے کہ ثانی صاحب نہ قرآن کو مانتے ہیں، نہ حدیث کو، نہ کسی قانون کو، نہ ہی اپنی بات کو۔ کتاب و سنت اور دنیا کے ہر قانون میں ثبوت کے تین طریقے ہیں۔ اقرار، شہادت، نکول۔ فقہاء ان میں سے اقرار کو ثبوت قاصر کہتے ہیں۔ کیوں کہ اقرار کرنے والا کسی وقت بھی اپنے اقرار سے رجوع کر سکتا ہے۔ جناب نے ایک ہی فقرے میں آیات و احادیث شہادت کا انکار کر ڈالا۔ کیوں ثانی صاحب! جناب کی طرف کوئی یوں کہے کہ "صحابی وہ ہوتا ہے جو خود اپنے صحابی ہونے کا اقرار کرے۔ تابعی وہ ہوتا ہے جو خود اپنے تابعی ہونے کا اقرار کرے۔ تبع تابعی وہ ہوتا ہے جو خود اپنے تبع تابعی ہونے کا اقرار کرے۔ تو ثانی صاحب تاریخ سے

کتنے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا اقرار دکھا سکتے ہیں اور جس کا نہ دکھا سکیں اس کے صحابی، تابعی، تبع تابعی ہونے کا انکار کریں گے ؟

2. ثانی صاحب! جن محدثین کے مقلد ہونے کے لیے آپ فرماتے ہیں کہ اقرار دکھایا جائے ان کو آپ محدث اور مسلم تو مانتے ہیں۔ تو کیا آپ تاریخ میں ان کا اقرار دکھا سکتے ہیں کہ سب نے کہا ہو میں محدث ہوں، میں مسلم ہوں۔ اور نہ دکھا سکیں اور قیامت نہ دکھا سکیں گے۔ تو ان کے محدث اور مسلم ہونے کا انکار علی الاعلان شائع کرو گے ؟

3. ثانی صاحب! جن راویوں کو جناب ثقہ یا ضعیف یا عادل یا کذاب کہتے ہیں ان کا اقرار جناب پیش کر سکیں گے کہ راوی نے کہا ہو میں ثقہ ہوں، میں ضعیف ہوں، میں کذاب ہوں، میں دجال ہوں وغیرہ۔

4. ثانی صاحب! حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب اپنے مسلم ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ جناب ان کے اس اقرار کو تسلیم کیوں نہیں کرتے۔ ہم نے سنا تھا کہ غیر مقلد وہ ہوتا ہے جو کسی کی بات نہ مانے۔ آپ تو ایسے غیر مقلد نکلے جو اپنی بات پر بھی قائم نہ رہے۔

5. ثانی صاحب! مقلد ہونے کے لیے تو اقرار ضروری ہے۔ تو کیا جن کو بانی یا ثانی نے حنفی یا شافعی وغیرہ لکھا ہے، مثلاً علامہ زیلعی، علامہ عینی وغیرہ، ان کو جناب نے مقلد کیسے مان لیا۔ ان کا اقرار باحوالہ تحریر فرمائیں۔

6. ثانی صاحب! اگر کسی کو مقلد کہنے کے لیے اس کا اقرار دکھانا ضروری ہے تو کسی کو غیر مقلد کہنے کے لیے بھی اس کا اقرار دکھانا ضروری ہونا چاہیے۔ تو جناب جن محدثین کو غیر مقلد مانتے ہیں ان کا اپنا اقرار دکھا دیں کہ میں نہ مجتہد ہوں نہ مقلد، بلکہ غیر مقلد ہوں۔ ثانی صاحب! ایسے لگتا ہے جیسے جناب حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے فرد ہیں جن کے لینے کے باٹ

الگ ہوتے تھے اور دینے کے باٹ الگ ہوتے تھے۔ جناب جس کو جو مان لیں اس کا اقرار دکھانے کی ضرورت نہیں، لیکن دوسروں سے اقرار اقرار دکھانے کا مطالبہ ہے۔

7. ثانی صاحب! ایک مورخ تاریخ لاہور لکھے اور اس میں نمبروار عنوان دے کر لاہوریوں کے حالات لکھے۔ تو پرائمری کلاس کے بچے بھی مان جاتے ہیں کہ جن کے حالات اس کتاب میں درج ہیں' وہ لاہوری ہیں۔ کوئی پرائمری سکول کا بچہ بھی ایسی بے ہودہ بات نہیں کہتا کہ ہر شخص کا اپنا اقرار نامہ پہلے دکھاؤ کہ اس نے خود کہا ہو کہ میں لاہوری ہوں' ورنہ میں ان کو لاہوری نہیں مانتا۔

8. ثانی صاحب! محدثین نے خود جو کتابیں محدثین کے حالات میں لکھی ہیں' وہ چار ہی قسم کی ہیں۔ طبقاتِ حنفیہ، طبقاتِ مالکیہ، طبقاتِ شافعیہ، طبقاتِ حنابلہ۔ طبقاتِ غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی مسلمہ محدث یا مورخ نے نہیں لکھی۔ تو جس طرح تاریخ لاہور میں مذکور سب لاہوری ہیں۔ طبقات حنفیہ میں مذکور سب حنفی ہیں۔ جس طرح تاریخ ملتان میں مذکور سب ملتانی ہیں۔ اسی طرح طبقات شافعیہ میں مذکور سب شافعی ہیں۔ ثانی صاحب! جن کتابوں کی شہادت سے جناب ان کا مسلم ہونا مانتے ہیں، ان کا محدث ہونا مانتے ہیں، ان ہی سے ان کا مقلد ہونا ثابت ہے۔ جس طرح ان کا محدث ہونا اور مسلم ہونا ایک متواتر تاریخی شہادت ہے اسی طرح ان کا مقلد ہونا بھی متواتر تاریخی شہادت ہے۔

9. ثانی صاحب! جس قسم کی تاریخی شہادتوں سے جناب کسی راوی کا ثقہ یا ضعیف ہونا مانتے ہیں، حالانکہ ان کے بارہ میں شہادتوں میں سخت اختلاف بھی ملتا ہے۔ مگر محدثین کے مقلد ہونے میں کوئی تاریخی اختلاف نہیں ملتا۔ تو راویوں کے بارے میں محدثین کی اختلافی آراء کو قبول کرنا اور مقلد ہونے کے بارے میں ان کی اتفاقی شہادتوں کو ٹھکرانا کون سی عقل مندی

ہے؟ ثانی صاحب! یہی وہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی محدثین ہیں جو مقلد ہیں اور بانی صاحب ان ہی مقلدین کو مرزائیوں جیسا غیر مسلم قرار دیتا ہے۔

10. ثانی صاحب! اگر جناب مقلدین کو مسلم مانتے ہیں تو صاف اعلان شائع کریں کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مقلدین سب سچے اور پکے مسلم ہیں۔ بانی فرقہ نے جو ان کو غیر مسلم لکھا ہے وہ مسلمین کو غیر مسلم کہنے کی وجہ سے خود غیر مسلم تھا اور غیر مسلم ہی مرا ہے۔ البتہ ہم اس سے توبہ کر رہے ہیں۔ ثانی صاحب! دین میں ایچ پیچ سے کام نہ لیں، بات صاف صاف کریں۔

اختلافی احادیث:

بانی اور ثانی، اہل السنت کے خلاف یہ جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم احادیث پر عمل کرتے ہیں اور حنفی احادیث کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جن احادیث میں اختلاف ہے ان میں سب احادیث پر تو کوئی بھی عمل نہیں کرتا۔ احادیث متعارضہ میں سب کا دعویٰ ہے کہ وہ احادیث راجحہ پر عمل کرتے ہیں۔ کسی حدیث کا صحیح، ضعیف یا راجح اور مرجوح ہونا اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بیان نہیں فرمایا۔

اس لیے ہم اس بارہ میں اپنے مجتہد کی تقلید کرتے ہیں۔ خیر القرون کے مجتہد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جن احادیث کو راجح قرار دیا، ہم ان پر عمل کرتے ہیں اور ثانی صاحب اس بارہ میں بانی فرقہ کے مقلد ہیں۔ جب کہ بانی فرقہ کو اجتہاد کی ہوا بھی نہیں لگی۔ وہ مقلد کو مشرک اور غیر مسلم بھی کہتا ہے اور ان کی تقلید بھی کرتا ہے۔ اس نے اپنی ساری نماز صاحب مشکوٰۃ (مقلد شافعی)، ابن حجر (مقلد شافعی) شوکانی (زیدی شیعہ) البانی (فرقہ پرست اہل حدیث) وغیرہ سے لی ہے۔ یہ جن مجتہدین کی تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں اور ان مقلدین کی تقلید کو عین ایمان سمجھتے ہیں۔ ثانی صاحب نے بارہ مسائل کا اشارہ کیا ہے۔

1. جس طرح جوتے اتار کر نماز پڑھنا امت میں عملاً متواتر ہے، اسی طرح ترک رفع یدین کی احادیث عملاً متواتر ہیں۔ جن کے بانی اور ثانی دونوں منکر ہیں۔ تو منکر حدیث کون ہوا؟ یاد رہے کہ عملی تواتر کو بانی فرقہ قرآن کے تواتر سے بھی بڑا تواتر مانتا ہے۔

2. آمین بالجہر کا سنت ہونا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ بانی اور ثانی سنت کی جامع ومانع تعریف سے جاہل ہیں۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے آج تک آہستہ آمین کی احادیث پر اکثر امت میں متواتر عمل ہے، جس کا بانی اور ثانی منکر ہے۔ تو ان کے منکرین حدیث ہونے میں کیا شک ہے۔

3. صف بندی قدم سے قدم، کندھے سے کندھا ملانا۔ لکھتا ہے ”۔ گھٹنے سے گھٹنا ملانا کیوں ذکر نہیں کیا جو داود میں ہے۔ نیز یہ بھی فرمائیں، یہ حدیث کی کون سی قسم ہے قولی یا فعلی یا تقریری؟ نیز سنت کی تعریف فرما کر اس کی سنیت ثابت کریں۔“

4. ہاتھ باندھنے میں ہم دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھتے ہیں جیسا کہ ابو داود، مسند احمد وغیرہ میں حدیث ہے جس پر آپ کا عمل نہیں۔ بائیں ہاتھ کے گٹ (رسغ) کو پکڑتے ہیں۔ جس پر آپ کا عمل نہیں اور کلائی (ذراع) پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں رکھتے ہیں، سب حدیثوں پر ہمارا عمل ہے اور جناب ”افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض“ کے مصداق کتنی احادیث کے منکر ہیں۔

5. تین چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ اس مسئلہ کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں:

و قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ يُجْزِئُ و قَالَ بَعْضُهُمْ تَفْرِيقُهُمَا أَحَبُّ إِلَيْنَا و قَالَ الشَّافِعِيُّ إِنْ جَمَعَهُمَا فِي كَفٍّ وَاحِدٍ فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ فَرَّقَهُمَا فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْنَا (ص۶، ج۱)

یہی کچھ ہم کہتے ہیں۔ جناب کا غیر محبوب کو سنت سمجھنا سنت کی تعریف سے جہالت پر مبنی ہے۔ اور احادیث مفصل کے آپ منکر ہیں۔

6. ہمارے ہاں پورے سر کا مسح سنت ہے۔ جناب اگر حدیث میں تصریح دکھادیں کہ پورے سر کا مسح سنت نہیں فرض ہے تو ہم سنت کہنے سے رجوع کر لیں گے۔ مگر آپ اس وقت اس مسئلہ مسح علی الناصیۃ والی متفق علیہ حدیث کے منکر ہیں۔

7. "کسی حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے" یہ جناب کا جھوٹ ہے۔

8. امام کے سکتات میں فاتحہ پڑھنے کی ایک بھی صحیح حدیث نہیں۔ اس لیے امام ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں اس کو بدترین بدعت قرار دیا ہے۔

9. ذبح کرتے وقت جانور کا بچہ پیٹ میں مر جائے تو بوجہ مردار حرام ہے۔ اور اگر لٹاتے وقت چوٹ سے مرا تو متردیہ میں داخل ہو کر حرام ہے۔ اگر سانس بند ہو کر گلا گھٹنے سے مرا تو متخنقہ میں داخل اور حرام ہے۔ آپ تو قرآن کے بھی منکر نکلے۔

10. تورک کے بارہ میں لم یتورک (ابوداود میں) ہے جس کے آپ منکر ہیں۔ تورک کو سنت کہنا سنت کی تعریف سے جہالت ہے۔

11. جلسہ استراحت کو سنت کہنا بھی سنت کی تعریف سے جہالت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز کو خلاف سنت کہنا ہے اور سیدھے کھڑے ہونے والی حدیث کا انکار ہے۔ جن پر امت میں متواتر عمل چلا آرہا ہے۔

12. کلمہ شہادت کی انگلی کو آخر وقت تک اٹھائے رکھنا تواتر عمل کے خلاف اور شاذ ہے۔ جناب کا فرقہ بھی شاذہ، مسائل بھی شاذ۔ اس لیے حدیث پاک من شذ شذ فی النار سے ڈرنا چاہیے۔

کیا آپ یہ حلفیہ اعلان شائع کر سکتے ہیں کہ ہم تمام اختلافی احادیث پر عمل کرتے ہیں۔ بہر حال احادیث متعارضہ میں احادیث راجحہ پر عمل ہوتا ہے۔

مسعود احمد کی دعوت کی حقیقت:

جناب نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جماعت المسلمین کے امام ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما تھے۔ (یہ عنہما تثنیہ کا صیغہ استعمال کرنا علم ہے یا جہالت) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ (ص۶)

1. جناب نے اپنے اصول پر ان کا اپنا اقرار نقل نہیں فرمایا کہ ”میں جماعت المسلمین کا امام ہوں۔“ آئندہ ضرور مستند حوالہ پیش فرمائیں۔
2. یہ چاروں صاحب اقتدار تھے اور بانی فرقہ اقتدار سے محروم۔
3. کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد جماعت المسلمین مٹ گئی تھی؟ پھر چودھویں صدی کے آخر میں مسعود صاحب نے اس نام کی جماعت گھڑی؟ تو درمیانے زمانہ کے ائمہ کا ذکر بھی فرمادیں۔ ورنہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ قادیانیوں کے ربوہ کی طرح یہ نام بھی مسعود نے گھڑا۔ اس جماعت کے نام سے لٹریچر بھی اسی نے گھڑا۔ چلو کم از کم بارہویں اور تیرھویں صدی کے ہی امام المسلمین کا نام دکھادو۔ ہاں جناب نے فرمایا ہے کہ ابو داود کی خلیفہ والی حدیث شاذ یعنی ضعیف ہے۔ یہ فقرہ بالکل بے معنی ہے۔ اگر اس کو ضعیف کہنے کی وجہ شاذ ہونا ہے تو جناب شاذ کی تعریف سے ناواقف ہیں۔ ”شذوذ“ ثقات کی مخالفت کا نام ہے۔ شاذ تو جب ہوتی ہے کہ کئی ایک ثقات یوں حدیث بیان کرتے کہ امام المسلمین کبھی خلیفہ نہیں ہوگا۔ پھر نفی کے خلاف اس اثبات والی حدیث کو شاذ کہا جاتا ہے۔ جناب نے جب خود مانا کہ پہلے چاروں امام المسلمین خلیفہ تھے۔ اب بھی امام المسلمین کا خلیفہ ہونا تو اس کی موافقت ہے نہ کہ شذوذ۔ انسان جس فن سے جاہل ہو، اس میں قدم رکھنے سے اسی طرح ذلیل ہوتا ہے۔

اعتراض نمبر ۳:

بانی فرقہ نے لکھا تھا کہ در مختار میں شرائط امامت میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔

جواب:

شرط تو اس کو کہتے ہیں کہ اذا فات الشرط فات المشروط فقہ حنفی میں شرائط نماز یہ ہیں: ۱۔ بدن کا پاک ہونا، ۲۔ کپڑوں کا پاک ہونا، ۳۔ جگہ کا پاک ہونا، ۴۔ ستر کا چھپانا، ۵۔ نماز کا وقت ہونا، ۶۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا، ۷۔ نیت کرنا

(تعلیم الاسلام ص۴۴)

ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ بانی فرقہ نے بہت بڑا جھوٹ بولا ہے کہ آلہ تناسل کا چھوٹا ہونا امامت کی شرائط میں سے ہے۔ اگر در مختار یا کسی بھی حنفی مذہب کی کتاب میں یہاں لفظ شرط دکھا دے تو مبلغ ایک ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔

در مختار:

مذہب حنفی پر اعتراض کرنے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اصل مذہب حنفی متون فقہ میں ہوتا ہے۔ ہاں شروح میں شارح کی تخریجات بھی ہوتی ہیں، جو اس وقت تک مذہب نہیں کہلاتیں جب تک مفتیٰ بہ نہ ہوں۔ حضرت فقیہ محمد بن عبد اللہ بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم خطیب بن خلیل بن تمر تاشی المتوفیٰ ۱۰۰۴ھ نے فقہ کا ایک متن مرتب فرمایا جس کا نام ”تنویر الابصار“ رکھا۔ مرتب کرنے کا مطلب یہ ہے جیسے مشکوٰۃ شریف پہلی کتابوں کو سامنے رکھ کر مرتب کر لی گئی، پھر فقیہ محدث عالم فاضل امام محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمن المعروف بہ حصکفی المتوفیٰ ۱۰۸۸ھ نے اس کتاب کی شرح تحریر فرمائی۔ اس میں ”أحق بالإمامة“ کے عنوان کے تحت ص۱۶ پر تحریر فرمایا ”ثم الأكبر رأسا والاصغر عضوا“ یعنی وہ امام بنے جس کا سر بڑا اور دوسرے عضو چھوٹے ہوں۔ کیونکہ سر کا بڑا ہونا اور

دوسرے اعضـــــاء کا متناسب ہونا دلیل ہے زیادتی عقل کی۔ مگر کلانی سر کی موقع سے ہو، بے موقع نہ ہو۔ کذا فی الطحطاوی

(غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار ص۲۹۰، ج۱)

علامہ وحید الزمان نے نزل الابرار میں بعض نسخوں سے عبارت یوں نقل کی ہے ”ثم الاکبر راسا واصغر قدما“ یعنی سر بڑا اور قدم چھوٹے ہوں اور مشہور محاورہ ہے سر وڈے سرداراں دے، پیر وڈے گنواراں دے۔

اس مسئلہ کا مطلب صرف یہ ہے کہ جسم مناسب ہو تو یہ اعتدال مزاج کی دلیل ہے۔ امام اگر معتدل مزاج ہو گا تو نمازی اس سے بدکیں گے نہیں، بلکہ زیادہ آئیں گے۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ جماعت میں جتنے نمازی زیادہ ہوں گے اتنا ثواب بھی زیادہ ہو گا۔ اور اگر امام کا جسم بھی متناسب نہ ہوا تو یہ اختلاف مزاج کا باعث ہو گا۔ جس سے امام میں چڑچڑاپن پیدا ہو گا۔ اور وہ اپنے چڑچڑے پن کی وجہ سے مقتدیوں سے الجھ کر بھگادے گا۔ اسی طرح جماعت کے کم رہ جانے کی وجہ سے ثواب بھی کم ہو گا۔ اگر آپ اس مسئلے کو کسی آیت یا حدیث کے خلاف ثابت کر دیں تو ہم کھلے دل سے اس غلطی کا اعتراف کر لیں گے۔ لیکن ہم ثانی یابانی کو خدا ورسول نہیں سمجھتے کہ جو مسئلہ ان کو سمجھ نہ آئے اس کو غلط سمجھ لیا جائے۔

درمختار شریف کی عبارت ”ثم الاکبر راسا والاصغر عضوًا“ میں عضوا اسم جنس ہے جیسے انسان اسم جنس ہے۔ یہ صیغہ واحد کا ہے مگر اس کا اطلاق جیسے واحد پر ہوتا ہے زیادہ انسان ہوں تو بھی انسان کہا جاتا ہے۔ اسی لیے مترجم نے اسم جنس کا لحاظ کرتے ہوئے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے ”اور دوسرے عضو چھوٹے ہوں۔“ اس کو اسم جنس لینے سے تو کسی خاص ایک عضو کا یہاں ذکر ہی نہیں، سب اعصناء کا ذکر ہے اور اگر عضواً کو اسم جنس مراد نہ لیں عضو واحد

ہی مراد لیں تو جب در مختار شریف میں مسئلہ اتنا ہی ہے۔ بانی فرقہ نے جو اصغر عضواً کا ترجمہ کیا ہے۔ ”اور ذکر سب سے چھوٹا ہو۔“

(خلاصہ تلاش حق ص ۲۴)

آخر بانی فرقہ کو سب اعضاء چھوڑ کر صرف اسی کا تذکرہ کیوں پسند آیا؟ ثانی صاحب! بانی تو جھوٹ لکھ کر آنجہانی ہو گیا۔ دیکھو مسلم میں حدیث ہے ”أُهْدِيَ لَهُ عُضْوٌ مِنْ لَحْمِ صَيْدٍ“ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شکار کے گوشت کا عضو ہدیہ دیا گیا۔ اس حدیث میں بھی جناب عضو کا ترجمہ ذَکر ہی کریں گے؟ (معاذ اللہ) مسند احمد میں حدیث ہے: ”أكل عضوا ثم صلى ولم يتوضأ“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عضو تناول فرمایا' پھر نماز پڑھی، نیا وضو نہیں کیا۔ ثانی صاحب! کیا یہاں بھی آپ عضواً کا ترجمہ ذَکر ہی کریں گے؟ (معاذ اللہ) ثانی صاحب! ناقص مطالعے والا مصنف بن بیٹھے تو ایسا ہی ذلیل ہوتا ہے۔ بہر حال بانی فرقہ نے در مختار پر ایسا گھناؤنا جھوٹ بولا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

چھوٹے میاں:

یہ محاورہ تو سنا تھا کہ

” بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ “۔

بانی کا جھوٹ سن لیا، اب ثانی کا سنیں' لکھتا ہے:

”در مختار میں عضو ہے اور عضو کی تشریح رد المختار میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

”ان المراد من العضو الذکر“

(رد المحتار ص ۴۱۳)

کہ یقیناً عضو سے مراد ذکر ہے

(سیف محمدی ص ۴۸)

ثانی صاحب! جناب نے جو لکھا ہے کہ عضو کی تشریح در مختار میں موجود ہے۔ پھر عربی عبارت لکھی ہے۔ یہ اگر در مختار میں دکھا دیں تو ایک ہزار روپیہ انعام آپ کو دیا جائے گا جو مسلمہ فریقین کمیٹی کے سامنے دیکھ کر ادا کیا جائے گا۔ ایسے جھوٹ ثانی صاحب! کیا خدا کے پاس نہیں جانا؟

ردالمختار: ثانی صاحب نے ایک کتاب کا نام ردالمختار (خ) کے ساتھ لکھا ہے جو بالکل غلط ہے۔ یہ لفظ "ردالمحتار (ح)" کے ساتھ ہے۔ جو ایک لفظ صحیح پڑھ بھی نہیں سکتے، وہ آج دین کے پیشوا بنے بیٹھے ہیں۔

ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے، انجام گلستاں کیا ہو گا

یہ کتاب در مختار شریف کی شرح ہے اور شامی شریف کے نام سے مشہور ہے۔ علامہ شامی کا وصال تقریباً ۱۲۶۰ھ میں ہوا۔ علامہ شامی در مختار کی اس عبارت پر لکھتے ہیں:

"(ثم الاکبر راسا) لانه یدل علی کبر العقل مع مناسبة الاّٰعضاء له والا فلو فحش الراس کبرا والاعضاء صغرا کان دلالته علی اختلال ترکیب مزاجه المستلزم لعدم اعتدال عقله ۔ وفی حاشیه ابی السعود وقد نقل عن بعضهم فی هذا المقام ما لایلیق ان یذکر فضلا ان یکتببه وکانه یشیر الی ما قیل ان المراد بالعضو الذکر"

ترجمہ: "کیونکہ سر کا بڑا ہونا دلیل ہے زیادتی عقل کی جب کہ دوسرے اعصا بھی متناسب ہوں۔ ورنہ اگر سر بہت بڑا اور باقی اعضاء بہت چھوٹے ہوں تو یہ دلیل ہے مزاج کی ترکیب میں اختلال کی، جو لازم ہے عقل کی بے اعتدالی کو اور حاشیہ ابوا سعود میں ہے ان میں سے بعض نے اس مقام پر ایسی بات نقل کی ہے جس کا ذکر کرنا بھی لائق نہیں، چہ جائیکہ لکھی جائے۔ گویا وہ اشارہ کر رہے ہیں اس کی طرف جو کہا گیا ہے کہ عضو سے مراد ذکر ہے۔"

علامہ شامی نے پہلے عبارت کا صحیح مطلب بیان فرمایا ہے اور عضو کو اسم جنس قرار دے کر شرح اعضاء سے فرمائی ہے۔ پھر عضو سے ذکر مراد لینے والے مجہول قائل کی زبردست تردید فرمائی ہے کہ یہ بات تو قابل ذکر ہی نہیں چہ جائیکہ لکھی جائے۔ مگر یہ ثانی تو بانی کا بھی باپ نکلا۔ بدعتی فرقہ والو! خدا کے لیے اس کی نظر ٹیسٹ کرواؤ۔ اس کو تردید نظر نہیں آئی۔ ایک پادری کہتا تھا قرآن مجید میں ہے ”ان اللہ ثالث ثلاثۃ“ یقینا اللہ تین میں سے ایک ہے۔ ”ان اللہ ھو المسیح بن مریم“ یقینا مریم کا بیٹا مسیح خدا ہے۔ وہ کہتا تھا یقینا قرآن پاک سے تثلیث یعنی تین خدا بھی ثابت ہو گئے اور عیسیٰ علیہ السلام کا خدا ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ حالانکہ قرآن میں یہ ہے کہ وہ لوگ کافر ہیں جو تین خدا مانتے ہیں یا مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ اسی طرح علامہ شامی نے تو یہ تحریر فرمایا کہ عضو سے ذکر مراد لینا اس لائق ہی نہیں کہ اس کو ذکر کیا جائے۔ مگر ثانی صاحب نے لکھ مارا کہ یقینا ذکر مراد ہے۔ اَنْ یا اَنَّ: لفظ اَنْ جس کا معنی ”کہ“ ہوتا ہے‘ اس کا ترجمہ اَنَّ کر دیا جس کا معنی ”یقینا“ ہوتا ہے۔ آگے سیف محمدی کا نام لکھا ہے۔ یہ ایک لامذہب غیر مقلد محمد جوناگڑھی کی کتاب ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ:

ثانی صاحب لکھتے ہیں ”امام طحاوی کہتے ہیں ”فسرہ بعض المشائخ“ کہ در مختار کی (اس عبارت میں) بعض مشائخ نے یہ تفسیر کی ہے۔ یہ ثانی صاحب کا بہت بڑا علمی کمال ہے۔ امام طحاوی ۲۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۲۱ھ میں فوت ہو گئے اور صاحب در مختار ۱۰۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۸۸ھ میں فوت ہوئے۔ جو کتاب گیارہویں صدی میں لکھی گئی ہو اس کی شرح تیسری صدی میں کیسے لکھی جا سکتی ہے۔ یہ تو ایسی حماقت ہے کہ فرقہ کا کوئی امیر ثالث یوں کہے کہ بلوغ المرام کی شرح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یوں لکھا ہے: اس بدعتی فرقہ کی قسمت کہ جو امیر ملتا ہے جہالت اور خیانت میں پہلے سے دوسرا بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔

علامہ طحطاوی رحمہ اللہ:

فقیہ عصر، وحید دہر، محدث جلیل، علامہ محقق فاضل مدقق سید احمد طحطاوی المتوفیٰ ۱۲۳۳ھ نے در مختار اور مراقی الفلاح کی شرح تحریر فرمائی ہے۔ انہوں نے مراقی الفلاح کی شرح میں لکھا ہے: "فسر بعض المشائخ بالاصغر ذکر الانه کبره الفاحش یدل غالبا علی دناءة الاصل ویحرر" کہ مشائخ میں سے کسی بعض نے (جو مجہول ہے) یہ تفسیر کی ہے کہ "اصغر ذکراً" کیوں کہ اس کا بہت بڑا ہونا ہے، اصل میں اس کی کمینگی کی دلیل ہے۔ اور اس تفسیر پر غور کیا جائے۔ طحطاوی رحمہ اللہ نے اس مجہول تفسیر کو تسلیم نہیں فرمایا بلکہ غور کرنے کو کہا ہے۔ امام طحطاوی رحمہ اللہ تو ۱۲۳۳ھ میں فوت ہو گئے۔ علامہ شامی نے شامی شریف ان کے وصال کے ۱۶ سال بعد ۱۲۴۹ھ میں لکھی اور پورے غور کے بعد اس تفسیر کی تردید کر دی اور محشی۔ ابو السعود نے بھی اس تفسیر کی تردید کر دی۔ جس کے قائل کا آج تک نام معلوم نہیں ہو سکا۔ ثانی صاحب نے ایک تو عبارت نامکمل نقل کی۔ دوسرے پہلے کو پیچھے کر دیا اور بعد والے کو پہلے کر دیا۔ جس کو احناف ۱۲۴۹ھ میں رد کر چکے ہیں۔

اعتراض نمبر ۴: امام صاحب کو دار قطنی نے ضعیف کہا ہے:

جواب:

ثانی صاحب کو جواب کی ناکامی پر جو تلخی اور بوکھلاہٹ ہوئی ہے وہ اپنے امام مسعود احمد کی اطاعت سے بھی بھاگ نکلے۔ ان کے امام تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مداح تھے۔ اپنے آپ کو ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتے تھے۔ مگر ثانی صاحب حضرت امام صاحب کو ضعیف کہنے پر اتر آئے۔ حضرت امام صاحب کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ اور ان کو ضعیف دار قطنی (المتوفیٰ ۳۸۵ھ) نے ۲۳۵ سال بعد کہا، اور وجہ صرف یہ ہے کہ امام صاحب نے حدیث کی سند عن عبد اللہ بن شداد عن جابر عن النبی بیان کی۔ جب کہ بعض نے سند عبد اللہ بن شداد عن

النبی بیان کی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی وجہ ضعیف نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن شداد کبھی اس کو مرسلاً بیان فرماتے، کبھی مسنداً۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واسطہ بیان کرنے میں امام صاحب ہی منفرد نہیں، بلکہ مسند احمد بن منیع میں حضرت قاضی شریک اور امام سفیان ثوری بھی حضرت جابر کا واسطہ بیان کرتے ہیں۔ تو کیا امام سفیان ثوری بھی ضعیف ہیں؟

اعتراض نمبر ۵؛ امام صاحب کو نسائی نے ضعیف کہا ہے:

جواب:

(۲) ثانی صاحب لکھتے ہیں کہ امام نسائی (۳۰۳ھ) نے امام ابو حنیفہ کو ضعف حافظہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ امام نسائی کا یہ دعویٰ نہ صرف یہ کہ بے دلیل ہے بلکہ خلاف دلیل ہے۔ کیوں کہ ثانی صاحب بھی جانتے ہیں کہ حافظہ کے بارے میں استاد کی شہادت قابل اعتماد ہوتی ہے نہ کہ سو سال بعد پیدا ہونے والے کا دعویٰ۔ امام حماد امام صاحب کے استاد ہیں وہ جب سبق پڑھاتے تو امام صاحب یحفظ جمیع ما یقولہ ویخطی فیہ اصحابہ فاجلسہ بحذائہ فی صدر الحلقۃ عشر سنین

(الخیرات الحسان ص ۲۴)

سب مسائل یاد کر لیتے اور دوسرے ساتھی خطا کر جاتے تو امام حماد صاحب نے دس سال اس کو صدر حلقہ میں بٹھایا۔ یہ ہے امام صاحب کے حافظہ کی ناقابل تردید شہادت، امام نسائی نے باقاعدہ مسند امام اعظم کو جمع فرمایا جو دلیل ہے کہ اگر امام نسائی نے بے دلیل جرح کی بھی تھی تو بعد میں اس سے رجوع کر لیا۔ حضرت امام صاحب سے تواتر سے ثابت ہے کہ آپ روزانہ ایک رکعت میں پورا قرآن ختم فرماتے تھے۔ یہ آپ کے قوی الحافظہ ہونے کی دلیل ہے یا کمزوری حافظہ کی۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام یزید بن ہارون فرماتے ہیں:

كان ابو حنيفة تقيا نقيا زاهدا عالما صدوق اللسان احفظ اهل زمانه سمعت كل من ادركته من اهل زمانه يقول انه ما راى افقه منه

(اخبار ابی حنیفۃ و اصحابہ للمصیری ص۳٦)

امام یزید بن ہارون (جن کی پیدائش ۱۱٦ھ میں ہے اور وفات ۲۰٦ھ میں) فرماتے ہیں ”ابو حنیفہ پرہیز گار، پاکیزہ صفات، زاہد، عالم، زبان کے سچے اور اپنے اہل زمانہ میں سب سے زیادہ حافظہ والے تھے۔ میں نے ان کے معاصرین میں سے جتنے لوگوں کو بھی پایا سب کو یہی کہتے سنا کہ اس نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ اب فیصلہ خود کرو کہ امام صاحب سب سے زیادہ حافظہ والے تھے یا کمزور حافظہ والے۔ حافظ الحدیث امام اسرائیل جو امام صاحب کے معاصر ہیں ان کی وفات ۱٦۱ھ میں ہوئی۔ فرماتے ہیں: نعم الرجل نعمان ما كان احفظه لكل حديث فيه فقه۔ امام صاحب کیا ہی خوب آدمی تھے ان کو وہ تمام احادیث یاد تھیں جن میں فقہی احکام ہوں اور ایک روایت میں فرماتے ہیں:

كان قد ضبط عن حماد فاحسن الضبط عنه کہ انہوں حماد سے علم حاصل کیا ان کا حفظ ضبط بہت ھی اچھا تھا۔

(مناقب موفق ص۱۰۸ ج۱)

اعتراض نمبر ٦، امام صاحب مرجئہ تھے:

ثانی صاحب لکھتے ہیں کہ مقری امام صاحب کو مرجئہ کہتے تھے۔

جواب:

ثانی صاحب بھی عجیب تلون مزاجی میں مبتلا ہیں کبھی کہتے ہیں کہ بیہقی کا اقرار دکھاؤ کہ میں مقلد ہوں۔ گویا اقرار کے سوا وہ کچھ نہیں مانیں گے اور یہاں امام صاحب کا اقرار موجود ہے:

"ولا نقول ان حساتنا مقبولة وسياتنا مغفورة كقول المرجئة "ہم یہ نہیں کہتے کہ ہماری سب نیکیاں مقبول ہیں اور سب بدیاں بخشی ہوئی ہیں جیسا کہ فرقہ مرجئہ کا اعتقاد ہے۔

(فقہ اکبر مترجم ص ۴۱)

جب امام صاحب رحمہ اللہ نے خود مرجئہ کا رد فرما دیا تو ان کو مرجئہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں: "لغت میں ارجاء کے دو معنی آتے ہیں' تاخیر کرنا بھی اور امید دلانا بھی۔ بنابریں ارجاء کا اطلاق کئی ایک مسائل پر آسکتا ہے۔

1. عمل کو ایمان سے موئخر کرنا۔
2. حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو درجہ اول سے درجہ چہارم میں موخر کرنا۔
3. صاحب کبیرہ کے حکم کو قیامت پر موخر کرنا اور اس دنیا میں اس کی نسبت کوئی قطعی حکم نہ لگانا کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی۔
4. ایمان کے ہوتے ہوئے معاصی کا کچھ ضرر نہ دینا محض ایمان پر نجات کلی کی امید دلانا

(تاریخ اھل حدیث ص ۴۲)

ان چار معنوں سے چوتھے معنی کا خود امام صاحب نے رد کر دیا ہے پہلے تین معنی میں کوئی جرح نہیں۔ امام مقری کے قول میں بھی چوتھا معنی مراد نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ تو امام صاحب کے اتنے بڑے مقلد تھے کہ جب آپ سے حدیث روایت کرتے تو فرماتے:

حدثنا شاھنشاہ

بہر حال یہ جرح بھی ثابت نہ ہوئی۔

اعتراض نمبر ۷:

امام سفیان ثوری سے نقل کیا ہے کہ امام صاحب ثقہ تھے نہ مامون۔

جواب:

اس کا راوی مؤمل (بن اسماعیل) ہے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ ایسی بے بنیاد روایت کی بنا پر کوئی عام آدمی بھی مجروح نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ امت کا امام مجروح قرار پائے۔

امام صاحب کی عدالت اور حفظ امت میں تواتر سے ثابت ہے۔ اس لیے اس قسم کی شاذ، متروک روایات کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اعتراض نمبر ۸:

نضر بن شمیل کا قول نقل کیا ہے کہ امام صاحب متروک الحدیث تھے۔ ثقہ نہ تھے۔

جواب:

اس کا راوی احمد بن سعید دارمی مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے۔ اہل بدعت کی بے دلیل جرح اہل السنت کے بارے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ویسے بھی متروک الحدیث اس راوی کو کہتے ہیں جس پر جرح مفسر ثابت ہو۔ اور امام صاحب پر آج تک کوئی ماں کا لعل جرح مفسر ثابت نہیں کر سکا۔ یاد رہے اسماء الرجال کی کتابیں بعض ایسی ہیں جن میں سب رطب و یابس جمع ہے۔ جیسے عقیلی، کامل ابن عدی وغیرہ اور جو منقح کتابیں ہیں جیسے مقدسی کی الاکمال، مزی کی تہذیب الکمال اور خزرجی کی خلاصہ۔ ان سب میں امام صاحب کی توثیق ہے ان سب نے جرح کے اقوال کو بالاتفاق ترک کر دیا ہے اور یہ سب غیر حنفی ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان سب محدثین کے ہاں بھی امام صاحب کی توثیق مقبول اور جرح مردود ہے۔ ثانی صاحب کو بزرگوں کی یہ نصیحت یاد رکھنی چاہیے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں زند

اس کے بعد طنز والزام کے نام سے اپنے معتقدین کو اشتعال دلانے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ معتقدین جواب کی ناکامی سے صرف نظر کرلیں اور آخری صفحہ پر مسلمین والی آیات کو اسی طرح اپنے فرقہ پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے جیسے قادیانی قرآن میں مذکور لفظ ربوہ کو اپنے شہر پر چسپاں کرتے ہیں اور اشتیاق صاحب کو کہتے ہیں کہ ہمارے شہر ربوہ کا قرآن میں دو جگہ ذکر ہے۔ تو اپنے شہر کراچی کا نام قرآن میں ایک جگہ بھی دکھادو تو دس لاکھ روپیہ انعام۔ اور اشتیاق قادیانیوں کے سامنے بالکل لاجواب ہیں۔ اس فرقہ کا اپنے آپ کو مسلمین کہنا ایسا ہی ہے جیسا قرآن پاک میں ہے کہ فرعون نے آخری وقت کہا تھا: انا من المسلمین میں مسلمین میں سے ہوں۔

(یونس:۹۰)

ایسے مسلمین کو قرآن پاک نے ان الفاظ میں تنبیہ کی ہے:

قُولُوٓا اَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ

”تم کہو ہم مسلم ہیں پر ابھی نہیں گھسا ایمان تمہارے دلوں میں“

(الحجرات:۱۴)

اور ایسے مسلمین کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

یَمُنُّوۡنَ عَلَیۡکَ اَنۡ اَسۡلَمُوۡا قُلۡ لَّا تَمُنُّوۡا عَلَیَّ اِسۡلَامَکُمۡ

”تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ مسلم ہوئے۔ تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے مسلم ہونے کا۔“

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یوں فرمایا کہ ایسے لوگ بھی آئیں گے

لم یبق من الاسلام الا اسمہ

کہ مسلم نام کے علاوہ اسلام ان کے قریب بھی نہ آیا ہوگا۔

اقوال الرجال:

اشتیاق صاحب نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ وہ صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ لیکن ساری کتاب اقوال الرجال سے بھر دی ہے۔ جن امتیوں کی آراء اشتیاق صاحب نے پیش کی ہیں، ان کی حیثیت واضح نہیں کی کہ ان امتیوں کو اشتیاق صاحب خدا مانتے ہیں یا رسول اور ان کی رائے کو قبول کرنا تقلید ہے اور تقلید کو اشتیاق صاحب پٹہ کہتے ہیں۔

تو اشتیاق صاحب تو بیسیوں پٹوں میں دبے ہوئے ہیں۔ بلکہ آپ کا تعارف ہی اگر یوں ہو کہ اشتیاق صاحب پٹوں والے تو واقعتاً حق بحق دار رسید ہو گا۔ اشتیاق صاحب ان آراء کو اگر اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں تو وہ بقول خود رائے پرست مشرک ہوئے اور اگر کہیں کہ میں نے یہ آراء بطور الزام ذکر کی ہیں تو الزام تو مسلمات خصم پر مبنی ہوتا ہے ہم نے کب ان لوگوں کی تقلید کا التزام کیا ہے۔ آئندہ احتیاط رکھیں۔

باب پنجم

فرقہ جماعت المسلمین

کی ''صلوٰۃ المسلمین'' پر تبصرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

تعارف:

حضرات گرامی! ہمارا نام اللہ تعالیٰ نے کافروں کے مقابلہ میں ''مسلمین'' رکھا۔ چنانچہ آج تک کفار کے مقابلہ میں ہم اسی نام سے متعارف ہیں اور ہمارے مقدس پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعتی فرقوں کے مقابلہ میں ہمارا نام اہل السنت والجماعت رکھا۔ زمانہ رسالت سے لے کر آج تک اہل بدعت کے مقابلہ میں ہم اسی نام سے متعارف ہیں۔ بعض فروعی مسائل میں احادیث مبارکہ کے اختلاف کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا جو سینکڑوں مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان اقوال میں موجود ہے جو کتاب الآثار امام ابو یوسف رحمہ اللہ، کتاب الآثار امام محمد رحمہ اللہ، موطا امام مالک رحمہ اللہ، موطا امام محمد رحمہ اللہ، مصنف عبد الرزاق رحمہ اللہ، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کتب احادیث میں پھیلا ہوا ہے۔ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ نے جب سنت نبوی کو مدون کروایا تو یہ سینکڑوں مجتہدین کا اختلاف سمٹ سمٹا کر چار ائمہ میں رہ گیا۔

ایسے فروعی مسائل میں مالکی، شافعی، حنبلی کے مقابل ہم ان اجتہادی مسائل میں حنفی نام سے متعارف ہیں۔ جیسے بھارتی کے مقابلہ میں ہم پاکستانی ہیں، سرحدی کے مقابلہ میں ہمارا تعارفی نام پنجابی ہے اور ملتانی کے مقابلہ میں تعارف اور پہچان سرگودھوی سے ہے۔ اسی طریقہ سے یہود کے مقابلہ میں ہم مسلم، خوارج و نواصب کے مقابلہ میں ہم اہل السنت والجماعت اور شوافع کے مقابلہ میں ہم حنفی ہیں۔

آج تک ہمارا واسطہ کسی ایسے جاہل سے نہیں پڑا جس نے ہمیں پوچھا ہو کہ تم سرگودھوی ہو یا پنجابی یا یہ پوچھا ہو کہ تم سرگودھوی ہو یا پاکستانی۔ البتہ ایسے شخص سے واسطہ

ضرور پڑتا ہے جو کبھی پوچھتا ہے کہ تم حنفی ہو یا مسلم اور کبھی پوچھتا ہے کہ تم سنی ہو یا مسلم، اسے بارہا سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف اس لفظ کو حنابلہ وغیرہ کے خلاف استعمال کر کے یہودیانہ تحریف کا ارتکاب کر رہا ہے۔ مگر اس کا مشن ہی یہ ہے کہ جس طرح ساری امت نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے... میں قادیانیوں سے مفادات جب ہی حاصل کر سکتا ہوں کہ پوری امت کو غیر مسلم قرار دوں۔ یہ لوگ اپنے فرقہ کے سوا نہ کسی کو سلام کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ مسعود صاحب حج کو گئے تو امام کعبہ کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں کہ امام کعبہ حنبلی ہے اور فرقہ پرست اور غیر مسلم ہے مگر یہ عجیب بات ہے کہ فرقہ پرست غیر مسلم کی زیر امارت حج ادا کر لیا، نماز اور حج میں یہ فرق کرنا بانی فرقہ کو شاید بذریعہ وحی شیطانی معلوم ہوا ہو ورنہ وحی رحمانی میں تو یہ فرق ہمیں نہیں ملا۔

صلوٰۃ المسلمین:

بانی فرقہ نے ۱۳۹۵ھ میں اپنا فرقہ بنایا۔ اب ضرورت تھی کہ اپنے فرقہ پرستوں کو کوئی الگ نماز بھی دیتا۔ چنانچہ ۱۳۹۸ھ میں اس نے ایک کتاب ”صلوٰۃ المسلمین“ نامی شائع فرمائی۔ اس کتاب میں سو فیصد مسائل غیر مسلموں سے لیے گئے۔ اس کتاب کا تانا تو ناصر الدین البانی کی کتاب صفۃ صلوٰۃ النبی ہے اور بانا شوکانی زیدی اور ابن حجر شافعی مقلد کی کتابوں سے لیا گیا ہے۔ یہ تینوں بزرگ بانی فرقہ کے عقیدہ کے مطابق فرقہ پرست اور غیر مسلم ہیں۔ کسی یہودی نے بھی آج تک اپنی عبادت کی کتاب غیر یہودیوں کی کتابوں سے مرتب نہیں کی، کوئی سکھ ایسا نہیں ملتا جو اپنی عبادات کے طریقے ہنود کی کتابوں سے لیتا ہو لیکن بانی فرقہ کی غیرت واقعتاً بے مثال ہے کہ جب وہ خدا کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو سر سے پاؤں تک مکمل غیر مسلم ہوتا ہے اور اس کے فرقہ پرست پجاری بھی غیر مسلم طریقہ سے نماز پڑھتے ہیں۔ کیوں کہ اس کتاب کا ایک ایک مسئلہ ان لوگوں کی کتابوں سے چوری کیا ہوا ہے جن کو بانی فرقہ فرقہ پرست

اور غیر مسلم کہتے ہیں۔ خصوصاً البانی صاحب سے تو اپنے رسالہ "الجماعۃ القدیمہ" میں بالکل منحرف ہو گئے ہیں۔

متواتر نماز:

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک امت نماز پڑھتی چلی آرہی ہے۔ ایک دن بھی اسلام میں ایسا نہیں گزرا جس دن نماز دنیا میں کسی جگہ ادا نہ کی گئی ہو، بانی فرقہ بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ بانی فرقہ کے روحانی آباء میں بعض غیر مقلدین رکوع کے بعد بھی سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں، ہاتھوں کو لٹکاتے نہیں۔ بانی فرقہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے والوں سے ایک فیصلہ کن سوال کرتے ہیں "ہاتھ باندھنے والوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد ہاتھ باندھتے تھے ہم اسے تسلیم کیے لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ باندھتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہاتھ باندھتے ہوں گے، پھر تابعین رحمہ اللہ بھی ہاتھ باندھتے ہوں گے اور اسی طرح یہ سلسلہ آگے چلتا رہا ہو گا...

ہمارا سوال یہ ہے کہ ہمیں وہ موڑ بتایا جائے جس موڑ پر پہنچ کر لوگوں نے ہاتھ باندھنے کے فعل کو یک لخت چھوڑ دیا، کسی نے بھی اس کی مخالفت نہ کی... ہم نے جس موڑ کے متعلق سوال کیا ہے، ظاہر ہے کہ ہاتھ باندھنے والوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ باہمی مذاکرہ میں وہ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ رکوع کے بعد کبھی ہاتھ باندھے ہی نہیں گئے، ہمیشہ ہاتھ چھوڑے گئے اور یہی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے قرناً بعد قرن اور نسلاً بعد نسل اور تواتر کے ساتھ منتقل ہوتا رہا اور آج اسی تواتر عملی پر ہمارا عمل ہے۔ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عملاً متواتر چلا آرہا ہو اس پر آبائی تقلید کا طعن اہل علم کے شایان شان نہیں...اگر کوئی عمل متواتر چلا آرہا ہو

اور عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم یا عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کے ٹوٹنے کا مطلقاً ثبوت نہ ہو تو وہ عمل حجت ہو گا"...

(صلوٰۃ المسلمین ص۵۰۹ تا ص۵۱۲ ملخصاً)

برادران اہل السنت والجماعت! جس قرآن پاک کی مسلمان روزانہ تلاوت کرتے ہیں جس طرح وہ قرآن تلاوتاً متواتر ہے اسی طرح جو نماز روز مرہ مسلمان پڑھتے ہیں یہ عملاً متواتر ہے۔ بانی فرقہ نے اس عملاً متواتر نماز کے خلاف محاذ بنالیا حالانکہ وہ خود بوقت ضرورت عملی تواتر کا قائل بن جاتا ہے جیسا کہ اوپر کے حوالہ میں گزرا۔

حکایت:

ایک دن پانچ فرقہ پرست مسعودی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم لوگ دین ساز ہو، ہم صرف قرآن اور حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ اس پر پکے رہو گے کہ اپنی ہر بات کو قرآن وحدیث سے ثابت کر سکو۔ انہوں نے کہا بالکل' اگر ایک بات بھی ایسی نکل آئی جس کا ثبوت ہم آیت یا حدیث سے نہ دے سکے تو ہم اپنے دعوے میں بالکل جھوٹے ہوں گے۔

پہلا سوال:

میں نے کہا آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں تو دونوں کے ماننے کا طریقہ ایک ہی ہے یا الگ الگ؟ کہنے لگا کہ ایک ہی طریقہ ہے۔ میں نے کہا جس طرح ہر حدیث کی سند تلاش کرتے ہو پھر ہر راوی کے حالات تلاش کرتے ہو پھر کسی حدیث کو صحیح اور کسی کو ضعیف کہتے ہو، کیا قرآن پاک کی بھی ہر ہر آیت کی سند تلاش کرتے ہو، ہر ہر راوی کے حالات دیکھتے ہو، پھر بہت سی آیات کو بے سند اور بے ثبوت کہہ کر چھوڑ دیتے ہو؟ وہ کہنے لگے اگر قرآن پاک کے ساتھ ایسا سلوک کریں تو سارا قرآن ہی ہاتھ سے جاتا ہے۔ ہم قرآن پاک پر

ایسا ظلم کیسے کر سکتے ہیں کہ اس کی تمام آیات اور ان کی ترتیب کا ثبوت ہی نہ دے سکیں۔ اس لیے ہم قرآن پاک کی ہر آیت کی سند تلاش نہیں کرتے، ہر حدیث کی سند تلاش کرتے ہیں اور واقعتا فرق کرتے ہیں۔ میں نے کہا اس فرق پر کوئی آیت یا حدیث پیش کرو۔ کہنے لگے اس فرق پر تو کوئی آیت یا حدیث نہیں ہاں یہ فرق اس لیے کرتے ہیں کہ قرآن پاک تلاوتاً متواتر ہے اور احادیث متواتر نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ تو پہلے سوال کے جواب میں ہی جھوٹے ثابت ہو گئے کہ نہ آیت پیش کر سکے نہ حدیث اور عجب تو یہ ہے کہ اپنے مصنوعی امام کو بھی چھوڑ گئے۔ آپ نے فرق یہ بیان کیا کہ قرآن متواتر ہے اور حدیث متواتر نہیں۔ آپ کے فرقہ کا بانی لکھتا ہے:

”حدیث کی حفاظت دو طرح سے ہوئی (۱) عملاً (۲) نقلاً۔ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اس پر ہر زمانے میں عمل ہوتا رہا۔ ہر زمانے میں وہ پڑھی جاتی رہی اور پڑھائی جاتی رہی، مثلاً حدیث میں ہے کہ نماز پانچ وقت کی فرض ہے۔ ظہر کی چار رکعت ہیں، مغرب کی تین رکعت ہیں، ہر رکعت میں ایک رکوع، اس کے بعد دو سجدے ہیں، سال میں دو عیدیں ہیں وغیرہ اس قسم کی بے شمار حدیثیں ہیں جو ہر زمانہ میں بچہ بچہ کی زبان پر تھیں۔ اگر زبان سے بیان نہ بھی ہوئیں تو کم از کم ذہن میں اور عمل میں ہر ایک کے موجود تھیں، تواتر کے ساتھ ان پر عمل ہو رہا تھا اور تواتر کے ساتھ نقل کی جا رہی تھیں۔ ان احادیث کی صحت قطعی اور ان کا تواتر قرآن مجید کے تواتر سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ قرآن مجید کی آیات چند علماء اور حفاظ کی حفاظت میں تھیں لیکن یہ احادیث ہر عالم و جاہل اور مرد و عورت، چھوٹے اور بڑے کے عمل میں آ رہی تھیں...

(تفہیم الاسلام ص۵۷)

بانی فرقہ نے اس عبارت میں عملی تواتر کو اسنادی تواتر بلکہ قرآنی تواتر سے بھی برتر قرار دیا ہے۔ الحمد للہ! اہل السنت والجماعت کی نماز اسی تواتر سے ثابت ہے اور اسی متواتر نماز

کیخلاف پہلا موڑ بانی فرقہ کی ”صلوٰۃ المسلمین“ ہے جس میں ساری امت کی متواتر نماز کو غلط قرار دیا ہے، اس کتاب کی حیثیت ایسی ہے جیسے کوئی اَن پڑھ قرآن مجید کے خلاف شاذ اور متروک قرأتیں کتابوں سے جمع کر کے اس کا نام ”قرآن المسلمین“ رکھ دے جو یقینا ناقص بھی ہو گا اور شاذ و مردود بھی۔

بالکل اسی طرح یہ کتاب ”صلوٰۃ المسلمین“ مسائل میں نہایت ناقص ہے، نہ روز مرہ نماز کے مکمل مسائل ہیں، نہ مکمل ترتیب، اور متواترات کے خلاف شاذ روایات پر مبنی ہے۔ کوئی مسلمان جیسے متواتر قرآن کے خلاف کسی شاذ اور ناقص ”قرآن المسلمین“ کو قبول نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کوئی مسلمان اس شاذ اور ناقص ”صلوٰۃ المسلمین“ کو ہر گز قبول نہیں کرتا۔

دوسرا سوال:

پھر ان فرقہ پرستوں سے میں نے پوچھا کہ قرآن و حدیث کی تعریف کیا ہے؟ وہ پہلے تو شور مچانے لگے کہ سب جانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ بتانے میں کیا گناہ ہے؟ جب بتانے میں کوئی گناہ نہیں اور نہ بتانے میں لوگ کہیں گے کہ آپ کو آتی نہیں تو آپ بتا ہی دیں تا کہ آپ پر جہالت کا الزام نہ رہے۔ تو ایک صاحب نے کہا

> ”قرآن وہ کتاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، مصاحف میں لکھی ہوئی ہے اور بغیر کسی شبہ کے متواتر منقول ہے...اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور تقریر کو کہتے ہیں۔“

میں نے پوچھا کہ یہ دونوں تعریفیں کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہیں، ذرا حوالہ پیش فرمائیں۔ کہنے لگے یہ تعریفیں خدا اور رسول سے منقول نہیں، علمائے اصول سے منقول ہیں۔ میں نے کہا آپ تو پھر اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہو گئے ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں اور ذرا اصول کی کتاب کا حوالہ دیں کہ کس نے لکھی، کس زمانہ میں لکھی، وہ کس فرقہ کا آدمی تھا،

اس کی رائے کو آپ شریعت سازی قرار دیں گے یا نہیں؟ اس کے جواب میں وہ کوئی حوالہ پیش نہ کر سکے۔

تیسرا سوال:

آپ کسی حدیث کو صحیح اور کسی کو ضعیف کہتے ہیں تو ہر ہر حدیث کے بارہ میں یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں یا امتیوں سے کیوں کہ آپ کے نزدیک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کی بات دلیل شرعی نہیں۔

وہ کہنے لگے کہ دنیا بھر میں کسی ایک حدیث کا بھی صحیح یا ضعیف ہونا خدا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں، اس بات میں ہم صرف اپنے بانی فرقہ پر اعتماد کرتے ہیں (اور بانی فرقہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مقلد امام شافعی رحمہ اللہ، امام شوکانی زیدی اور البانی غیر مقلد جیسے فرقہ پرست غیر مسلموں پر اعتماد کرتا ہے۔

کیوں کہ مسعود احمد کے اصول کے مطابق یہ تمام اشخاص فرقہ پرست بنتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی رائے سے صحیح یا ضعیف احادیث کی تعریفیں بنائی ہیں جو قرآن وحدیث میں ہرگز موجود نہیں۔) ہمارے امام مفترض الطاعۃ جناب مسعود صاحب لکھتے ہیں "اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی، اگر کوئی صاحب اس کتاب کی کسی حدیث کے ضعیف ہونے کی نشاندہی فرمائیں گے تو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اسے اس کتاب میں درج نہیں کیا جائے گا...

(صلوٰۃ المسلمین ص ۲۴)

میں نے کہا اس سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ احادیث کے ردو قبول کا معیار امتیوں کی رائے پر ہے، دوسرے یہ کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔ ہمارے ایک عالم نے ۲۳ محرم ۱۴۱۱ھ کو سات صفحات کا مضمون بانی فرقہ کو بھیجا جس میں ضعیف احادیث اور خیانتوں کی نشاندہی کی مگر آج تک اصلاح نہیں کی گئی۔

چوتھا سوال:

ائمہ اربعہ، محدثین اور فقہاء رحمہ اللہ نے احکام شرعیہ کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں کہ وضو، نماز وغیرہ میں کتنے فرائض ہیں جن میں سے کسی ایک کے رہ جانے سے وضو، نماز باطل ہو جاتے ہیں اور بعض افعال یا اذکار کے ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے، بعض افعال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر فرضیت و وجوب کے مواظبت فرمائی ان کو سنت کہا جاتا ہے اور جن کو پسند فرمایا مگر مواظبت نہ فرمائی ان کو مستحب کہا جاتا ہے۔ بانی فرقہ نے پوری امت کے خلاف یہ لکھ دیا ہے ”جس طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ ادا کی وہ طریقہ فرض ہے۔ اس طریقہ میں فرض، واجب، سنت اور مستحب کی تقسیم فرضی ہے۔“

(صلوٰۃ المسلمین ص۴۷)

سوال یہ ہے کہ بانی فرقہ نے یہاں تو یہ فرضی بات لکھ دی مگر صفحہ ۱۵۷ پر تعداد رکعات کی سرخی دے کر فرض، سنت، مستحب کی اس فرضی تقسیم کو تسلیم کر لیا۔ یہ بھی بتایا جائے کہ محدثین کی تقسیم حدیث صحیح، ضعیف، موضوع، مرسل، مدلس، مضطرب، معروف، منکر وغیرہ جس کو بانی فرقہ تسلیم کرتا ہے، قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا محض فرضی؟ اس کے جواب میں ان پانچوں نے تسلیم کیا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے دعویٰ پر کہ ”ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں“ کبھی پورے نہیں اتر سکتے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت:

بانی فرقہ اس کتاب میں اکثر ان مسائل پر بھی احادیث پیش نہیں کر سکا جن پر امت کا اتفاق عمل ہے، صرف اختلافی مسائل پر زور مارا ہے مگر اختلافی احادیث میں سے بعض کے قبول اور بعض کے ترک کرنے میں کسی دلیل شرعی پر مدار نہیں رکھتا۔ یہ ہر گز نہیں ہوا کہ جن احادیث کو لکھتا وہ اللہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو لکھ لو اور جن کو چھوڑا وہ اللہ

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان کو چھوڑ دو، ایسی بظاہر اختلافی احادیث کے بارہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیمانے دیئے تھے ان کو توڑ ڈالا۔

معیار اول:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ میری طرف سے اختلافی احادیث بیان کریں گے، ان میں سے جو احادیث کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہوں گی وہ میری طرف سے ہوں گی اور جو حدیثیں کتاب اللہ اور میری سنت کے خلاف ہوں گی وہ میری طرف سے نہیں۔

(الکفایہ خطیب بغدادی ص ۴۳۰)

مگر بانی فرقہ نے تلاش کر کے وہ احادیث کتاب میں جمع کی ہیں جو متواتر قرآن اور سنت یعنی عملی تواتر کے خلاف تھیں، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا تھا۔

معیار دوم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے آخری زمانہ میں ایسے جھوٹے اور دجال قسم کے لوگ ہوں گے جو تمہارے پاس کچھ احادیث لایا کریں گے وہ احادیث ایسی ہوں گی جو تمہارے باپ دادا نے نہیں سنی ہوں گی (یعنی باپ کے عملی تواتر کے خلاف ہوں گی) ان دجالوں اور کذابوں سے بچ کے رہنا، انہیں اپنے قریب نہ پھٹکنے دینا، ایسا نہ ہو کہ وہ تم میں گمراہی اور فتنے پھیلا دیں۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰)

بانی فرقہ نے یہی کیا، ایسی احادیث تلاش کر کے لکھیں جو جمہور امت کے عملی تواتر کے خلاف تھیں اور اس طرح امت مسلمہ کو متواتر سنتوں سے ہٹا کر گمراہی میں ڈال دیا، اور گھر گھر میں فتنہ ڈال کر کفار تک کو جگ ہنسائی کا موقع دیا۔

معیار سوم:

اختلافات کے ذکر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔

(ترمذی)

بانی فرقہ نے پوری کوشش اور محنت سے ایسی احادیث کو تلاش کیا جن پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی مواظبت وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا، الغرض اہل السنت والجماعت کو غلط قرار دینے کے لیے عملی تواتر کے ساتھ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصولوں تک سے روگردانی کی اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اس پر دعویٰ یہ کہ ”اصلاح دو عالم ہم سے ہے۔“

زور علم:

عملاً متواتر نماز کے خلاف اس کتاب میں سب سے زیادہ جولانی بانی فرقہ نے رفع یدین کے مسئلہ میں دکھائی ہے، مگر اس کا صحیح حکم بھی بیان نہ کر سکا۔ اپنی کتاب ” خلاصہ تلاش حق“ میں سن ۱۹۶۲ء میں رفع یدین کو فرض لکھا تھا۔ (ص۷۹) اس کتاب میں سارا زور اس کے سنت ہونے پر لگایا ہے لیکن کسی ایک حدیث میں نہ فرض کا لکھا دکھا سکا نہ سنت۔

جھوٹ ہی جھوٹ:

بانی فرقہ صفحہ ۴۵۳ پر لکھتا ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متنازعہ رفع یدین کی احادیث مروی ہیں ان میں (1) حضرت عثمان (2) حضرت طلحہ (3) حضرت زبیر (4) حضرت سعد (5) حضرت عبدالرحمن بن عوف (6) حضرت ابو عبیدہ (7) حضرت زید بن ثابت (8) حضرت ابی بن کعب (9) حضرت عبداللہ بن مسعود اور (10) حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔

مگر بانی فرقہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی صحیح سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متنازعہ رفع یدین روایت کی ہو بلکہ یہ بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم خود متنازعہ رفع یدین کرتے تھے؟ ایک ہی سانس میں دس صحابہ رضی اللہ عنہم پر جھوٹ بول دینا تو پنڈت شر دھانند سے بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا، بانی فرقہ خود ایسی بے سند باتوں کو موضوع اور جھوٹی کہتا ہے۔ (دیکھو ص ۴۸۶، ۴۸۷) اگر بانی فرقہ یا کوئی فرقہ پرست مسعودی ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متنازعہ رفع یدین کی احادیث اور ان پر عمل صحیح سند سے ثابت کر دے۔

دس یا سترہ:

بانی فرقہ صفحہ ۳۹۳ پر ابو حمید ساعدی کی حدیث میں ایک مجلس کا ذکر آتا ہے لکھتا ہے: اس مجلس میں دس صحابہ رضی اللہ عنہم تھے بحوالہ ابو داود، ترمذی مگر صفحہ ۴۵۳ پر اسی مجلس کے ذکر میں ابو حمید کے علاوہ ۱۷ اصحابہ رضی اللہ عنہم کا نام تحریر کیا ہے اور حوالہ غیر مقلد وحید الزماں کی کتاب "تسھیل القاری" کا دیا ہے۔ کیا بانی فرقہ یا کوئی بھی فرقہ پرست مسعودی کسی صحیح سند سے یہ سترہ نام اس مجلس میں ثابت کر سکتا ہے؟

فرضی کانفرنس:

بانی فرقہ نے حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے جس مجلس کا ذکر کیا ہے اس کے راوی محمد بن عمرو بن عطاء ہیں جن کی پیدائش ۴۰ھ میں ہوئی (تہذیب) اگر یہ دس سال کی عمر میں اس مجلس کی کاروائی دیکھ رہے ہوں تو یہ مجلس ۵۰ھ میں ہوئی ہو گی، مگر شرکاء مجلس میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام بھی لیا گیا ہے جو ۴۸ھ میں وصال فرما چکے ہیں، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ ۳۸ھ میں، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۳۴ھ میں، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ۳۸ھ میں، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ۳۸ یا ۵۴ھ میں، حضرت محمد بن مسلمہ

رضی اللہ عنہ ۴۱ھ میں، حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ ۳۰ھ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ۴۹ھ میں وصال فرما چکے تھے۔ یہ بانی فرقہ کی ہی ہمت ہے تقریباً دس دس سال پرانی قبریں اکھاڑ رہا ہے کہ کسی طرح ۵۰ھ میں متنازعہ رفع یدین کا ثبوت مل جائے حالانکہ دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۱۱۰ھ یا ۱۲۰ھ تک رہا ہے مگر بانی فرقہ کی تحقیق انیق کے موافق رفع یدین کے اکثر راوی ۵۰ھ سے قبل ہی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ بانی فرقہ کو بڑی محنت سے ان کو دوبارہ حاضری کرانی پڑی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بانی فرقہ (قرآن و حدیث تو کجا) تاریخ سے بھی نابلد ہے۔ (ص ۴۸۸) امیر ثانی جناب اشتیاق صاحب نے بھی رفع یدین کی بحث چھیڑی ہے۔ اس کے متعلق بھی یہاں پر کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

مسئلہ رفع یدین کی تفصیل:

یہ لوگ چار رکعت نماز میں دس جگہ ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور اٹھارہ جگہ کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ ان کا عقیدہ ہے جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر تک پڑھتے رہے۔ ہمارا ان سے مطالبہ یہ ہے کہ جس طرح کلمہ طیبہ میں پہلے نفی ہے پھر اثبات۔ اسی طرح یہ ایک اور صرف ایک حدیث پیش کر دیں کہ

1. پہلے اٹھارہ جگہ کی نفی دکھائیں۔
2. پھر دس جگہ کا اثبات کندھوں تک۔
3. پھر یہ کہ جو اس طرح نماز نہ پڑھے۔ اس کی نماز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باطل فرمایا ہو۔
4. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی کی آخری نماز بھی اسی طرح پڑھی ہو۔

5. اس حدیث کا صحیح ہونا دلیل شرعی سے ثابت کیا جائے۔ اور یہ نہ بھولیں کہ دلیل آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ نہ کسی امتی کی رائے دلیل ہے نہ کسی کی تقلید دلیل ہے۔ لیکن بانی اور ثانی اس قسم کی ایک حدیث بھی نہ پیش کر سکے ہیں نہ آئندہ کر سکیں گے۔

یہ جو حدیث پیش کریں اس میں پہلے ۱۸ کی نفی کی گنتی کروائیں۔ پھر دس کے اثبات کی، وہ بھی کندھوں تک، پھر پوچھیں کہ اس میں ہمیشہ کس لفظ کا ترجمہ ہے اور نماز نہیں ہوتی یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے اور اس کو صحیح کسی امتی نے کہا ہے یا اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جب پہلی پیش کردہ حدیث سے یہ پانچ باتیں دکھادیں تو آپ بھی یہ رفع یدین شروع کردیں۔ اگر نہ دکھا سکیں اور پھر دوسری حدیث دکھانا چاہیں تو پہلے پہلی حدیث کے بارہ میں تحریر دیں کہ اس میں ہمارا مکمل دعویٰ نہیں تھا۔ ہم نے محض دھوکہ دینے کے لیے یہ حدیث پیش کی تھی۔ اب اس دھوکہ سے توبہ کرتے ہیں پھر اگلی دکھائیں۔ اس میں بھی نمبروار یہی باتیں پوچھیں۔

ترتیب:

چونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ مکمل (۱۸ کی نفی اور دس کا اثبات) رفع یدین ۵۰ صحابہ سے مروی ہے۔ ان میں دس عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں تو احادیث دکھانے میں پہلے خلفائے راشدین سے بالترتیب پھر باقی عشرہ مبشرہ سے اسی ترتیب سے جو "صلوٰۃ المسلمین" ص ۴۵۳ پر ہے۔ ترتیب وار ایک ایک حدیث دکھائیں گے۔ اگر دعویٰ کے پانچوں حصے دکھادیئے تو ہم لکھ دیں گے کہ دعویٰ ثابت ہو گیا اور ہم آئندہ رفع یدین شروع کردیں گے اور اگر نہ دکھا سکے تو وہ ہر حدیث کے بارہ میں لکھ کر دیں گے کہ ہم اپنا مکمل دعویٰ اس حدیث سے ثابت نہیں کر سکے۔ اس لیے اس جھوٹ اور فریب سے توبہ کرتے ہیں۔ آپ ترتیب سے پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کی احادیث دیکھیں۔ وہ ایک بھی حدیث میں مکمل دعویٰ نہ دکھا سکیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ

وسلم تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وہ کسی ایک صحابی، کسی ایک تابعی، کسی ایک تبع تابعی سے بھی یہ مکمل دعویٰ نہ دکھا سکیں گے۔ (ان شاء اللہ)

حضرت وائل رضی اللہ عنہ:

آپ دوسری مرتبہ شوال ۱۰ھ میں تشریف لائے، نہ مسلم میں نہ ابوداود میں، اور نہ جزء رفع یدین بخاری میں اور نہ ہی کسی کتاب میں یہ ہے کہ شوال ۱۰ھ میں تحریمہ کے بعد بھی ۹ جگہ رفع یدین کرتے دیکھا۔ دوسری آمد کا بغیر سند کے ذکر ہے۔ مگر دوسری آمد میں صرف تحریمہ کی رفع یدین کی صراحت ہے۔

(ابوداود)

باقی ۹ جگہ کی صراحت کہیں نہیں۔

مسند احمد:

ثانی صاحب فرماتے ہیں کہ بانی نے جو لکھا تھا کہ مسند احمد میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہا رفع یدین (دس جگہ) نہ کرنے والے کو کنکریاں مارتے تھے۔ امین نے کہا ہے کہ یہ مسند احمد میں نہیں ہے عدم تحقیق ہے۔ مسند احمد میں رفع یدین نہ کرنے والے پر کنکریاں مارا کرتے تھے۔ یہ چیز موجود ہے۔ (ص۹) ثانی صاحب! یہ عدم تحقیق نہیں تحقیق ہے۔ آپ مسند سے بسند صحیح دکھائیں کہ جو نماز میں دس جگہ ہمیشہ کندھوں تک رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہا کنکریاں مارا کرتے تھے۔ ابن حجر نے بھی مسند احمد کا حوالہ نہیں دیا۔

خطبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ در مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

اس میں نہ ۱۸ کی نفی ہے نہ دس کا اثبات، نہ ہمیشہ کا لفظ ہے نہ نماز نہ ہونے کا ذکر، نہ ہی دلیل شرعی سے اس کی صحت ثابت، بیہقی (مقلد شافعی)، حاکم (شیعہ)، الحسین بن علی بن محمد بن یحییٰ (نامعلوم) اور سلیمان بن کیسان (مدنی) کے بارہ میں نصب الرایہ میں ہے: «لم

یعرف من حالہ بشئ۔" اسی طرح عبد اللہ بن قاسم کے بارہ میں نصب الرایہ میں ہے: "لم یعرف من حالہ بشئ" (ص۴۱۶، ج۱)

تو جناب کا فرمانا کہ نصب الرایہ نے اعتراض نہیں کیا، یہ بات غلط نکلی، رہا تقریب سے ان کے لیے مقبول کا لفظ دکھانا، تو یہ بھی جہالت ہے کیوں کہ ابن حجر نے وضاحت کی ہے: "السادسة من لیس له من الحدیث الا القلیل ولم یثبت فیه ما یترك حدیثه من اجله والیه الاشارة بلفظ مقبول حیث یتابع والا فلین الحدیث" (ص۱۰) جہاں متابع ہو گا تو مقبول ہو گا۔ اور اس سند میں دونوں کا کوئی متابع نہیں فلین الحدیث پس دونوں کمزور حدیث والے ہوئے۔ میرے اعتراضات بحال رہے۔ اور جناب "جواب الجواب" سے عاجز رہے۔ تہذیب میں رای عمر روی کے مقابلہ میں آیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ ان سے روایت نہیں تو یہ سند متصل نہ ہوئی۔

دار قطنی یا تعلیق المغنی:

جناب ثانی صاحب ص۱۱ پھر ص۱۳ پر بیہقی کا ایک بے سند قول لکھتے ہیں اور شروع میں لکھتے ہیں امام دار قطنی کہتے ہیں اور آخر میں لکھتے ہیں: "رواہ الدار قطنی" حالانکہ اس عبارت کا دار قطنی میں نام و نشان تک نہیں ہے۔ امام دار قطنی ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ دار قطنی کا حاشیہ "التعلیق المغنی" کے نام سے مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد المتوفٰی ۱۳۲۹ھ نے لکھا ہے۔ یہ عبارت اس حاشیہ میں ہے۔ امام بیہقی تک نہ تو اس غیر مقلد نے سند لکھی ہے اور نہ بیہقی کی کسی کتاب کا نام لیا ہے۔ ایسی بے سند اور بے ثبوت باتیں اس یتیم فرقے کا سرمایہ ہیں۔

پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ بیہقی نے صحت کا حکم کسی دلیل شرعی سے لگایا ہے یا بغیر دلیل کے تو جناب بلا مطالبہ دلیل بیہقی کا قول قبول کر کے بانی کے فتویٰ سے مشرک اور غیر مسلم

بن گئے۔ دیکھیے بانی کے فتوے کس طرح بے دلیل ہیں۔ چودھویں صدی کی کتاب کا حوالہ چوتھی صدی کی کتاب کے ذمہ لگانا یا جہالت ہے یا جھوٹ۔ ان دونوں کے مجموعے کا نام ہے مسعودی فرقہ۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جو حدیث بانی نے پیش کی، نہ اس میں ۱۸ کی نفی ہے نہ ۱۰ کا اثبات، نہ ہمیشہ کا لفظ ہے، نہ نماز نہ ہونے کی صراحت اور نہ ہی کسی دلیل شرعی سے اس کی صحت ثابت۔ امام بیہقی نے رجالہ ثقات کہا ہے۔ لیکن ابن ترکمانی نے بیہقی کے بے دلیل دعویٰ کو دلیل سے غلط ثابت کر دیا کہ رجال ثقہ کیسے؟ سلمیٰ متکلم فیہ ہے۔ عارم مختلط ہے۔ اور اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ سلمی کا سماع عارم سے حافظہ خراب ہونے سے پہلے کا ہے۔

صحیحین میں ایک روایت بھی عارم کی نہیں جس میں شاگرد سلمی ہو۔ بخاری و مسلم کا سلمی عن عارم کی سند سے اجتناب گویا واضح دلیل ہے کہ سلمی کا سماع حافظہ خراب ہونے کے بعد ہے۔ اور امام ابن ترکمانی نے یہ بھی فرمایا تھا کہ صرف رجال کا ثقہ ہونا صحت کے لیے کافی نہیں، جب تک الصغار کی السلمی سے سماع کی تصریح نہ دکھاؤ۔ دیکھیے یہ امام ابن ترکمانی کا کلام ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ جناب کا یہ فرمانا کہ اگر روایت منقطع ہوتی تو ائمہ ضرور کلام کرتے۔ اس کلام سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ حافظ ابن حجر بھی امام ابن ترکمانی کے بعد پیدا ہوئے۔ اور بیہقی کا رجالہ ثقات بے دلیل دعویٰ تو نقل کر دیا مگر ابن ترکمانی کے مفصل جواب کا جواب الجواب نہ دے سکے۔ اور آج تک سب لوگ اس سے عاجز ہیں۔

کنز العمال:

جناب نے صاحب کنز العمال کا نام علاؤ الدین لکھا ہے۔ (ص ۱۲) حالانکہ ان کا نام علی المتقی بن حسام الدین الہندی ہے۔ ان کا وصال ۹۷۵ھ میں ہے۔ یہ بھی ابن ترکمانی کے بعد پیدا ہوئے ہیں مگر ان کے جواب الجواب سے عاجز ہیں۔

حدیث علی رضی اللہ عنہ:

اس میں بھی نہ ۱۸ کی نفی نہ دس کا اثبات، نہ ہمیشہ کا لفظ نہ نماز نہ ہونے کا ذکر، نہ ہی کسی دلیل شرعی سے اس کی صحت ثابت، نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل ثابت ہے۔ دعویٰ اور دلیل میں کوئی مطابقت ہی نہیں ہے۔ عبد الرحمن بن ابی الزناد مدنی، امام مالک رحمہ اللہ کے ہم عصر ہیں۔ مگر امام مالک نے موطا میں ان سے ایک حدیث بھی نہیں لی۔

امام ترمذی ہی فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے فرمایا کہ امام مالک اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ پھر ان کا حافظہ (جب بغداد سکونت پذیر ہوئے تو) بگڑ چکا تھا۔ اور رفع یدین کی حدیث جب تک دماغ صحیح تھا بیان نہ کی۔ حافظہ بگڑنے کے بعد بیان کی۔ اسی جرح مفسر کا جواب دیئے بغیر بلا کسی دلیل کے اس کو صحیح کہنا قابل اعتماد نہیں، محض اپنے مذہب کی پاسداری ہے۔

سجدتین یا رکعتین:

1. حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں سجدتین ہے۔ اسی کو رکعتین بنانے کے لیے جناب نے بہت دوڑ دھوپ کی ہے کہ حدیث ابن عمر میں رکعتین ہے، مگر جناب فریب کے بغیر بات نہیں کر سکتے، ابو داود میں اس کے بعد صاف لکھا ہے: لیس بمرفوع انما ھو قول ابن عمر۔ جب یہ حدیث نبوی ہی نہیں اور پھر ابو داود نے کہا کہ رکعتین کا لفظ بھی متفق نہیں۔ تو جناب کے دھوکہ میں کون آئے گا۔

2. ابو حمید الساعدی رحمہ اللہ کی حدیث میں ابو داود میں رکعتین ہے۔ مگر یہ نہ بتایا کہ مسند احمد، نسائی اور ترمذی میں سجدتین ہے اور بخاری نے صحیح میں صرف تحریمہ کی رفع یدین کا ذکر کیا ہے۔

3. صحیح بخاری کی عبارت نقل کرنے میں خیانت کی ہے۔ آخری عبارت ورواہ ابن طہمان عن ایوب وموسیٰ بن عقبہ (مختصراً) جس سے روایت کا مرفوع ہونا مشکوک ہو گیا۔ اور اذا قام من الرکعتین بھی مشکوک ہو گیا۔ کیا ہر بات میں خیانت کی آپ نے قسم کھائی ہوئی ہے...؟

ابو قلابہ:

جناب نے ص۱۸ پر تقریب کا حوالہ دیا ہے: ثقة فاضل مگر یہ عبارت "کثیر الارسال قال العجلی فیہ نصب یسیر" نہیں لکھی۔ جب اس میں ناصبیت ہے تو آپ کے نزدیک فرقہ پرست اور مشرک ہوا۔ خیانتوں سے جیت نہیں ہوتی، ذلت ہی ہوتی ہے۔ اور نصر بن عاصم بھی فرقہ پرست خارجی، اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے منخرف تھا۔ اس کا بھی جواب آپ نے نہیں دیا۔

محمد بن جحادہ:

امام ابو عوانہ الوضاح نے اس کے بارہ میں کہا "کان یغلو فی التشیع" (انتہائی درجہ کا شیعہ تھا) ذہبی نے کہا کہ اس سے گالیاں دینا محفوظ نہیں تو غلو کہاں ہوا۔

(میزان ص۴۹۸ ج۳)

ذہبی نے اس کے شیعہ ہونے کی ہر گز نفی نہیں کی۔ جناب نے جھوٹ بولا کہ شیعیت کا الزام مردود ہے۔ جب وہ شیعہ ہے تو فرقہ پرست اور مشرک ہوا۔ اور غلو کی نفی کی بنیاد بھی ذہبی نے اپنے عدم علم پر رکھی ہے۔ محمد بن جحادہ کی وفات ۱۳۱ھ میں ہے اور ابو عوانہ کی ۱۷۶ھ میں ہے۔ یہ محمد بن جحادہ کا ہم عصر ہے اور ذہبی کی وفات ۷۴۸ھ میں ہے۔ تو محمد بن جحادہ کے مذہب سے اس کا ہم عصر زیادہ واقف ہے یا چھ سو سال بعد والا۔ کبھی تو عقل سے بھی کام لے لیا کریں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقہ کو علم اور عقل سے خدا واسطے کا بیر ہے۔

فریب ہی فریب:

جناب نے ص ۱۹ پر طبرانی کے حوالہ سے حسین، سفیان، ابن عیینہ، قیس بن الربیع، زائدہ، شعبہ اور دوسرے ائمہ کو محمد بن جحادہ کا متابع قرار دیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے۔ یہ سب راوی عاصم بن کلیب کے شاگرد ہیں۔ اس طریق کا محمد بن جحادہ کی سند سے کوئی تعلق نہیں۔ یا تو جناب متابعت کی تعریف سے جاہل ہیں یا جھوٹ پر بہت جری۔

ابن جریج:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہ ۱۸ کی نفی ہے نہ ۱۰ کے اثبات پر اتفاق۔ کیونکہ یحییٰ بن ایوب کے علاوہ ثقات رفع یدین کی بجائے تکبیر کا لفظ روایت کرتے ہیں۔ (بخاری ص ۱۱۰ ج ۱)

نہ ہمیشہ کا لفظ، نہ نماز کا نہ ہونا، نہ کسی دلیل شرعی سے اس کی صحت ثابت ہے۔ جناب نے بے سوچے سمجھے ابن جریج پر بڑا زور مارا ہے۔ بات یہ ہے کہ ابن جریج بدعتی ہے اور بدعتی جناب کے نزدیک مشرک اور فرقہ پرست ہے۔ تو آپ نے مشرک کی روایت کیوں پیش کی؟ ہاں جن لوگوں نے اس کی روایت لی ہے ان کا اصول یہ ہے کہ بدعتی کی وہ روایت جو اس کی بدعت کی تائید میں نہ ہو وہ لے لی جائے۔ اس لیے متعہ اور رفع یدین بدعتی شیعوں کا شعار ہے۔ تو یہ حدیث کسی اصول پر بھی قابل قبول نہیں۔

جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہ ۱۸ کی نفی نہ ۱۰ کا اثبات، نہ ہمیشہ کا لفظ نہ نماز کا نہ ہونا مذکور، نہ ہی کسی دلیل شرعی سے اس کی صحت ثابت۔ جناب نے بھی مان لیا کہ متابعت کے قابل ہے۔ مگر کسی اصل کی متابعت سے پہلے اصل تو ثابت کر لیں۔ امام حسن بصری کا جو قول نقل کیا ہے نہ اس میں ۱۸ کی نفی ہے نہ دس کا اثبات، نہ ہمیشہ کا لفظ ہے نہ ہی نماز نہ ہونے کی بات اور نہ ہی کسی دلیل شرعی سے اس کی صحت ثابت ہے۔ سعید مختلط اور قتادہ مدلس ہے۔

محمود بن اسحاق خزاعی:

بانی صاحب نے صلوٰۃ المسلمین ص ۴۵۵ پر حسن کا قول جزء رفع یدین کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ اور جزء رفع یدین کا راوی امام بخاری سے صرف یہ ایک شخص ہے۔ محمود بن اسحاق الخزاعی جس کی توثیق بطریق محدثین کہیں ثابت نہیں۔ اب اگر جناب کو یہ معلوم نہیں جزء رفع یدین کا راوی محمود بن اسحاق الخزاعی ہے تو اپنی جہالت پر جناب کو رونا چاہیے تھا نہ کہ دوسروں کو گالیاں بکنا شروع کر دیں۔

گیارہ صحابہ رضی اللہ عنہم:

جو نام ص ۴۵۳ پر بانی نے دیئے ان کے حوالہ کے لیے جناب نے بیہقی کا نام اور بیہقی کی کتاب کا نام نہیں لکھا۔ وہ ضرور لکھیں! اور یہ بھی فرمائیں کہ بیہقی نے بھی یہ نام بے سند ہی ذکر کیے ہیں یا صحیح سند کے ساتھ اگر صحیح سند ہو تو ضرور لکھیں۔ بے سند بات کو جھوٹ کہنا بانی فرقہ کا ارشاد ہے۔ جب یہ بے سند ہیں تو بقول بانی جھوٹ ہی ہوئے۔

پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم:

کبھی آپ رعب ڈالنے کے لیے یہ کہتے ہیں کہ سیوطی نے پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا ہے۔ دیکھیں حافظ محمد گوندلوی کی کتاب تحقیق الراسخ سیوطی کی کوئی کتاب نہیں۔ آپ کو ۴۹ معاف کر دیئے، سیوطی سے ایک ہی صحابی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث پیش کر دیں۔ جس میں ۱۸ کی نفی دس کا اثبات ہمیشہ کا لفظ، نماز کے نہ ہونے کا ذکر ہو اور دلیل شرعی سے اس کی صحت ثابت ہو۔

سترہ صحابہ رضی اللہ عنہم:

ص ۴۵۲۔ ۴۵۴ پر ان سترہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے جو بقول بانی حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے۔ جزء بخاری میں یا ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان،

ابن حجر نے یہ لکھا ہو کہ یہ ۱۷ اصحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے تو آپ کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جہاں بھی ۱۷ کا لفظ نظر آ جائے اس سے یہ خاص مجلس مراد لینا جہالت اور فریب کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ان سترہ سے جن کے نام جزء بخاری سے لکھے ہیں جزء بخاری سے ۱۸ کی نفی، دس کا اثبات، ہمیشہ کا لفظ، نماز کا نہ ہونا، اور اس کا کسی دلیل شرعی سے صحیح ہونا ثابت کر دیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

وائل رضی اللہ عنہ آمد ثانی:

میں نے لکھا تھا کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی آمد ثانی میں تحریمہ کے بعد کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ بانی صاحب فرماتے ہیں وہاں ہے کہ نماز میں رفع یدین کرے۔ تحریمہ کا رفع یدین نماز کے لیے ہوتا ہے، نماز میں نہیں ہوتا۔ فی الصلوٰۃ اور افتتح الصلوٰۃ میں بڑا فرق ہے۔ ابوداود شریف میں ہے ثم اتیتھم فرایتھم یرفعون ایدیھم الی صدورھم فی افتتاح الصلوٰۃ پھر میں ان (صحابہ رضی اللہ عنہم) کے پاس آیا تو ان کو دیکھا کہ دونوں ہاتھ سینوں تک اٹھا رکھے ہیں شروع نماز میں۔

قرأۃ خلف الامام کی بحث:

رفع یدین کے مسئلہ میں دلیل سے عاجز رہنے کے بعد مسئلہ قرأۃ خلف الامام شروع کیا ہے۔ اس پر بانی فرقہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث پیش کی تھی۔ میں نے اس پر جرح کی تھی کہ

1. امام بیہقی مقلد ہیں اور مقلد آپ کے ہاں مشرک ہوتا ہے۔ مشرک کی روایت کیسے حجت ہو گئی؟ امام بیہقی کا مقلد ہونا طبقات الشافعیہ اور شذرات الذہب میں صاف ثابت ہے۔ ثانی صاحب ان کے غیر مقلد ہونے پر کوئی حوالہ نہیں دے سکے۔

2. ابو عبد اللہ رافضی ہے۔ ثانی صاحب اس کو شیعہ مانتے ہیں اور بانی اور ثانی کے نزدیک شیعہ فرقہ ہے اور فرقہ پرستی شرک ہے اور بانی اور ثانی اس مشرک کے مقلد بن گئے ہیں۔

3. محمد بن عبد اللہ کی توثیق مانگی تھی۔ ثانی صاحب اس کو ثقہ ثابت کرنے سے عاجز آ گئے اور بوکھلاہٹ میں لکھ مارا کہ توثیق نہیں تو کیا تضعیف ثابت ہے؟ ثانی صاحب! راوی مجہول ہوا۔

4. عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز کی توثیق مانگی تھی۔ یہاں تو ثانی صاحب نے کمال کر دیا کہ اسی نام کے ایک امام ابو القاسم البغوی کی توثیق نقل کر دی۔ ثانی صاحب! ابو القاسم کا ابو الصلت کا شاگرد ہونا جناب صبح قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ یہ راوی قاضی جرجانی جنجروذی ہے۔ ابو القاسم بغوی ہرگز نہیں ہے۔

5. عبد اللہ بن سلام ابو الصلت کا رافضی خبیث ہونا میں نے ذکر کیا تھا۔ جو میزان اور تہذیب دونوں میں موجود ہے۔ اس کا شیعہ ہونا بھی ذکر ہے اور شیعہ فرقہ ہے، اور بانی اور ثانی کے نزدیک فرقہ پرستی شرک ہے۔ میزان اور تہذیب کا حوالہ ثانی صاحب نے نہایت نامکمل نقل کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ثانی صاحب خود ہی میزان اور تہذیب کی پوری عبارت نقل کر کے ترجمہ کر دیں۔ مگر ثانی صاحب کبھی بھی یہ ہمت نہ کریں گے۔ ہاں ثانی صاحب نے یہ خود مان لیا ہے کہ جب یہ راوی اکیلا ہو تو اس سے احتجاج نہیں لیا جائے گا۔ (ص۱۳۵) اس روایت میں بھی یہ اکیلا ہے اور ایک بھی شاہد کسی صحیح مرفوع سند سے موجود نہیں۔ ہمت ہو تو پوری سند سے کوئی شاہد لکھ کر اس کی توثیق ثابت کر دیں۔

6. ثانی صاحب بڑے تجاہل عارفانہ سے فرماتے ہیں: ”ابو معاویہ محمد بن خازم ثقہ ہے۔ معلوم نہیں امین صاحب نے کون سے ابو معاویہ کو مرجئی خبیث کہہ دیا ہے۔“ ثانی صاحب! اپنی نظر ضرور چیک کروائیں۔

اسی ابو معاویہ کے بارہ میں امام ابو داود فرماتے ہیں کان رئیس المرجئۃ بالکوفۃ اور ابن حبان فرماتے ھیں مقتنا ولکنہ مرجئا خبیثا

(تہذیب التہذیب ص۱۳۹ ج۹)

ثانی صاحب! مرجئہ فرقہ ہے اور جناب کے ہاں فرقہ بندی شرک ہے۔ کیا ساری دنیا کے مشرکوں کی تقلید جناب نے ہی اپنے اور اپنے بدعتی فرقہ کے لیے فرض کر لی ہے۔ (۷۔۸) اس سند میں عمرو بن محمد اور شعیب بن محمد دونوں مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں، نہ کہیں تحدیث ہے اور نہ متابعت اس کے جواب میں ثانی صاحب نے ایک ہی سانس میں دس سے زائد محدثین پر جھوٹ بول دیا ہے کہ یہ مدلس کے عنعنہ کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ ثانی صاحب! ان محدثین کا اقرار پیش کریں کہ یہ مدلس کا عنعنہ بالکل صحیح حدیث ہے۔ الغرض یہ سند فرقہ پرستوں، رافضیوں، مرجئوں، مجہولوں اور مدلسوں سے بھرپور ہے۔ ثانی صاحب! جس فن سے واقفیت نہ ہو وہاں ٹانگ نہیں اڑانی چاہیے۔ دوسری روایت میں بیہقی مقلد شافعی ہے جو آپ کے ہاں مشرک ہے اور عبدالحمید بن جعفر فرقہ قدریہ کا ہے۔ وہ بھی آپ کے ہاں مشرک ہے۔ ابو عثمان بصری کی توثیق ثابت نہیں۔ پھر یہ کہنا کہ سند حسن نہیں صحیح ہے، محض دھاندلی ہے۔

مسئلہ آمین کی تحقیق:

مسعودی فرقہ کے لوگ جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو فرض، سنت، نفل ہر نماز میں آمین آہستہ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی حدیث نہ بانی فرقہ پیش کر سکا نہ ثانی۔ اگر کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں تو ہم فی حدیث ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ اسی طرح ان کے مقتدی بھی امام کے پیچھے گیارہ رکعتوں میں آہستہ آمین کہتے ہیں۔ اس پر بھی بانی اور ثانی دونوں حدیث پیش کرنے سے عاجز رہے ہیں۔ اگر صحیح صریح غیر معارض حدیث جس میں مقتدی اور گیارہ رکعت کی صراحت ہو پیش کریں تو فی حدیث ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

اسی طرح ان کا امام بھی گیارہ رکعتوں میں آمین آہستہ کہتا ہے۔ اس پر بھی کوئی حدیث صحیح صریح غیر معارض جس میں امام اور گیارہ رکعت کی صراحت ہو پیش کریں تو مبلغ ایک ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ ان کے مقتدی صرف چھ رکعتوں میں ہمیشہ اونچی آواز سے آمین کہتے ہیں۔ اس پر بھی اگر صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں جس میں مقتدی، چھ رکعت، اور ہمیشہ کے لفظ کی صراحت ہو تو ہم ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

بانی فرقہ نے ایک حدیث امام کے بارہ میں پیش کی جس میں نہ چھ رکعت کی صراحت اور نہ ہی یہ صراحت کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل تھا۔ اور سند کا یہ حال ہے کہ ہارون الاعور قدری فرقے کا ہے جو آپ کے ہاں مشرک ہے۔ اسماعیل بن مسلم المکی ضعیف ہے۔

(تقریب)

ثانی صاحب نے اسماعیل بن مسلم المخزوعی کا صدوق ہونا ذکر کر دیا، وہ اور راوی ہے، محض دھوکا دیا ہے۔ المخزوعی کی تعیین اس سند میں ثانی صاحب نہیں دکھا سکتے۔ اگر محدثین کے خلاف یہ کہیں کہ احتمال ہے کہ وہ ہو یا یہ ہو تو بھی ان کو فائدہ نہیں اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ابو اسحاق مدلس ہے۔

(طبقات المدلسین)

اور مختلط ہے

(تقریب)

اور ام الحصین کی توثیق بھی ثابت نہیں کی۔ افسوس اس بدعتی فرقے کا مدار اسی قسم کی سندوں پر ہے۔ کوئی راوی فرقہ پرست مشرک، کوئی ضعیف، کوئی مجہول، کوئی مدلس۔ ثانی صاحب کا اپنا دل بھی ان کو ملامت کر رہا ہے، کہ جواب کا نام تو ہے مگر جواب ندارد اور ثانی صاحب کو کہہ رہا ہے کہ آپ صبح و شام اس شعر کا وظیفہ پڑھا کریں۔

اے میرے باغ آرزو کیسا ہے باغ ہائے تو
کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

اور رسالہ پڑھنے والا رسالہ پڑھ کر یہی گنگناتا ہے:

کیا شوخیاں دکھائے گا اے نشتر جنوں
مدت سے ایک زخم جگر ہی چھلا نہیں

بانی صاحب تو میرا فرض سر پر لے کر ہی فوت ہو گئے تھے۔ ثانی صاحب نے جواب کے لیے بہت خاک اڑائی مگر نتیجہ یہی نکلا:

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

الحاصل یہ کتاب صلوٰۃ المسلمین جو بانی فرقہ نے غیر مسلموں کی کتابوں سے جمع کی ہے نا قابل اعتماد بھی ہے اور مسائل نماز اور ترکیب نماز بیان کرنے میں نہایت ناقص بھی ہے۔ اکثر ضعیف روایات پر مبنی ہے جو عمل تواتر کے خلاف ہونے کی وجہ سے کسی طرح بھی درخور اعتناء نہیں۔ احادیث کے انتخاب اور ان کی تصحیح و تضعیف میں دلیل شرعی کا ہر گز خیال نہیں رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو متواتر قرآن کی طرح متواتر نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور فرقہ پرستوں کے وساوس سے محفوظ فرمائے۔ فقط

(ماخوذ تجلیات صفدر، ترمیم و اضافہ کے ساتھ)

* * *